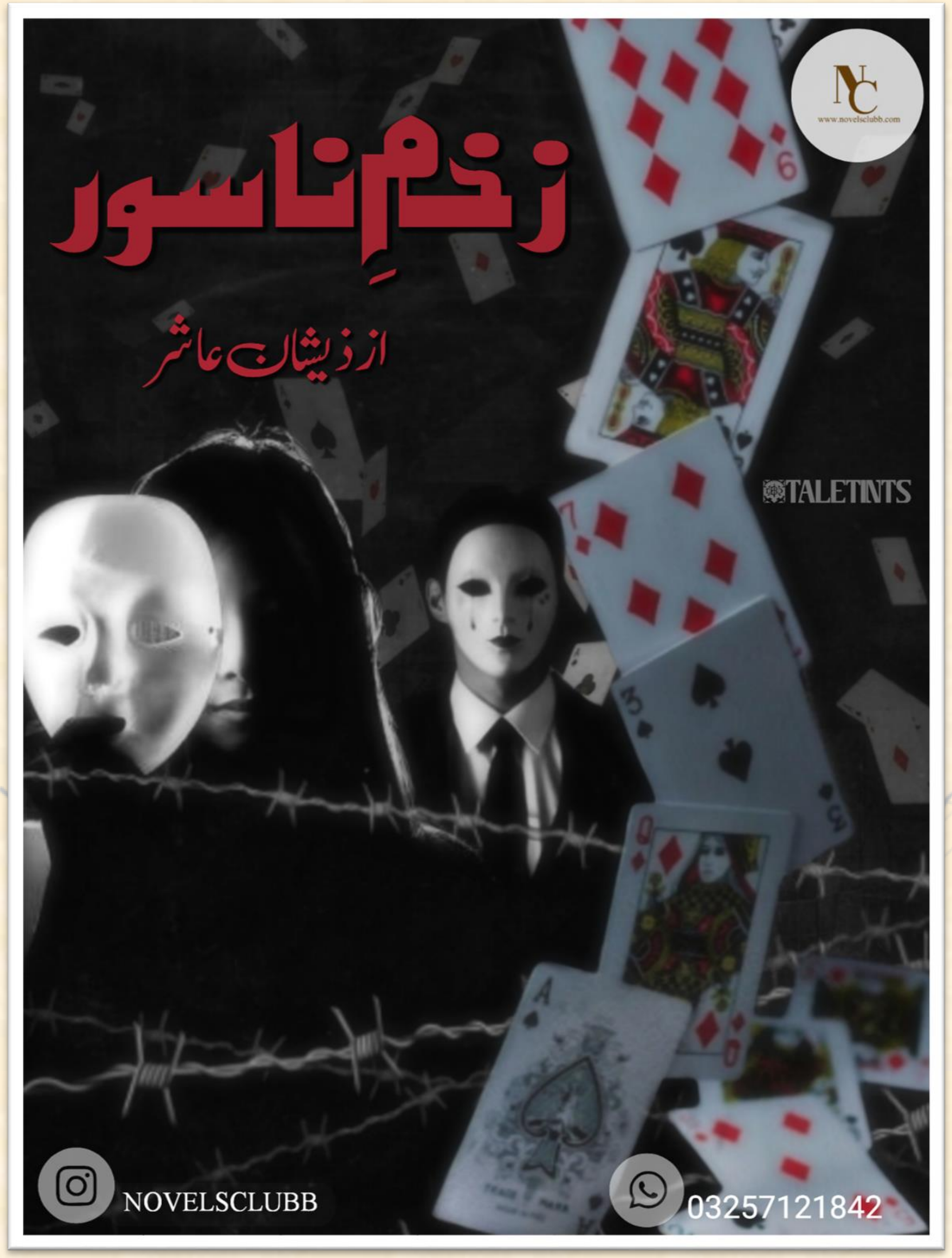
زخمِ ناسور
از ذیشان عاشر
www.novelsclubb.com
TALETINTS
NOVELSCLUBB
03257121842

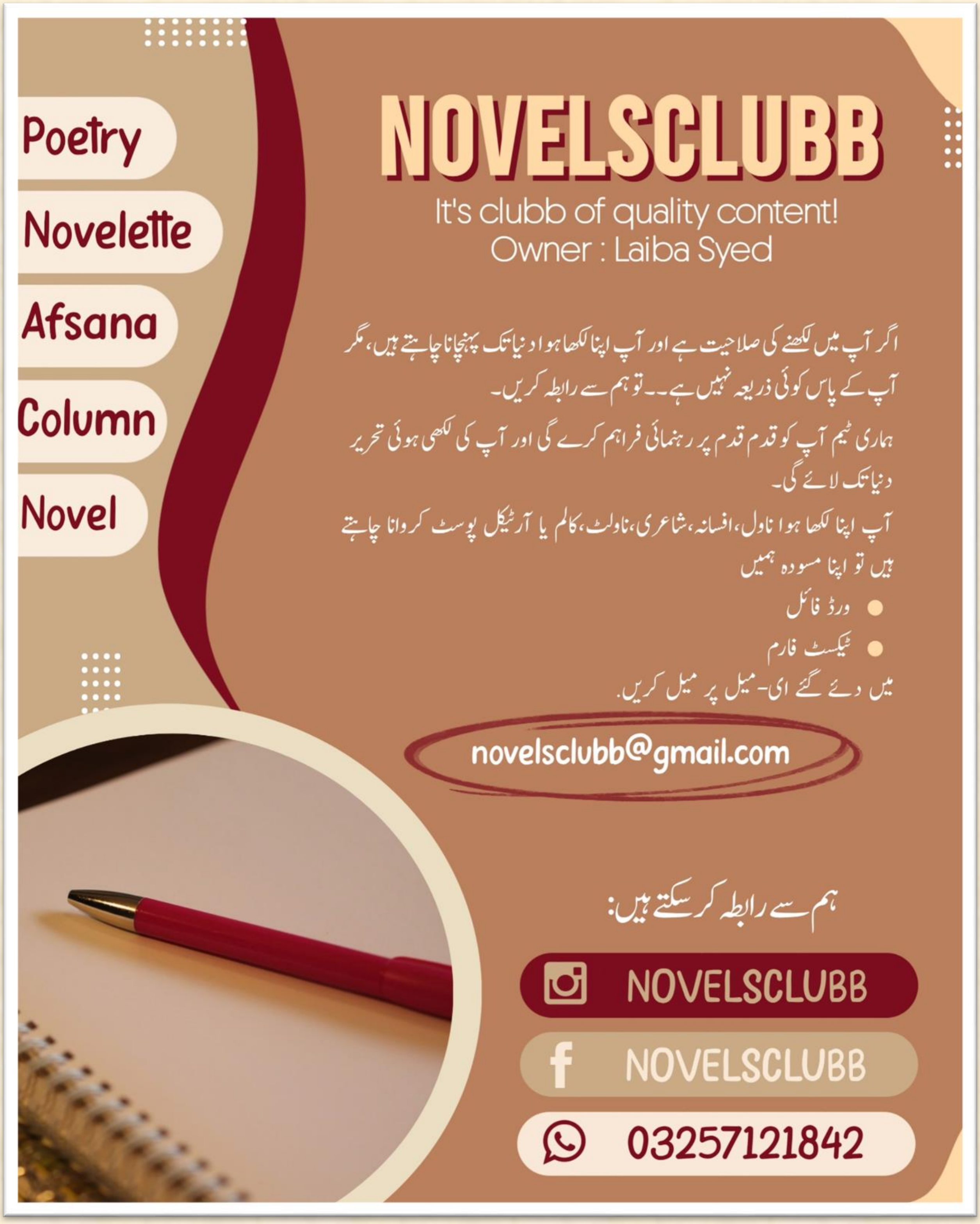

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول،افسانہ،شاعری،ناولٹ،کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

زخمِ ناسور

از قلم

ذیشان عاشر

Clubb of Quality Content

ناول "زخمِ ناسور" کے تمام جملہ حق لکھاری "ذیشان عاشر" کے نام محفوظ ہیں۔ کہانی کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں کسی دوسرے پلیٹ فارم یا سوشل میڈیا پر پوسٹ کرنے سے پہلے لکھاری کی اجازت درکار ہو گی۔ "ناولز کلب" کا پی ڈی ایف بغیر اجازت پوسٹ کرنا منع ہے، بغیر اجازت کہانی/پی ڈی ایف کا استعمال کرنے والوں پر سخت کاروائی کی جاسکتی ہے۔ اس کہانی اور اس میں موجود کردار محض تصوراتی ہیں۔ کسی بھی حقیقی کہانی یا انسان سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔ کسی بھی طرح کی مشابہت کو اتفاق سمجھا جائے۔

زخمِ ناسور

از قلم: ذیشان عاشر

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب 1: میری زندگی زندان رہی ہے

وہ حویلی بڑی تھی۔انجم کے گھر سے ہزار گناہ بڑی۔وہ پتھروں کے اس بڑے عالیشان گھر میں تین دن پہلے آیا تھا جب اس کا باپ اس کی ماں کو ہسپتال لے گیا تھا اور کافی دیر بعد اسے لینے اس کے ماموں آئے تھے۔ماموں بھی اسے اپنے گھر نہیں لے کر گئے تھے۔نانی کے اس بڑے عالیشان گھر میں چھوڑ گئے تھے۔اس کی ماں آسیہ علی خان ہسپتال گئی تھی۔سب خوش تھے۔آج کچھ دیر پہلے اس کا بھائی اس دنیا میں آیا تھا۔مگر وہ خوش نہیں تھا۔وہ تین سال کا بچہ،انجم علی خان وہ جانتا تھا کہ اسکا بھائی کس مصیبت میں آرہا تھا۔انجم کے پاس الفاظ نہیں

تھے۔ مگر وہ جانتا تھا۔ دور دل کے چھپے کونوں میں، وہ جانتا تھا، کہ اس کا باپ اس سے محبت نہیں کرتا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کا باپ ریحان علی خان اس کے بھائی کو بھی پیار نہیں کرے گا۔

مگر جب وہ ہسپتال پہنچا، تو چونک گیا۔ اس کا باپ اس چھوٹے سے بچے کو اٹھائے ہوئے تھا۔ آرام سے، پیار سے، محبت سے، دیہان سے۔۔۔۔۔ مکمل توجہ کے ساتھ۔ یوں لگتا تھا کہ ریحان علی خان کی ساری دنیا اس کا نیا بیٹا بن گیا تھا، رامش علی خان۔ انجم خیران تھا۔ مگر دل ہی دل میں خوش بھی تھا۔ شاید اب اس کا باپ اس سے بھی محبت کرے گا۔ مگر حقیقت ہمیشہ خواب و خواہش سے تلخ ہوتی ہے۔ ریحان نے کبھی انجم کو وہ محبت نہ دی جو رامش کے حق میں اور پھر ان کی بہن رمشہ کے حق میں آئی تھی۔

انجم کو اپنے باپ کی یہ تفریق کبھی سمجھ نہ آئی۔ ایک عمر اس نے اپنے باپ کی محبت کی خواہش میں گزار دی۔ اپنا آپ منوانے کو ہر حربہ آزمایا۔ سکول کی ہر کلاس میں فرسٹ پوزیشن، میٹرک میں ٹاپ، انٹر میں ٹاپ، حتیٰ کہ شہر کی سب سے بڑی یونیورسٹی میں داخلہ بھی مل گیا۔ مگر ریحان کو انجم سے کوئی سروکار نہیں تھا۔ انجم کے سر کیے پہاڑ، اس کے بہن بھائیوں کے لڑکھڑاتے قدموں سے کم تر تھے۔ اس کی ماں اسے سہارا دیتی تھی، مگر انجم کو

اپنے باپ کا سہارا چاہیے تھا۔یوں محبت کی تلاش میں وہ لمبے بیس سال انجم نے کیسے گزارے بس انجم کو ہی پتہ تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس چھوٹے سے گھر کا رنگ اب جھڑنے لگا تھا۔گاؤں نما علاقے میں بنا ایک پرانا، حستہ حال گھر۔جس کے دروازے کے پیچھے ایک چھوٹا سا صحن تھا۔جہاں دھوپ کی خواہش میں آسیہ علی خان اپنی ماں کے ساتھ بیٹھی تھی۔صحن کے ساتھ دروازہ لگا تھا جو گھر کے اندر جاتا تھا۔وہاں چھوٹا سا برآمدہ تھا۔دائیں طرف کچن اور ایک عدد سٹور تھا۔سامنے ایک بیڈروم اور بائیں طرف دیواریں تھیں۔کچن میں رمشہ کھڑی چائے بنا رہی تھی۔

"آ بھی جاؤ رمشہ" باہر سے آسیہ کی آواز آئی تھی۔

"بس آئی امی" رمشہ نے جواب دیا۔ہاتھ میں پکڑے فون پر فرنٹ کیمرا کھلا تھا۔اپنی بھوری آنکھوں میں دیکھتی رمشہ سوچنے لگی کہ نا جانے نانی آج یہاں کیا لینے آئی تھیں۔

اس کی نانی باہر بیٹھی اپنی بیٹی کا چہرا دیکھ رہی تھیں۔ آسیہ ان سے بوڑھی لگنے لگی تھی۔ بس اس کی نیلی آنکھوں کا حسن باقی رہا تھا۔ اسمہ چنگیز عالم نے ایک دکھ بھری آہ پڑی۔ منع بھی کیا تھا اس پاگل کو کہ ریحان سے شادی نہ کرے۔

"اور امی آج آپ یہاں کیسے؟" سفید چادر سے اپنا سلیٹی لباس ڈھانپے بیٹھی آسیہ نے اپنی ماں سے پوچھا۔

"بس تمہاری یاد آئی، تو سوچا مل آؤں" آسیہ نے خیران ہو کر اپنی ماں کو دیکھا، جس نے گلابی رنگ کی تنگ قمیض کے نیچے چست پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ ہلکا میک اپ، ماتھے پر سن گلاسز، انگلیوں پر اپنی آنکھوں جیسی نیل پالش، بالوں میں بھورا رنگ اور چادر کا نام و نشان بھی نہیں تھا۔

"ایسے کیوں دیکھ رہی ہو؟" اسمہ نے اپنی بیٹی کے خیران چہرے کو دیکھا "کیا ایک ماں کو اپنی بیٹی کی یاد نہیں آسکتی؟" انھوں نے پوچھا تو آسیہ سوچ میں پڑ گئی، کیا کچھ ہوا تھا؟

"ارے نہیں امی، ضرور آسکتی ہے" وہ نا جانے کیوں مسکرا دی تھی۔

"اور سناؤ سب کیسا ہے؟"

"سب ٹھیک ہے امی،"آسیہ کی مسکراہٹ گم ہو نہیں ہو رہی تھی۔ وہ اپنی ماں کے آنے سے اتنا خوش نا جانے کیوں ہو گئی تھی۔

"بچے کہاں ہیں؟ تمہاری اس نکمی بیٹی کے علاوہ بھی دو ثبوت ہیں تمہارے"وہ اپنے ابدی طنزیہ انداز میں بولیں۔

"وہ رامش اور انجم یونیورسٹی گئے ہیں"آسیہ نے محبت بھرے لہجے میں کہا"رمشہ کو آج چھٹی تھی، کوئی فنگشن ہے شاید اس کے کالج میں۔"

"صحیح۔"کچھ دیر کی خاموشی"سب کیسا ہے؟"ایک عجیب سی فکر اور اپنائیت سا لہجہ، جو اپنی ماں کے منہ پر آسیہ نے کبھی نہیں دیکھا تھا۔

"ٹھیک"وہ الجھ سی گئی۔

"میرا مطلب انجم کیسا ہے"کوئی ہچکچاہٹ نہیں۔ اسمہ بی بی اب ہچکچاتی نہیں تھیں "ریحان کا اس سے رویہ کسی سے چھپا نہیں۔ مجھے ڈر ہے کہ تمہارے بیٹے کی شخصیت کہیں متاثر نہ ہوئی ہو۔"

Clubb of Quality Content

"امی" آسیہ کو الفاظ ڈھونڈنے میں وقت لگا، کیا وہ اپنی ماں سے اپنے دل کی بات کہہ سکتی تھی "مانا کہ ریحان ذرا سی تفریق کرتے ہیں، مگر انجم ٹھیک ہے،" وہ جذباتی ہونے لگی تھی، "وہ اپنی کلاس ہمیشہ ٹاپ کرتا ہے۔ کئی ساری اسکالرشپ جیتا ہے۔اس کے ٹیچرز اس کی تعریفیں کرتے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ اس کی شخصیت پر کوئی اثر نہیں ہوا ہے۔ تو کیا ہوا جو ریحان-"

اس کی ماں نے ہاتھ اٹھایا تو وہ جھنجھلا کر رک گئی۔ شہادت کی انگلی دروازے کی طرف مڑی تو آسیہ کی آنکھوں نے اس کا تعاقب کیا۔ وہاں اس کی بیٹی کھڑی ان کی باتیں سن رہی تھیں۔

"چائے" رمشہ نے جلدی جلدی کہا۔

"ارے واہ، لاؤ لاؤ" اسمہ بیگم نے مسکرا کر اپنی نواسی کو مخاطب کیا "تمہارے ہاتھوں کا ذائقہ تو چکھیں ہم" رمشہ وہاں پیالی رکھ کر بسکٹ لینے گئی تو اسمہ نے اپنی بیٹی کو مخاطب کیا "دیواروں کے کان ہوتے ہیں، اب تو اپنے جذبات پر قابو کرنا سیکھ لو۔"

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماں بیٹی کے اس مکالمے سے کئی میل دور انجم اور اس کا بھائی رامش یونیورسٹی کی راہ داریوں میں گھوم رہے تھے۔ وہ یونیورسٹی کئی بڑی اور عالیشان عمارتوں کا مجمع تھی۔ یہ بڑی عمارتیں جنھیں یونی کے باشندے بلاکس کہتے تھے، میں سے ایک بلاک کی طرف انجم رامش کو لیے روانہ تھا۔ یہ بلاکس ایک دائرے کی صورت بنائے گئے تھے۔ خاکی رنگ کے بلاکس آرکیٹیکچر کا ایک عظیم شاہکار تھے، جن کی خوبصورتی انجم کو بہت بھاتی تھی۔ انجم سائیکالوجی کا طالب علم تھا۔ اس کے بھائی نے انگلش کا شعبہ منتخب کیا تھا۔ وہ دونوں بلاکس کے دائرے کے اندر بنے گول، پارک نما احاطے میں چل رہے تھے۔ انجم، رامش کو سارے بلاکس کے نام، اور ان میں پڑھائے جانے والے شعبہ جات کے بارے میں پتہ رہا تھا۔

انجم نے ساری زندگی اپنے باپ کو اپنا سارا پیار رامش اور رمشہ پر نچھاور کرتے دیکھا تھا۔ روایات کے مطابق تو اسے اپنے بہن بھائی سے نفرت ہونی چاہیے تھی مگر ایسا نہیں تھا۔ انجم رامش اور رمشہ سے بے حد محبت کرتا تھا۔ وہ اسے جان سے بھی زیادہ عزیز تھے۔

وہ رامش کے بلاک کے پاس پہنچے تو رامش نے دیکھا کہ ایک لڑکی ان کی طرف ہی دیکھ رہی تھی۔ پہلے تو اسے کچھ سمجھ نہ آیا، مگر جب اس لڑکی نے انجم کو ہاتھ ہلا کر اپنی طرف بلایا تو رامش نے دو جمع دو چار کر لیا۔ وہ ضرور ہانیہ تھی۔ انجم کا کرش۔ یہ انجم کا آخری سال تھا۔ مگر جب سے انجم نے یونی شروع کی تھی وہ ہانیہ پر دل ہار بیٹھا تھا۔

وہ دونوں ہانیہ کے پاس آئے تو انجم نے نظر بھر کر اسے دیکھا۔ کالی جینز اور سفید شرٹ پہنے، وہ سفید رنگ، لمبے بالوں، سبز آنکھوں والی لڑکی معصومیت کا مجسمہ لگتی تھی۔ کاش کہ انجم اس سے بات کر سکتا۔ مگر وہ ریجیکشن سے ڈرتا تھا۔

"ہائے ہانیہ" اس نے پیار سے کہا۔

"ہائے انجم" وہ شریر انداز میں اپنی انگلیاں ہلاتے ہوئے بولی۔ "اور یہ ضرور رامش ہوگا، ہیلو" اس نے رامش کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ پہلے تو رامش حیران ہوا، پھر اس نے اس کا ہاتھ پکڑتے ہوئے مصافحہ کیا۔

"کیا یہ بھی تمہارے جیسا ہی ہے انجم؟" ہانیہ رامش کو بڑے غور سے سکین کر رہی تھی، وہ ایسی ہی تھی، چائلڈ لائیک "مطلب کیا یہ بھی بک وارم (کتابی کیڑا) ہے؟" اس نے آنکھیں انجم پر گاڑیں۔ انجم ہمیشہ کی طرح عام لگ رہا تھا۔ کھلی کھلی شرٹ، ضرورت سے زیادہ بڑی پینٹ، سادے بال۔ اس عام حلیے والے شخص کی بس ایک چیز خاص تھی، اس کی نیلی آنکھیں۔

"ہانیہ، پلیز یار" انجم اسے سمجھانے لگا "بھائی ہے میرا"

"ہاں تو میں نے کب کہا کہ clone ہے۔ یا پاکستان کا وزیراعظم ہے" وہ طنزیہ سا بولی۔

"اچھا بابا سوری" انجم نے ہاتھ اٹھا دیے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ہاں بھائی" ہانیہ پھر رامش کی طرف متوجہ ہوئی "کیا سین ہے۔" وہ غنڈوں کی طرح اس کا انٹرویو لے رہی تھی "کوئی مستی وستی بھی کرتے ہو یا بس کتابوں سے عشق ہے تمہیں بھی"

"نہیں۔۔۔۔کرتا ہوں مستی وستی بھی" رامش نے جواب دیا۔

"کیا کرتے ہو" اس نے ہاتھ ہلا کر پوچھا "کوئی (ہاتھوں سے سوٹا لگایا) یا پھر (شراب پینے کی ایکٹنگ کی) یا (ہاتھوں سے ہوا میں دل کی علامت بنائی پھر ضرب کی، اور پھر infinity کی)"

"ارے نہیں نہیں، ان میں سے تو کچھ بھی نہیں، بس پارٹی شارٹی، دوستوں کے ساتھ "

"او جاؤ یار" ماتھے پر ہاتھ مارا "بورنگ ہی ہو۔ جاؤ" ہاتھ سے جانے کا اشارہ کیا "جاؤ جا کر کلاس ڈھونڈو۔ چلو۔" اور منہ پھیر کر کھڑی ہو گئی۔

"جاؤ رامش۔ اب آگے کا سفر تم نے اکیلے ہی طے کرنا ہے" انجم بولا۔

"اوکے۔" وہ شکر کا کلمہ پڑھتا وہاں سے نکل دیا۔

"کیا یار" ہانیہ اکتائی سا بولی "کتنے بورنگ لوگ ہیں پاکستان کے،" پھر انجم کو غصے سے دیکھا "چلیں، تھیسز کا سپروائزر فائنل کروانا آج، وہ ماسٹر جاوید کے تو نخرے ہی نہیں مک (ختم) رہے"

"تو کوئی اور-" ہانیہ نے بس ایک نظر اس پر ڈالی اور وہ خاموش ہو گیا۔

"چاہئے تو مجھے بھی جاوید ہی" وہ بڑے عزم سے بولی تھی۔ وہ اپنے بلاک کی طرف چل رہے تھے جب انھیں ہانیہ کا جڑوا بھائی ہارون ملا تھا۔ سفید رنگ مگر عام نقوش کا بیس اکیس سال کا لڑکا، ہارون یونی لائف میں انجم کا اچھا دوست بن گیا تھا۔ انجم کی زندگی یہاں یا ہانیہ کے ساتھ گزرتی تھی، یا ہارون کے ساتھ۔

"جاوید صاحب آ گئے ہیں" اس نے سلام دعا کے بعد بتایا۔

"پتہ ہمیں" ہانی کا پارا ہائی تھا۔

ہارون نے ہانی کو نظرانداز کیا اور انجم کو مخاطب کیا۔

"یار میں نے ایک کمرا دیکھا ہے، پرفیکٹ ہے ہمارے لیے" انجم اور ہارون کافی دنوں سے یونیورسٹی کے پاس ایک کمرا کرائے پر لینے کی سوچ رہے تھے۔

Clubb of Quality Content

"ہاں مگر" انجم کے پاس اپنے گھر بتانے کی ہمت نہیں تھی۔

"یار اب تو تمہیں ایک پراپر پارٹ ٹائم جاب بھی مل گئی ہے" انجم سائیکالوجی شوق سے پڑھتا تھا۔ مگر کیریئر تو اس نے سافٹ ویئر میں ہی بنانا تھا۔" وہ بھی شہر کی ایک بڑی سافٹ ویئر فرم میں تو پھر کیا مسلہ ہے" ہارون تنگ نہیں ہوتا تھا۔ وہ بھی اپنی بہن جیسا ہی تھا۔

چائلڈ اش۔ مگر خوش۔

دور دل کے کسی کونے میں، انجم ان کی اس چائلڈ اش پرسنالٹی سے جلتا تھا۔

"اچھا نا ہارون" اب وہ اسے اپنے مسلے کیا سمجھائے۔" میں بعد میں بتاتا ہوں تمہیں"۔

"اچھا ویسے خبر سنی تم لوگوں نے؟" ہارون نے ٹاپک بدلا۔

"کیسی خبر؟" ہانی کا تجسس بڑا۔

"فیس کلر(face killer) کا پولیس کو تیسرا وکٹم ملا ہے" وہ کافی ایکسائٹڈ تھا" میں نے ابھی پکس دیکھیں۔ اللہ اللہ" وہ دونوں اب پکس دیکھ رہے تھے اور انجم انھیں۔ فیس کلر کی بات سن کر اس کے چہرے پر سایہ سا گزرا تھا۔ دکھ، ڈر، خوشی، ایکسائٹمنٹ، گلہ، فخر نا جانے کیا کیا تاثر تھے اس سائے میں۔ مگر وہ سایہ ایک لمحے میں آکر غائب ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سمے کا پہیا چلا، سورج ڈھلتا چلا گیا۔ رات کا وقت اس چھوٹے سے گھر پر آن پڑا تھا۔ صحن میں سفید رنگ کا بلب جل رہا تھا جس کے نیچے بیٹھے وہ لوگ کھانا کھا رہے تھے۔ دو چارپائیاں اور درمیان میں میز۔ ایک طرف وہ تینوں بہن بھائی بیٹھے تھے، رامش، رمشہ اور انجم۔ سامنے والی چارپائی پر ان کے والدین۔ آسیہ اپنے صبح والے حلیے میں ہی تھی۔ ریحان علی خان نے کاٹن کا کرتا پہن رکھا تھا۔ وہ بسوں کے اڈے پر منشی کا کام کرتے تھے۔ ریحان اپنے بیٹے رامش کی تعریفوں میں مشغول تھا۔ اسکالرشپ انجم کو ملی تھی، بیچ (batch) کا ٹاپر انجم تھا، مگر تعریفوں کے پل رامش کے باندھے جا رہے تھے۔ آخر اس کو داخلہ جو مل گیا تھا۔ بس داخلہ۔ انجم کو اس سب کی عادت تھی۔ اس گھر میں انجم کی تعریفیں اس کے باپ کی موجودگی میں نہیں کی جاتی تھیں۔

"واہ رامش "ریحان صاحب بول رہے تھے "کمال کر دیا میرے بچے نے، نامیں نا کہتا تھا آسیہ جی کہ ہمارا بچہ دنیا فتح کرے گا، اور اب دیکھو یونیورسٹی جا رہا ہے، وہ بھی سب سے بڑی، اور پڑھ بھی انگلش رہا ہے، واہ رامش واہ "وہ کافی خوش تھے۔ اپنے بچوں کی کامیابیوں سے بھلا کون باپ خوش نہیں ہوتا؟

"ابا "انجم نے خود کو کہتے سنا" مجھے ایک بڑی فرم میں جاب مل گئی ہے۔ "یہ ماں باپ کی تعریف کی خواہش کب جان چھوڑے گی انجم کی۔

" صحیح۔ "ریحان کا موڈ اچانک بدل گیا۔ اس نے اپنی بڑی داڑھی کھجائی۔ منہ بنایا۔ آسیہ نے اس کا بازو پکڑا تو اس کا موڈ نارمل ہوا۔ "اور رامش بتاؤ نا کیسا گزرا آج کا دن؟"

رامش کا بھی منہ بن گیا تھا۔ آسیہ نے اور کچھ کیا ہو یا نہ کیا ہو، اپنے بچوں کو ایک دوسرے سے محبت کرنا ضرور سکھایا تھا۔

"کیا ہو گیا؟ "ریحان کا پارا ہائی ہونے لگا "بتاؤ"

"ہاں ہاں رامش ہمیں بتاؤ "آسیہ نے رامش سے گویا التجا کی ہو۔

"ہاں رامش "انجم آنسو روکے، جھوٹی مسکراہٹ سجائے بولا "تم ابا کو بتاؤ "اس نے پلیٹ میز پر رکھی اور کھڑا ہو گیا۔اس گھر میں انجم کا یوں کھانا چھوڑ دینا رواج سا بن گیا تھا۔

"بھائی جان آپ-"رامش الفاظ ڈھونڈنے لگا تو انجم جلدی سے بولا۔

"مجھے ذرا اسائنمنٹ کرنی ہے۔"بہانا بنا تا وہ چھت کی طرف بھاگ گیا،ابو کو بولا کچھ نہیں، کہ یہ بات تو عام تھی کہ انجم ابا کے آگے کچھ نہیں بولتا تھا۔

وہ اوپر غائب ہوا تو رامش نے ایک غصے بھری نظر اپنے باپ کی طرف ڈالی "کیا یار ابا؟"

"میں نے کیا کیا؟"ریحان معصوم بن کر بولا "چلو تم کہانی سناؤ ہمیں"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے کمرے میں پہنچا تو دروازہ زور سے بند کر دیا۔ہاتھ بلب کے بٹن کی طرف بڑھایا پھر روک دیا۔ہلکی سی روشنی تھی۔بیڈ صاف تھا۔وہ بے حس اس بیڈ پر گر گیا۔گویا کسی ربورٹ کی بیٹری ختم ہو گئی تھی،اور وہ زمین پر گرا تھا۔

کچھ لمحے یوں منہ کے بل لیٹا رہا۔

آنکھوں سے گرم پانی بہنے لگا۔

دھڑکن تیز ہوئی، سینے میں طوفان اٹھنے لگا۔

پاس پڑے تکیے پر اس کا ہاتھ گیا،

تکیہ پر منہ دبائے وہ چلانے لگا،

کہ اس کی آواز باہر نہیں جاسکتی تھی۔لوگ اسے ڈرامے باز کہیں گے۔پھر اتنی تو بڑی بات بھی نہیں تھا نا۔بس اس کی تعریف نہیں کی گئی تھی۔سب کیا کہیں گے کہ اسے تعریف چاہیے۔یہ آنسو، یہ چیخیں، یہ لوگوں کو کہا سمجھ آئیں گی۔انھیں کیا پتہ کہ، اپنے باپ کی محبت کی خواہش، چاہت، جو اس کے خون اس کی رگوں میں شامل ہے، وہ نامکمل ہے، اتنی نامکمل کہ اسے اس کا وجود نامکمل لگتا ہے۔

انھیں کیا پتہ کہ یوں آنسو بہانا اس کے جیسے نامکمل لوگوں کے لیے کتنا عام ہے۔

آنسو گرتے گئے، اور ہر گرتے آنسو کے ساتھ انجم کے سینے میں اٹھا طوفان کمزور ہوتا گیا۔

وہ طوفان تھما، تو انجم ہاتھوں کو بیڈ پر دباتا کھڑا ہوا۔

اس کی چال میں کچھ بدل سا گیا تھا۔

آرام سے وہ مڑا، بازو سیدھا گیا، انگلی سے بلب کا بٹن ٹکرایا تو کمرے میں روشنی ہو گئی۔ اس کے چہرے پر وہ سایہ پھر دھر آیا تھا۔ وہ سایہ جس میں دکھ، ڈر، خوشی، ایکسائیٹمنٹ، گلہ، فخر، ناجانے کیا کیا تاثر موجود تھے۔

وہ پھر مڑا، ہاتھ بیگ پر گیا۔ لیپ ٹاپ نکال کر بیڈ پر رکھا۔ ہیڈ فونز نکال کر کانوں میں۔ لیپ ٹاپ آن ہوا۔ کوئی انگریزی پارٹی میوزک ہیڈ فونز میں دوڑنے لگا۔ لیپ ٹاپ پر کالی سکرین کھلی تھی، اوپر سفید انگلش لکھی تھی۔

انجم نے انگلش میں کچھ لکھا۔ انٹر دبایا تو ایک چھپائی ہوئی ایپ کھل گئی۔ وہ ڈارک ویب (انٹرنیٹ کا وہ حصہ جہاں ہر طرح کا غیر قانونی کام کرنے والے لوگ پائے جاتے ہیں) کے کسی فورم (مختلف لوگوں کے پیغامات کے مجموعے سے بنا ایک ویب پیج) پر تھا۔ اس کے چہرے پر وہ سایہ اب بھی برقرار تھا۔ فورم پر لکھے میسجز پڑھے تو اس کے منہ پر ایک شیطانی مسکراہٹ چھا گئی تھی۔ "اگلا شکار بہت جلد تیار ہو گا" اس نے زیرِ لب کہا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجم کے وجود سے نکلتی اس کے کمرے پر پھیلتی اس شیطانیت سے کئی میل دور بنے تھانے میں وہ بیٹھی اپنی پنسل گھمارہی تھی۔ستائیس سال کی آمنہ، سفید رنگ، لمبے چوٹی میں بندھے بال، نیلی آنکھوں کے گرد سیاہ حلقے۔وہ کسی سوچ میں گم تھی جب دروازے پر ہوئی دستک نے اس کا فسوں توڑا۔وہ لمحے بھر کو جھنجھلائی، پھر سنبھل گئی۔آنکھیں اٹھا کر دروازے کو دیکھا۔وہاں غلام بخش کھڑا تھا۔

"ہاں وائی بخشیا کی بنیا اے؟"(ہاں بخش کیا بنا)اس نے امید سے پوچھا۔

"اوپر والے بھی تنگ آگئے ہیں میڈم۔ان سے یہ مسلہ اب حل نہیں ہورہا"غلام بخش بڑی دلچپسی سے بتارہا تھا"آپ کی امریکہ کی ڈگری ہے ناوہ وہ-"غلام بخش نے الفاظ یاد کرنے کی کوشش کی۔

"کرمنل پیتھالوجی(criminal pathology)"آمنہ نے اسے یاددلایا۔

"ہاں ہاں وہی۔اس کی وجہ سے یہ کیس انھوں نے آپ کے سپرد کر دیا ہے" غلام بخش نے مسکرا کر بتایا۔

"یس" آمنہ کی ساری تھکن ہوا ہو گئی تھی۔وہ یہ کیس بہت عرصے سے حاصل کرنا چاہتی تھی۔اسے پتہ تھا وہ یہ کیس حل کر سکتی تھی۔"چلو بھائی غلام بخش،اس کیس کی ساری رپورٹیں لے آؤ،اس بورڈ پر ذرا تصویریں لگانا شروع کریں"اپنے آفس میں لگے سبز رنگ کے نوٹس بورڈ کی طرف اشارہ کیا"اب یہ فیس کلرز زیادہ عرصے تک ہم سے بچ نہیں پائے گا"۔اس نے خود سے وعدہ کیا۔اسے بالآخر اپنے نام پر لگے داغ کو مٹانے کا موقع مل گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رات کی تاریکیاں ہوا ہو چکی تھیں۔قریب آتے سرما کا اثر ہوا میں محسوس کیا جا سکتا تھا۔ ایسے میں وہ تینوں یونی کے کیفے میں بیٹھے تھے۔انجم کالے رنگ کی فل سلیوٹی شرٹ اور جینز پہنے ہوئے تھا۔ہارون نے جیکٹ پہننا شروع کر دیا تھا۔ہانی بالوں کو اونچی چوٹی میں باندھے

ہوئے تھی۔ ہلکے نیلے رنگ کی جینز پر سفید ٹی شرٹ، جس کے اوپر کالی چھوٹی سی جیکٹ پہنی تھی۔

"یار انکل کو تم سے کیا ایشو ہے" ہارون غصے میں تھا، انجم نے کل رات کا واقع انھیں بتا دیا، اس کا بنا منہ دیکھ کر اس کے دوستوں نے ویسے بھی اندازہ لگا ہی لینا تھا "اتنے پرفیکٹ تو ہو تم۔"

"ہاں یار انجم" ہانیہ نے اسے دلاسہ دینے کو اس کے بازو پر ہاتھ رکھا، ایک منٹ کو انجم کی ساری پریشانیاں ہوا ہو گئی تھیں "تم بھی ایوے ای برداشت کرتے ہو، اپنے حق کے لیے کھڑے ہوا کرو"

"یار-" انجم کچھ کہنے لگا مگر ہارون نے اس کی بات کاٹی

"ہاں یہ بھائی جان کہہ چکے" اس نے انجم کا مزاح اڑایا۔

"یار ہارون اب تم نہ شروع ہو جانا" ہانیہ نے اس کی بات شروع ہونے سے پہلے ہی دبا دی

"لیکن بات تمہاری بھی غلط نہیں ہے۔ انجم اتھارٹی کے آگے نہیں بول سکتا" تھے تو وہ بھی

نفسیات کے ہی طالب علم نا" یار انجم تم ایک کام کرو، اپنے باپ کی اس بے رخی کی وجہ تلاش کرو۔"

"کیا؟" انجم کو سمجھ نہ آئی۔

"گڈ آئیڈیا ہانیہ" ہارون انجم کو نظر انداز کرتے بولنے لگا" ہمیں پتہ لگانا چاہیے کہ انجم علی خان سے اس کا باپ نفرت کیوں کرتا ہے؟"

" نفرت ایک طاقتور لفظ ہے" انجم ٹاپک بدلنا چاہتا تھا۔

"شاید انجم اڈاپٹڈ ہے۔ وہ جس طرح کبھی خوشی کبھی غم میں شارخ خان تھا۔" ہارون نے اپنی تھیوری پیش کی۔

"نہیں یار ہارون" ہانیہ کے دماغ کے گھوڑے بھی دوڑ رہے تھے" میرا خیال ہے کہ انجم مڈل ٹائپ کا ہے۔"

"مڈل ٹائپ؟" انجم شرم سے سرخ ہوا تھا۔

"او ہاں یار،" ہارون نے حامی بھری "دیسی باپ اکثر مڈل ٹائپ سے نفرت کرتے ہیں۔ وہ جیسے انڈیا کے شناخت ڈرامے میں تھے۔" ہارون نے ترحم بھری آنکھوں سے انجم کو دیکھا

"اگر ایسا ہے تو تم ہمیں پتہ سکتے ہو انجم، ہمارا رویہ بالکل بھی نہیں بدلے گا"

"آف کورس ناٹ۔" انجم نے اپنا دفاع کیا "میں کھسرا نہیں ہوں۔ اس لحاظ سے میں مکمل ہوں"

"آر یو شیور؟" ہانیہ نے سوال کیا "میرا مطلب تمہیں کیا پتہ کہ۔"

"کم آن ہانیہ" وہ شرما بھی رہا تھا، غصے میں بھی تھا "ہم سب کبھی ٹین ایجرز تھے، جن کے پاس فون تھا، نیٹ تھا، اور پرائیویسی بھی۔ اور ویسے ہم لوگ نفسیات پڑھ رہیں ہیں۔ انسان کے جسم کی اچھی خاصی پہچان ہے مجھے"

"اگر تم کہتے تو مان لیتے ہیں" ہانیہ نے مزاح کیا۔

"کوئی حال نہیں یار۔ میں یہاں اندر ہی اندر جل رہا ہوں، اور تم لوگوں کو مزاح سوجھ رہا ہے" وہ سچ میں ہرٹ ہوا تھا۔

"اچھا یار سوری" ہارون نے معافی مانگی "چلو ٹاپک بدلتے ہیں۔" کچھ لمحے خاموشی رہی، پھر ہارون نے بات دوبارہ شروع کی "یار میں کل فیس کلر کے بارے میں ایک نیا آرٹیکل پڑھ رہا تھا" ہارون تو فیس کلر سے گویا عشق کر بیٹھا تھا "یار ویسے اس کا طریقہ، قتل کا طریقہ، کافی دلچسپ ہے"

"Do tell "

ہانیہ نے تجسس سے کہا۔ انجم کے چہرے پر جزبات کا سایہ آیا، گزر گیا۔

"مطلب وہ اپنے وکٹمز کے چہرے پر چاقو مار مار کر اسے خراب کر دیتا ہے۔ فل سلیشر (ہارر فلم کی وہ قسم جس میں قاتل چاقو سے اپنے وکٹمز کو کاٹ کاٹ کر مارتا ہے)۔ پھر وہ ان کے نئے کپڑے چاقو مار مار کر خراب کرتا ہے۔ برانڈڈ کپڑے۔ اور مزے کی بات یہ ہے کہ وہ ایسا انھیں مارنے کے بعد کرتا ہے۔ میں تو یہ سوچ رہا ہوں کہ پھر وہ انھیں اپنے پاس رکھ کر کیا کرتا ہوگا؟ کیونکہ وہ ایک ڈیڑھ ہفتہ انھیں اپنے پاس رکھتا ہے"

"تمھیں کیا لگتا ہے؟" انجم نے سپاٹ لہجے میں پوچھا "مطلب تم سائیکالوجی کے طالب علم ہو، تمھیں کیا لگتا ہے؟"

"مجھے شیور نہیں "اس نے سوچنے کی سعی کی "شاید ٹارچر کرتا ہو، مگر پولیس نے یہ بات ابھی تک ریلیز نہیں کی۔"وہ کچھ لمحے خاموش رہا پھر ایکسائٹمنٹ سے بولا "لیکن میرے دماغ میں ایک تھیوری ہے، کہ وہ ایسا کیوں کرتا ہے۔لڑکوں کا قتل میرا مطلب "

"کیوں ؟"انجم کا تجسس بڑھا۔

"کیونکہ وہ جیلس ہے۔"انجم کافی مایوس ہوا"وہ ان امیر لڑکوں سے جیلس ہے۔اسی لیے تو وہ ان کے کپڑے پھاڑ دیتا ہے۔اور اتنا وائلنس۔اسے غصہ ہے،اپنے غریب ہونے پر"وہ خاموش ہوا، پھر پریشانی میں بولا"او مائی گاڈ، میں بھی امیر ہوں،مجھے اپنا ایکسٹرا خیال رکھنا چاہیے"

"ڈونٹ وری وہ تمہیں کچھ نہیں کہے گا"انجم کافی شیور تھا

"کیوں؟"

"کیونکہ اس کے سارے وکٹمز وائٹ تھے،اور تم تم"وہ اس کے پاس ہوا اور سرگوشی سا بولا"تم براؤن ہو"

"او مائی گاڈ انجم"اس نے ایک اوور ایکٹنگ عورت کی طرح اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔

"Enough yr"

ہانی اکتایا سا چلائی تھی۔

"کیا ہوا ہانی" انجم پریشان ہو گیا تھا۔

"یار انجم اب میرے سے برداشت نہیں ہوتا" وہ پریشان تھی، انجم کا دل بیٹھ رہا تھا "مجھے جاننا ہے، جاننا ہے کہ تمہارے بابا تمہیں ایسے کیوں ٹریٹ کرتے ہیں" وہ کھڑی ہو گئی، اپنا بیگ کندھے پر اٹکاتے بولی "چلو"

"کہاں" انجم کے پیروں سے جان نکل گئی۔ کیا وہ اس کے باپ کے پاس جا رہی تھی۔

"تمہاری نانی سے ملنے" ہانی نے کہا اور جواب کا انتظار کیے بنا چلنے لگ پڑی۔

"انجم جاؤ یار" ہارون نے انجم کو مخاطب کیا "تم نے اپنے گھر کے رونے روئے ہیں ہانی کے سامنے، اسے جو چاہیے ہوتا ہے وہ لے کر رہتی ہے، ہم دونوں ایک سے ہیں اس معاملے میں، جڑواں ہیں شاید اس لیے، بہتر یہی ہے کہ تم اس کے ساتھ ہو جب وہ اسمہ چنگیز سے ملے، وگرنہ۔"

نالز کلب
Club of Quality Content

"اوکے اوکے "انجم ڈر کر کھڑا ہوا اور ہانیہ کی طرف بھاگنے لگا۔ وہ جانتا تھا، ہانیہ اور اسمہ قدرت کی وہ طاقتیں ہیں جو اگر ٹکرائیں تو سب کچھ تباہ کر دیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس بڑے عالیشان گھر کے سامنے وہ گاڑی آ کر رکی تو گارڈ اس کی طرف بھاگا تھا۔ گاڑی کوئی لڑکی چلا رہی تھی۔ یہ شہر کی عورتیں گاڑیاں بھی چلایا کرتی ہیں۔ سکیورٹی گارڈ قریب آیا تو ہانیہ نے شیشہ نیچے کیا۔

"جی آپ کون" وہ ادب سے بولا تھا۔

"اسلام علیکم" وہ لڑکی خاموش رہی تھی، سلام اس کے ساتھ بیٹھے لڑکے نے کیا تھا، جسے سکیورٹی گارڈ پہچان گیا تھا "ارے آپ انجم صاحب ہیں نا" اس کی ڈیوٹی کے پہلے دن اسے سارے رشتہ داروں کی تصویریں دے دی گئی تھیں۔

Clubb of Quality Content

"جی" انجم نے آرام سے جواب دیا تھا۔ "میں ذرا اپنی نانی سے ملنے آیا ہوں۔ یہ میری دوست ہیں۔" انجم نے ہانیہ کی طرف اشارہ کیا۔

"جی جی ضرور" گارڈ بھاگتا دروازے کی طرف گیا۔ کی پیڈ پر کوئی کوڈ لکھا اور وہ بڑا دروازہ کھل گیا۔ اندر ایک بڑا باغ تھا۔ باغ میں گاڑیوں کے لیے راستہ بنا تھا۔ وہ باغ کے راستے پر گاڑی چلاتی اندر بنی عمارت کی طرف جا رہی تھی۔

"یار مجھے پتہ تھا تمہاری نانی امیر ہیں، مگر یہ -" ہانیہ خیران ہوئی تو "یہ تو مجھے جنریشنل ویلتھ (نسلی دولت) لگ رہی ہے۔"

"میرے نانا عارف چنگیز عالم، پاکستان کے کافی کامیاب بزنس مین تھے۔ اپنے شروعاتی وقت میں انھوں نے مظلوم کسانوں کو بڑا ایکسپلوئٹ کیا تھا، ان کے دہشت گردوں سے بھی کافی تعلقات تھے۔" انجم اسے بتانے لگا "یہ گھر اور ان کی ملٹی ملین ایمپائر آجکل میرے ماموں کے ذمے ہے۔ مزے کی بات ہے کہ اس بڑی حویلی میں میری نانی اکیلی رہتی ہیں، اپنے ملازموں کے ساتھ، ماموں کا گھر ڈیفنس میں ہے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"ویسے یہ علاقہ ڈیفنس سے کم نہیں ہے" ہانیہ اب بھی کافی متاثر تھی۔ گاڑی عمارت کے گیٹ کے پاس رکی۔ ملازمہ انھیں اس محل نما حویلی کے اندر لے گئی۔ وہ لوگ ڈرائنگ روم میں بیٹھے اسمہ چنگیز عالم کا انتظار کرنے لگے۔ دس منٹ کے انتظار کے بعد وہ وہاں نمودار ہوئی تھیں۔ نیلے رنگ کی میکسی نما فراک پہنے جوان کی نیلی آنکھوں کے باعث کافی حسین لگ رہی تھی۔ ہانی نے وہ آنکھیں دیکھیں، پھر انجم کی نیلی آنکھیں دیکھیں۔ خو باخو۔

سلام دعا کے بعد انجم خاموش ہو گیا۔ اس میں ہمت نہیں تھی اسمہ چنگیز خان سے سوال کرنے کی۔

"ہم یہاں" ہانی کو البتہ اس بوڑھی عورت سے کوئی ڈر نہیں لگتا تھا" آپ سے کچھ پوچھنے آئے ہیں۔"

"اور آپ کی تعریف؟" سپاٹ لہجہ، زوردار آواز۔

"دنیا جہان سے کروالیں" غرور تو یہاں بھی کم نہیں تھا" اب میں اپنے منہ میاں میٹھو کیا بنوں"

"نانی ماں یہ—"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"گرینی" اسمہ نے تصیح کی

"سوری" انجم معذرت کرتے بولا" گرینی، یہ میری دوست ہے"

"وہ تو بتا چکے ہو تم۔" گرینی اکتا کر بولیں "مگر یہ ہے کون؟"

"میں ہانیہ جلال اکبر۔ ایم این اے جلال اکبر کی بیٹی۔"

"اوہ یس۔" اسمہ کے چہرے پر ایک مسکراہٹ دھر آئی تھی۔" اپنے والد صاحب کو میرا سلام کہنا" یہ کہتی وہ کھڑی ہوئیں "آؤ انجم، باقی کی بات میرے کمرے میں کرتے ہیں، مس ایم این اے صاحبہ کہیں ہمارا اسکینڈل نہ بنا دیں" یہ ہانیہ کے باپ پر کیا گیا طنز تھا، جن کی کچھ عرصہ پہلے نیوز پر کچھ نازیبا تصاویر لیک ہوئی تھیں۔

"ہاں انجم جاؤ، شاید یہ تمہیں اپنی لال لگام- میرا مطلب چادر دکھانا چاہتی ہیں" ہانیہ نے جوابی حملہ کیا مگر اسمہ اسے نظر انداز کرتے وہاں سے جا چکی تھیں۔ وہ جانتی تھیں کہ یہ جنگ وہ جیت چکی تھیں۔

انجم ہانیہ سے معافی مانگتا اپنی نانی کے پیچھے چل پڑا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس کی نانی کا کمرا کافی بڑا تھا۔ اگر انجم کا گھر اس کمرے میں رکھا جاتا تو بھی وہاں کافی جگہ بچ جانی تھی۔ کنگ سائز بیڈ پر اسمہ بی بی بیٹھیں اور سامنے پڑے صوفے پر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ انجم نے نظریں ادھر ادھر دوڑائیں۔ اسمہ بی بی کے اسٹینڈرڈ کے لحاظ سے کمرا کافی عام سا تھا۔ کنگ سائز بیڈ، ایل سی ڈی ٹی وی، اٹیچڈ باتھ روم اور ڈریسنگ روم۔ مگر ایک چیز تھی جو انجم کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ وہاں موجود ہو گی۔ تصویریں۔ کئی ساری تصویریں۔ ان کے مردہ شوہر کی۔ شادی کی۔ اور ان کے بچوں کی۔ ہر کونے پر ان کے بچوں کی تصویریں نمایاں تھیں۔ انجم کی ماں اور ماموں کی تصویریں۔ بچپن سے جوانی اور پھر بوڑھاپے تک۔ حالانکہ وہ ابھی اتنے بوڑھے نہیں ہوئے تھے۔ تقریباً اس کے ماموں بوڑھے نہیں ہوئے تھے۔ اس کی ماں بہر حال بوڑھی ہو گئی تھیں۔ کسی نے صحیح ہی کہا ہے غریبی میں آٹا گیلا۔

"اب آپ بتانا پسند کریں گے کہ آپ یہاں کیوں آئے ہیں" اسمہ کی طنزیہ آواز نے اسے سوچوں سے نکالا۔

"نائس روم" اس کے منہ سے بے تحاشا نکلا۔

"تھنک یو" ایک لمحے کو اس بوڑھے بوٹاکس سے اکڑے چہرے پر محبت جھلکی تھی۔

"مجھے آپ سے کچھ پوچھنا تھا" انجم کا ڈر کم ہو گیا تھا، یہ کمرا کسی بوڑھی چڑیل کا نہیں تھا، یہ ایک بوڑھی ماں کا کمرا تھا، جو اپنے بچوں سے دور رہ کر چڑچڑی ہو چلی تھی۔

"پوچھو" اب کے آواز نرم تھی۔ لہجے کا رعب مگر برقرار تھا۔

"میرے باپ کے بارے میں-" انجم نے ہمت اکٹھی کرنا چاہیے

"فکر نہیں کرو انجم، یہاں جو بات ہو گی وہ یہیں رہے گی" اسمہ نے اسے تسلی دی۔ انجم کا ڈر کم ہو رہا تھا۔ تنفس سنبھل رہا تھا۔

"وہ مجھ سے۔۔۔۔مجھے سے انھیں کیا مسلہ ہے نا—— گرینی" اس نے بامشکل الفاظ نکالے تھے۔

"تو تم جاننا چاہتے ہو کہ ریحان کو تم سے کیا مسئلہ ہے؟"

"جی"

"ہمم" وہ سوچنے لگ پڑیں "اور بدلے میں مجھے کیا دو گے؟"

"کیا مطلب؟" وہ حیران ہوا۔

"انفارمیشن بہت بڑا اثاثہ ہے انجم" وہ اسے سمجھا رہی تھیں "اور اثاثے یوں ہی نہیں دیا کرتے۔ اثاثوں کے یا تو باہم تبادلے ہوتے ہیں، یا قیمتیں ادا کی جاتی ہیں۔"

"آپ کو کیا چاہیے؟" انجم سمجھ گیا تھا کہ وہ اس سے کچھ حاصل کرنا چاہتی تھیں "میرے پاس پیسے تو ہیں نہیں، تو آپ کے اس اثاثے کے بدلے آپ کو میرا کونسا اثاثہ چاہیے؟"

"تم نے میری آنکھوں کے ساتھ ساتھ اپنے نانا کی عقلمندی بھی پائی ہے" وہ ہلکا سا مسکرائیں "میرے بیٹے کے گھر میں ایک فائل ہے۔ مجھے وہ چاہیے۔ وہ فائل جب میرے پاس آئے گی تمہیں تمہارا جواب مل جائے گا۔"

"ڈن۔" یہ کہتا وہ کھڑا ہوا، اس میں کچھ بدل گیا تھا جسے اسمہ چنگیز خان نے محسوس کیا تھا، اس کے چہرے پر تاثرات کا ایک مجمع تھا "اس فائلز کی ڈیٹیلز مجھے بھیج دیں۔ بہت جلد وہ آپ کے پاس ہو گئی۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ گاڑی اس بڑے گھر سے بکت جلدی نکل گئی تھی۔ گاڑی کو چلانے والی لڑکی اپ سیٹ لگتی تھی۔

"اب کہاں جا رہے ہیں ہم؟" ہانیہ نے اس سے اکتایا سا پوچھا تھا۔

"میرے ماموں کے گھر" انجم نارمل ہو گیا تھا۔ اس کا ڈر واپس آ گیا تھا۔

"کیوں؟" ہانیہ کا دل خراب ہو چکا تھا۔

"کیونکہ میری نانی چاہتی ہیں کہ میں ایک فائل چراؤں۔"

"واٹ؟"

"ان کی شرط ہے۔فائل کے بدلے راز"

"یہ عورت تو پکیmaleficent(ڈزنی فلم کی ولن) ہے"ہانیہ کا پارا ہائی تھا۔

"ہانیہ آئی ایم سوری"وہ شرمندہ تھا"انھوں نے جو تمہارے بابا کے بارے میں کہا۔آئی ایم سوری"

"کوئی بات نہیں انجم"وہ بہت کم سیریس ہوتی تھی،مگر جب ہوتی تو مزید حسین لگتی تھی "جو ہے سو ہے۔"باقی سفر انھوں نے کوئی بات نہیں کی۔انجم چھپکے چھپکے سے اس سیریس چہرے کو دیکھتا جارہا تھا۔وہ حسین تھا،حوروں سا حسین۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ گھر ڈیفنس میں تھا۔اسمہ چنگیز خان کے گھر جتنا بڑا نہیں تھا مگر انجم کے گھر سے کافی گناہ بڑا تھا۔ہانیہ اس گھر سے اتنا متاثر نہیں ہوئی تھی۔اس کا گھر بھی بالکل ایسا ہی تھا۔یہاں بھی گارڈ نے انجم کو پہچان لیا تھا۔البتہ اندر بھیجنے کی اجازت اس نے مالکوں سے لی تھی۔

"کیا بات ہے، تمہارے ماموں لگتا ہے تمہیں اتنا پسند نہیں کرتے؟"

"میرا ننھیال بزنس ماسٹر مائنڈز سے بھرا پڑا ہے ہانیہ" اس نے افسوس کیا" یہ لوگ بغیر فائدے کے کوئی کام نہیں کرتے۔" اس نے نانی کے کمرے کی حالت راز رکھنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ عورت دنیا کے لیے چڑیل تھی، چڑیل ہی رہے تو اچھا ہے۔

اندر انھیں ملازمہ لے کر گئی تو سامنے ایک بیس اکیس سال کا لڑکا ان کا منتظر تھا۔ ارسلان چنگیز عالم۔ انجم کے ماموں کا واحد بیٹا۔ سفید رنگ، حسین نقوش، چھوٹا سا منہ، تیلے جیسا جسم۔ لال شرٹ جس کے بٹن کھلے تھے، سفید ٹی شرٹ، اور کالی جینز۔ سارے کپڑے برانڈڈ۔ بال سیٹ۔ وہ لفظ 'برگر' کی زندہ سلامت مثال تھا۔

"Look what the cat brought in"

وہ تالیاں بجاتا انجم کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس کی آواز شیریں تھیں، میٹھی اور باریک۔

"کیسے ہو کزن؟" اس کے چہرے پر مسکراہٹ مگر آواز میں طنز تھا۔ "اوہ یہ بھی کیسا سوال ہے؟ silly me، غریب کیسا ہو سکتا ہے، افسردہ، ڈپریسڈ، ڈیسپریٹ" انجم نے

مٹھیاں بھینچی۔ ناخن اس کے ہتھیلیوں میں دھنس گئے۔ دل کیا ارسلان کا گلا دبا دے۔ مگر کچھ کیا نہیں۔ تیز سانس نارمل کرنے کی کوشش کی۔

"ویسے کزن-" وہ اپنی میٹھی آواز میں پھر زہر اگلنے لگا مگر ہانیہ نے بہت سن لیا تھا۔

"او بغیر گوشت کے بکرے" اس کا لہجہ مسخرا تھا، وہ اس کے گھر میں تھی، آرام سے پیار سے "ذرا ہڈی شڈی پہنا کرو کہیں ہوا نہ لے اڑے تمہیں"

"اور آپ کون؟" مسکراہٹ برقرار تھی، مگر لہجہ زخمی۔

"میرا چھوڑو، اپنا سوچو، تم کون ہو؟"

"میں ارسلان عالم ہوں" اس نے غرور سے بولا تھا۔

"نہیں نہیں یار، تم بن ارحم ہو،" اس نے پیار سے طنز کیا "یعنی ارحم کے بیٹے۔ اس سے زیادہ تم کچھ نہیں۔ کوئی نہیں۔ میں بنتِ جلال ہوں۔ مگر میں لڑکی ہوں۔ میری خیر ہے، تمہاری نہیں ہے، یا شاید ہے، کسی پتہ پردے کے پیچھے، ٹانگوں کے نیچے کیا ہے؟"

"او اچھا، کبھی اکیلے میں ملو تمہیں سب پتہ چل جائے گا" وہ مسکرا رہا تھا۔ اسے اب مزا آنے لگا تھا۔

"ارسلان، بس کرو" انجم کی آواز پختہ تھی، ارسلان کے سامنے اس کی آواز پختہ بہت کم ہوتی تھی۔

"اور اگر نہ کروں تو" مسکراہٹ گم ہو گئی، وہ لڑنے کو تیار تھا۔

"سولہوا (16) جنم دن یاد ہے نا اپنا" اس نے مسکرا کر کہا۔ تو ارسلان کے قدموں تلے زمین نکل گئی۔ انجم کو سولہویں جنم دن کی کہانی پتہ تھی۔ نہیں۔ ناممکن۔ مگر وہ اس کو زیادہ نہیں دبا سکتا تھا۔ آج تک انجم میں اس کے سامنے کھڑے ہونے کی ہمت نہیں ہوئی تھی۔ یہ لڑکی خاص تھی۔

"یہاں کیوں آئے ہو" اس نے ٹاپک بدلا۔

"تمہارے ابو سے ملنا تھا" انجم نے جواب دیا۔

"وہ ابھی گھر نہیں ہیں، انتظار کر لو" یہ کہتا وہ اپنے کمرے میں چلا گیا۔ سولہوا جنم دن اس کے دل پر بہت بڑا بوجھ تھا۔

وہ غائب ہوا تو انجم کا منہ بنا ہوا تھا۔ اس نے افسردہ آنکھوں سے ہانیہ کو دیکھا۔

"تمہارے رشتہ دار برے ہیں انجم۔ تمہیں بار باران کے رویے کی معافی مانگنے کی ضرورت نہیں۔ابھی یہ بتاؤ آگے کیا کرنا ہے" انجم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔

"وہ فائل ضرور مامی کے کمرے میں ہوگی" انجم نے اپنا فون نکالا۔کوئی کوڈ لکھا۔ایک چھپی ایپ ظاہر ہونے لگی۔اس نے وہ ایپ کھلی،ایک دو آئکن کلک کیے۔اور ایک نئ سکرین کھل گئی۔وہ اس گھر کے ویڈیو کیمراز تھے۔

"واٹ دا ہیل" ہانیہ خیران ہو گئی۔

"یہ لوگ مجھے دبا کر رکھتے ہیں" انجم کی آواز میں غصہ اور دکھ دونوں تھے" مجھے کچھ نہیں سمجھتے، میں پچھلے زمانے کی عورتوں جیسا ہوں ہانیہ، خاموش، چھپا ہوا، مگر بہت بہت قابل" ہانیہ کو انجم سے بس ہمدردی ہوئی تھی۔اس نے یہ بات نظرانداز کردی تھی کہ انجم کے پاس کسی کے گھر کی سیکیورٹی کنٹرول کرنے کا اختیار غیر قانونی طریقے سے آیا تھا۔

وہ دونوں خاموش مامی کے کمرے میں گئے۔انجم کبرڈ میں فائل ڈھونڈنے لگا۔اس کی تصویر اسمہ نے اسے واٹس ایپ کردی تھی۔اس کبرڈ میں کئی ساری فائلز تھیں۔

"انجم جلدی کرو" ہانی سرگوشی میں بولی۔

"اچھانا" انجم ادھر ادھر بھاگ رہا تھا۔ اس کی نظر بیڈ کے ساتھ پرے سائیڈ ٹیبل پر پڑی۔ ضرور وہ فائل وہی ہو گی۔ وہ اس کی طرف بھاگا۔ اس پر پن کوڈ لگا تھا۔ کیا ہو سکتا ہے پن کوڈ؟

وہ سوچنے لگا۔

"انجم مجھے لگتا ہے کوئی آرہا ہے" ہانی پریشان تھی۔

ارسلان کا برتھ ڈے۔ غلط۔ دو ٹرائیز رہ گئی تھیں۔

اس کی مامی ماہین کا برتھ ڈے۔ غلط۔ ایک ٹرائی۔

"انجم" ہانی کو کسے کے قدموں کی آواز آئی۔ "جلدی"

اس کا دماغ دوڑنے لگا۔

آف کورس۔

ماموں، مامی کی میرج ڈیٹ۔ اور لاک کھل گیا۔ فائل وہیں تھی۔ اس نے فائل اٹھائی اور ہانی کو پکڑائی۔ ہانی نے اسے اپنے بیگ میں ڈالا اور وہ دونوں وہاں سے باہر نکل آئے۔ جاتے جاتے انجم نے ملازم سے کہا کہ وہ ماموں سے فون پر بات کرلے گا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

اب وہ دونوں اسمہ چنگیز کے گھر کی طرف روانہ تھے۔انجم کو اس کے سوالوں کا جواب ملنے والا تھا۔اتنے سالوں سے اس کے وجود پر لگی "نامکمل "موہر کا راز کھلنے والا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

پولیس اسٹیشن کے اس کمرے میں اب آفیسر آمنہ اکیلی نہیں تھیں۔غلام بخش بھی ان کے ساتھ تھا۔کل رات انھیں فیس کلر کا کیس مل تھا۔ایک دن میں ان کا سبز رنگ کا نوٹس بورڈ تصویروں سے بھر گیا تھا۔تین وکٹمز۔تینوں تقریباً ایک جیسے نظر آتے تھے۔سفید چھوٹا سا چہرا، پتلا پتنگ جسم، حسین نقوش، فل بر گربوائز۔تینوں کے چہرے اور کپڑے بری طرح مسخشدہ تھے۔قاتل نے ان پر بار بار چاقو چلایا تھا۔

"میڈم یہ تو کوئی بڑا ہی ظالم انسان ہے"غلام بخش کا دل خراب ہو رہا تھا۔

"ظالم تو ہے"آمنہ نے حامی بھری"مگر ٹارچرڈ بھی بہت ہے۔"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ دنیا بڑی ظالم رہی ہے اس کے ساتھ۔ خاص کر کے امیر لوگ "اس نے تصویروں کی طرف اشارہ کیا "اور حسین بھی۔"

"تو اس کا مطلب یہ تو نہیں نا کہ ان کو قتل کر دیا جائے "غلام بخش کا غصہ قابو میں نہ آتا تھا۔

"بالکل بھی نہیں غلام بخش۔ مگر پاگل کو کیا پتہ کہ وہ صحیح کر رہا ہے یا غلط "آمنہ اسے سمجھانے لگی "سائیکو پیتھ کو، خاص کر کے اس کے جیسے سائیکو پیتھ کو ایسا نہیں لگتا کہ وہ کچھ غلط کر رہے ہیں۔ اپنے دماغ میں وہ بالکل صحیح ہیں۔ انھیں لگتا ہے کہ یہ لوگ یہی ڈیزرو کرتے ہیں۔ "وہ کچھ لمحہ خاموش ہوئی۔ پھر گہرا سانس لے کر بولی "ہمارا کلرا نھیں لڑکوں کی عمر کا ہے"

"آپ کو کیسے پتہ؟ "غلام بخش حیراں ہوا۔

"غصہ، اور جذبات پر قابو نہیں اسے، وہ ٹین ایجر ہے، عام نقوش کا مالک، سانولا، شاید موٹا بھی، مگر زیادہ نہیں، کیونکہ اس کا فٹ ہونا ضروری ہے ایسے قتل کرنے کے لیے۔ اور

Clubb of Quality Content

۔۔۔۔۔وہ زیادہ امیر بھی نہیں ہے۔اسی لیے وہ ان دو چیزوں کو تباہ کرتا ہے۔چہرا اور کپڑے"

"کیونکہ یہ دونوں چیزیں اس کے پاس اتنی اچھی،اتنی برانڈ والی نہیں ہیں" غلام بخش کو کچھ کچھ سمجھ آئی۔

"ہاں۔" آمنہ نے حامی بھری "اور وہ کافی شاطر بھی ہے۔گھات لگانے والا۔یہ سارے وکٹمز اپنی مرضی سے اس کے پاس گئے تھے۔ورنہ کسی نے تو ان کو اغوا ہوتے دیکھا ہوتا۔"

"لیکن ان میں کوئی کنکشن نہیں ہے میڈم" غلام بخش نے رپورٹ اٹھا کر آمنہ کو دی۔

"کنکشن ہے،بس ہمیں ملا نہیں ہے،اچھی طرح سے چھپایا گیا ہے۔" اس نے رپورٹ واپس رکھ دی۔"اور وہ ان کے جیسا بننا چاہتا ہے۔شاید اس کی زندگی میں ایسا کوئی لڑکا موجود بھی ہے۔جس کے پاس یہ ساری چیزیں دیکھ دیکھ کر وہ اتنا جیلس ہو گیا کہ اس لڑکے کو قتل کرنے لگ پڑا۔بار بار"

"تو شاید وہ ان میں سے کسی کا رشتہ دار ہو" غلام بخش نے اپنی تھیوری پیش کی۔

"ہو سکتا ہے" مگر وہ شیور نہیں تھی۔

"مگر میڈم آپ کو کیسے پتہ مطلب۔"

"سمپل ہے۔ایسی نفرت بے وجہ تو نہیں ہو جاتی۔پوسٹ مارڈم کے مطابق تینوں کی موت گلا دبانے سے ہوئی تھی،وہ موت کے وقت ان کے پاس رہنا چاہتا ہے،یہ اس کا آبسیشن(obsession)ہے،پھر وہ ان کے چہرے تباہ کرتا ہے،یہ اس کا کمپلشن ہے، اس کی نفرت۔اور وہ ان کے کپڑے قتل سے پہلے دھوتا ہے۔صاف کر کے انھیں پہناتا ہے۔
"

"کیوں ؟کیا وہ چاہتا ہے کہ جب وہ انھیں مارے تو وہ صاف ستھرے ہوں۔"غلام بخش کو پھر غصہ آیا تھا۔

"نہیں غلام بخش،کیونکہ اگر وہ صاف کپڑے نہیں پہنے ہوئے،سفید اور چمکیلے نہیں لگ رہے،تو وہ اس کی ٹارگٹ ٹائپ نہیں رہتے۔اسے انھیں مارنے میں وہ لطف نہیں آتا۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اس بڑی حویلی پہنچے تو انجم بھاگتا اپنی نانی کے کمرے کو پہنچا تھا۔ہانیہ کو ملازم نے وہیں روک دیا تھا۔وہ رک بھی گئی تھی۔یہ جنگ انجم کی تھی۔اندر داخل ہوتے ہی انجم پھر بدل گیا تھا۔وہ جذبات کا مجمع لوٹ آیا تھا۔اس کی شخصیت میں ایک ٹھہراؤ سا آگیا تھا۔اس کے ہاتھ کسی طرز پر گھومتے ہوئے ہلے،فائل گرینی کے سامنے پھینک دی گئی۔

"گرینی جان،آپ کے اثاثے کی قیمت"اس نے سپاٹ آواز میں کہا۔

اسمہ بیگم نے فائل اٹھائی اور پاس پڑی ڈسٹ بن میں پھینک دی۔"یہ فائل نہیں ہے قیمت انجم۔قیمت اس بات کا علم ہے کہ تم نے اپنے ماموں کے گھر سے چوری کی ہے"

انجم کے چہرے پر کوئی اثر نہیں ہوا۔یہ حالت ایسی تھی،جہاں وہ آرام سے اب کچھ برداشت کرلیتا تھا۔

"اب سے تم وہی کروگے جو میں کہوں گی"اسمہ مسکرائی۔

"تب کی تب دیکھیں گے گرینی"انجم کا لہجہ ہنوز سپاٹ تھا"فی الوقت تو آپ نے اپنی ڈیل کو پورا کرنا ہے"

Clubb of Quality Content

"ویسے میں کافی امپریسڈ ہوں انجم،" وہ اسے سراہنے لگیں "ویل ڈن۔ایک دن میں یہ فائل چرا بھی لائے۔"

"گرینی "اس کی شخصیت بدلنے لگی تھی۔لوگوں کے سامنے اس کا دوسرا روپ زیادہ وقت نہیں رہتا تھا۔"اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں آپ کی اس گیم کو کھیلتا رہوں تو اپنا کہا پورا کریں، ورنہ ـــــــ۔"

"اوکے اوکے "اسمہ نے ہار مان دی "تمہارا باپ ریحان علی خان تم سے محبت اس لیے نہیں کرتا کیونکہ تم انجم، تم اس کے بیٹے نہیں ہو۔تمہارا باپ تمہاری ماں کا پہلا شوہر ہے۔"

اور اس لمحے میں انجم کو یوں لگا کہ کسی نے چاقو مار کر اس کے دل کا قیمہ بنا دیا ہو۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆آسیہ اپنے کمرے میں سنگھار میز کے سامنے بیٹھی تھی۔کل اس کی ریحان علی خان سے شادی ہونی

تھی۔ کل وہ اپنے محبوب کے پاس جانے والی تھی۔ دروازہ کھلا تو وہ اپنے خوابوں سے نکلی۔ وہاں اس کی ماں کھڑی تھی۔

"جی امی" آسیہ نے اکھڑے لہجے میں کہا۔

"پھر سوچ لو آسیہ" اسمہ کی آواز میں رعب تھا، غرور تھا، مگر فکر بھی تھی "ابھی بھی دیر نہیں ہوئی ہے۔ پھر سوچ لو آسیہ، ابھی بھی یہ شادی روکی جاسکتی ہے میری جان"

"نہیں امی" اس زمانے میں آسیہ بھی اپنی ماں کے جیسی ہی تھی، مغرور اور ضدی، "میں ریحان سے پیار کرتی ہوں۔ اگر اس سے شادی نہ کرنی ہوتی تو طلاق نہ لیتی اور۔" اگلے الفاظ اتنے تکلیف دہ تھے کہ زبان سے ادا ہی نہ ہوسکے، محبت کی آسیہ نے بہت بڑی قربانی دی تھی۔

"تمہیں لگتا ہے وہ غریب تمہارا خیال رکھ پائے گا،" ان کی آواز میں حقارت آگئی تھی "تمہیں خوش رکھ پائے گا؟"

"ہاں امی" اس کے چہرے پر مسکراہٹ دھر آئی "مجھے یقین ہے کہ وہ مجھے بہت خوش رکھے گا۔"

"اور تمہارے بچے کو" انھوں نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا تھا۔ "یہ اس کا بچہ نہیں ہے آسیہ۔ وہ کبھی اسے اپنا بچہ نہیں مانے گا۔ تم اس بچے کی زندگی تباہ کر رہی ہو۔"

"نہیں امی" وہ محبت میں اندھی تھی "ریحان نے وعدہ کیا ہے، وہ میرے بچے کو اپنے بچوں کی طرح پالے گا۔ اور مجھے اس پر پورا یقین ہے۔" اسمہ بیگم نے ایک ٹھنڈی آہ بھری۔ وہ مردوں کو جانتی تھیں۔ ان کی آنا کو، ضد کو، غرور کو، اور ان کی اپنے خون سے جنونی محبت کو۔ مگر وہ اپنی بیٹی کو بھی جانتی تھیں۔ آسیہ کو اس شادی سے کوئی نہیں روک سکتا۔ "اے بنانے والے، میرے نواسے کی مدد فرمانا" انھوں نے زیر لب کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

کیونکہ تم انجم، تم اس کے بیٹے نہیں ہو۔" اس عالیشان مکان کے کمرے میں اسمہ چنگیز عالم نے اپنے نواسے پر پہاڑ توڑا تھا "تمہارا باپ تمہاری ماں کا پہلا شوہر ہے۔"

اسس لمحے میں انجم کو یوں لگا کہ کسی نے چاقو مار مار کر اس کے دل کا قیمہ بنا دیا ہو۔ وہ لڑنا چاہتا تھا۔ اس بات کو جھٹلانا چاہتا تھا۔ اس کی نانی کو وہ جھوٹا کہنا چاہتا تھا۔ ان کو ایک اور ظالم کھیل کھیلنے پر کوسنا چاہتا تھا۔ مگر اسے پتہ تھا، دل کے کسی تاریک کونے میں، اسے ہمیشہ سے پتہ تھا۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی نانی نے سچ کہا ہے۔ اس کے چہرے پر آیا سایہ اب گم ہو چکا تھا۔ وہاں بس درد تھا۔ وہ درد جو چہرے پر آ جائے تو دیکھنے والوں کو پریشان کر دیتا ہے۔ حتیٰ کہ اسمہ چنگیز عالم بھی پریشان ہو گئی تھیں۔ مگر فی الوقت وہ نانی نہیں بن سکتی تھیں، ان کے پاس نانی بننے کا وقت نہیں تھا۔ انھیں ایک اچھی بیوی بننا تھا، اپنے شوہر کی سلطنت کو بچانا تھا۔ سو وہ کچھ نہ بولیں۔ ابھی نہیں، بس کچھ دن اور، یہ لبادہ پہننا ضروری تھا۔

انجم نے کچھ کہنے کو منہ کھولا، مگر پھر رک گیا۔ کیا فائدہ؟ وہ مڑنے لگا تو اس کی نانی بولیں۔

"رک جاؤ" اس آواز میں تحکم تھا، شاک میں گڑھا انجم رک گیا، اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا، دماغ اس سچ کو پراسس کرنے کو تیار نہیں تھا، اس کی زندگی کی ساری محنت ضائع تھی۔

"مجھے یہ سچ تمہیں کئی سالوں پہلے بتا دینا چاہیے تھا۔ مگر مجھے تم بے کار لگتے تھے۔" ان کا لہجہ سپاٹ تھا" مگر یہ فائل چوری کر کے تم نے ثابت کر دیا ہے کہ میں غلط تھی۔ انجم علی خان۔

ہم "ان کے لہجے پر حقارت آئی "نہیں۔انجم چنگیز عالم۔وہ——--بلاول بھٹو کی طرح۔تم اپنے نانا کے نام سے پہچانے جاؤ تو بہتر ہے۔تم میں پوٹینشل ہے انجم "وہ کہے جا رہی تھیں، انجم سنی جا رہا تھا، مگر اسے سمجھ کچھ نہیں آرہا تھا، دماغ سن تھا "بہت سارا پوٹینشل۔یہ ساری جائیداد میرے نام ہے۔میرے مرنے کے بعد تمہارے ماموں کی ہو جائے گی۔ہونی تو تمہاری ماں کی بھی چاہیے مگر میں اپنے بیٹے کو جانتی ہوں۔وہ اس سب پر قبضہ کرلے گا" فخر آواز میں بھر بھر کر تھا" مگر، اس کا بیٹا، وہ ارسلان، وہ کسی قابل نہیں ہے۔مگر تم، تم میں مجھے اپنا آپ نظر آتا ہے، تم اس بزنس کے لیے پرفیکٹ بن سکتے ہو، ہو نہیں، مگر بن جاؤ گے۔" انجم کو کچھ سمجھ نہیں آرہا تھا "ہم یہ گیم کھیلیں گے انجم، بڑا مزا آئے گا۔اور جانتے ہو اس کھیل کا انعام کیا ہے؟"

وہ کچھ نہ بولا۔بولتا بھی کیا۔باپ، باپ نہیں۔اس کے دماغ میں یہ گونج رہا تھا۔مگر سمجھ اسے کچھ نہیں آرہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"یہ ساری جائیداد" اسمہ نے بڑے پر جوش انداز میں کہا تھا مگر انجم نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ پریشان ہوئی۔ کیا اسے انجم کی مدد کرنی چاہیے۔ نہیں۔ یہ بھی ایک ٹیسٹ ہے۔ کیا وہ تلخ حقیقتیں برداشت کر سکتا۔

"You can go now"

ملکہ نے اپنے ملازم کو تخلیہ کیا۔ وہ اس سے اپنا کام نکال چکی تھی۔ وہ اب جا سکتا تھا۔

انجم بھی کسی ربورٹ کی طرح باہر نکلا۔ ہانیہ وہاں اس کی منتظر تھی۔ وہ اسے دیکھ کر ہی سمجھ گئی تھی کہ کچھ غلط تھا۔

"کیا ہوا انجم؟" اس نے پوچھا مگر انجم بغیر کوئی جواب دیے چلتا گیا۔

"انجم" وہ اس کے ساتھ چلنے لگی۔

"کچھ نہیں بتایا انھوں نے" انجم اسے نہیں بتانا چاہتا تھا، نا جانے کیوں "کھیل تھا بس یہ" وہ مزید کچھ نہ کہہ سکا۔ آنسو اس کے گلے میں اٹکے تھے۔ ہانیہ اس کی نانی کو برا بھلا کہہ رہی تھی مگر وہ نہیں سن رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہانیہ گاڑی چلاتے ہوئے اسمہ کو برا بھلا کہہ رہی تھی۔ مگر انجم نہیں سن رہا تھا، وہ کچھ نہیں سن رہا تھا۔ سب کچھ بے معنی تھا۔ اتنے سال بے معنی تھے۔ وہ اس شخص کا اپروول (approval) حاصل کرنے کی کوشش کرتا رہا جس کی اس کی زندگی میں کوئی اہمیت نہیں ہونی چاہیے تھی۔ اتنا بڑا دھوکا۔ اتنا بڑا فراڈ۔ اتنا بڑا نقصان۔

"انجم" ہانیہ کی فکر مند آواز اس کے کانوں میں گونجی۔ "کوئی بات نہیں انجم، ایک دن تم جب اس ملک کے امیر ترین لوگوں میں سے ایک ہو گے تب تمہارے پاپا تمہاری قابلیت سے انکار نہیں کر پائے گے"

وہ الفاظ اس کے دل میں لگے تھے۔ وہ جو لفظ ہانیہ کے حسین چہرے سے نکلا تھا وہ انجم علی خان کو سمجھ تو ضرور آنا تھا نا۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اس کے دماغ میں گونجتے الفاظ بھی وہ سمجھ گیا تھا۔

باپ، باپ نہیں ہے۔

ایک آنسو ٹپکا تو اس نے اپنی آنکھوں کو انگلی سے صاف کیا۔ انگلی گیلی ہو گئی۔ وہ انگلی دیکھنے لگا۔

باپ، باپ نہیں ہے۔

انگلی دھندلانے لگی تھی۔ آنکھیں جل رہی تھیں۔ منہ بھیگتا جا رہا تھا۔

باپ، باپ نہیں ہے۔

اس کے منہ سے آواز نکلنے لگے تھی۔ وہ ہانیہ کے سامنے اپنا آپ نہیں چھپاتا تھا۔ مگر اس قدر اس کے سامنے وہ پہلی بار رو یا تھا۔

باپ، باپ نہیں ہے۔

گاڑی رک گئی تھی۔ ہانیہ کچھ کہہ رہی تھی۔ مگر اسے سمجھ نہ آیا۔ وہ بس ایک ہی فقرہ سن رہا تھا۔

باپ، باپ نہیں ہے۔

ہانیہ نے اسے سر سے پکڑ کر گلے سے لگا لیا تھا۔ وہ اسے خاموش کرا رہی تھی۔ اس کی آنکھیں بھی بھیگ گئی تھیں۔ جہاں ہانیہ انجم کو پیاری تھی، وہاں عزیز تو ہانیہ کو بھی وہ بہت تھا۔

"کچھ نہیں ہوتا انجم ہش ہش" وہ خود کمزور ہو رہی تھی "سب ٹھیک ہو گا۔ ڈونٹ وری"

پہلی بار اس نے انجم کو اپنے جذبات آزاد کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ وہ تو غصہ بھی چھپا لیا کرتا تھا۔

"کچھ ٹھیک نہیں ہو گا ہانیہ" اس کی روہانسی آواز تقریباً ناقابلِ فہم ہو گئی "کچھ ٹھیک نہیں ہو گا۔ وہ شخص میرا باپ نہیں ہے ہانیہ۔ وہ شخص میرا باپ نہیں ہے"

اور ہانیہ جلال اکبر سمجھ گئی تھی کہ وہ اس زخم کا مرہم نہیں لگا سکتی تھی۔ بس سہارا بن کر زخم سے ہوتا درد کم کر سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اس دن کا قصہ ہے جب انجم دس سال کا ہوا تھا۔اس گھر میں انجم کا جنم دن منایا تو جاتا تھا مگر بس ایک عدد کیک سے۔ کیک کاٹا گیا۔ابو پھر لیٹ تھے۔امی نے دلاسہ دیا، کوئی بات نہیں انجم، ابو بہت جلد آجائیں گے کام میں مصروف ہوں گے۔وہ بچہ تھا بہل گیا۔ابو رات کو گھر آئے تھے۔ پہلی بار انجم ابو کو دیکھ کر خوش ہوا تھا۔وہ سائیکل لائے تھا۔اس کے لیے تحفہ آیا تھا۔وہ بھاگتا ابو کے پاس آیا۔واؤ ابو سائیکل۔اس نے معصومیت اور امید سے کہا تو ابو مسکرائے۔"اچھی ہے نا، تمہارے بھائی کے لیے لایا ہوں" اور انجم کی مسکراہٹ غائب ہو گئی۔ مگر بولا کچھ نہیں۔انجم ابو کے آگے کچھ نہیں بولتا تھا۔

اگلے دن جب ابو گھر نہیں تھے تو وہ امی کے پاس گیا۔امی امی مجھے بھی سائیکل چاہیے۔اس نے امید بھرے لہجے میں امی کو کہا۔امی نے کہا وہ ابو سے بات کریں گیں۔ابو سے امی نے بات کی تو ابو انجم کو بلانے لگ پڑے۔انجم کو بہت ڈانٹ پڑی، مہنگائی بہت ہے، سائیکل وہ کیا کرے گا، بھائی سے نہ جلے، پیسے آئیں گے تو سائیکل بھی مل جائے گی۔انجم افسردہ ہو گیا۔رویا بھی۔ مگر بولا کچھ نہیں کہ انجم ابو کے آگے کچھ نہیں بولتا تھا۔

کچھ دن بعد ابا پھر بھائی کے لیے تحفہ لے کر آئے۔ ریموٹ کنٹرول کار۔ انجم اب کچھ نہ بولا، امی کو نہ ابو کو۔ بھائی اسے اپنے کھلونے دیتا تھا، مگر اسے کھلونے نہیں چاہیے تھے، اسے ابا کے تحفے چاہیے تھے۔ مگر انجم کو ابا نے کبھی کوئی تحفہ نہ دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

اس رات وہ گھر آیا تو اس کی آنکھیں لال تھیں۔ دل اب بھی آگ میں تھا۔ مگر اب اسے رونا نہیں آ رہا تھا۔ آج پھر سب صحن میں بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ ریحان اور آسیہ ایک چارپائی پر۔ وہ دونوں بھائی ایک چارپائی۔ پاس کرسی پر ان کی بہن رمشہ، جو فون میں مگن کھانا کھا رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"میں کیا کہہ رہا ہوں" ریحان نے بات شروع کی، آج پہلی بار انجم نہیں چاہتا تھا کہ ریحان اس کے بارے میں بات کرے "کہ آج کل مہنگائی بہت ہو گئی ہے۔ اور اب رامش بھی یونی جانے لگا ہے تو کیوں نہ ہم لوگ اپنے خرچات کم کر لیں"

"یہ تو بہت اچھا آئیڈیا ہے" آسیہ مسکرا کر بولی۔

"ہاں تو میں سوچ رہا تھا کہ انجم جو ہے" انجم نے اپنا نام سنا تو دیہان ریحان کی طرف کیا، آج اس کا دل تیز نہیں ہوا تھا "وہ یونی چھوڑ دے، اور میرے ساتھ کام وغیرہ کرے۔" انجم کا پارا ہائی ہو گیا۔ یہ کون ہوتا ہے اس کی زندگی کا فیصلہ کرنے والا "مطلب اس کی فیس۔"

"کونسی فیس؟" انجم نے سپاٹ لہجے مگر آہستہ آواز میں اس کی بات کاٹی۔ سب حیران ہو گئے کہ انجم ابو کے آگے کچھ نہیں بولتا تھا۔

"تمہاری فیس" ریحان کو غصہ آنے لگا تھا۔

"ہاں تو وہی نا۔۔۔ کونسی فیس؟" نوالا منہ میں ڈالتے ہوئے اس نے سوال کیا۔ رامش اس کا منہ دیکھنے لگا۔ رمشہ نے فون بند کر کے سائیڈ پر رکھ دیا۔ آسیہ نے اپنے شوہر کا بازو پکڑ لیا۔ کچھ لمحے خاموشی رہی۔ انجم نے نوالا ہضم کیا اور خاموشی توڑتے ہوئے بولا۔

Clubb of Quality Content

"مطلب میری تو اسکالر شپ شپ ہے نا" وہ یوں بول رہا تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو، جیسے یہ ایک عام سی گفتگو ہو "تو کونسی فیس؟"

"اور تمہارے اخراجات جو ہیں-" ریحان بڑی مشکل سے اپنا غصہ قابو میں رکھے ہوئے تھا۔اب تو وہ اسے مار بھی نہیں سکتا تھا۔

"کونسے اخراجات" اس نے پھر بات کاٹی "پچھلے ایک ڈیڑھ سال سے میرے سارے اخراجات میں نے خود ہی اٹھائیں۔یہ جو میز ہے۔یہ بھی جتنا مجھے یاد پڑتا ہے میں ہی لایا تھا۔"

"بد تمیز" ریحان نے آسیہ کا ہاتھ جھٹک کر اپنے بازو سے پیچھے کیا "اب تم مجھ سے بد تمیزی کرو گے؟" اس کی آواز اونچی ہو گئی۔لمحہ بھر کو انجم ڈرا، مگر پھر سنبھل گیا

"کونسی بد تمیزی" اس نے معصومانہ انداز میں سوال کیا "میں نے تو بس عام سے سوال کیے ہیں" پھر اس کی آواز بھاری ہوئی، لہجے میں دھمکی اتر آئی "جب میں بد تمیزی کروں گا آپ کو پتہ چل جائے گا"

"انجم" یہ اونچی آواز آسیہ کی تھی۔

"جی امی" اس نے اسی معصومانہ انداز میں جواب دیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"اپنے کمرے میں جاؤ" آسیہ چلائی تھی۔

"اوکے" وہ معصومیت سے کہتا کھڑا ہوا۔ایک بار پھر وہ اپنا کھانا یوں آدھا چھوڑ کر اوپر جا رہا تھا۔وہ سیڑھیوں کے پاس جا کر رکا۔وہ کیوں بھوکا سوئے اس شخص کی وجہ سے۔گھوم کر واپس آیا۔اپنی پلیٹ اٹھائی۔روٹی ساتھ والی پلیٹ میں رکھی۔اور آرام سے واپس چلا گیا۔آج انجم چنگیز عالم،ریحان علی خان کے باعث بھوکا نہیں سوئے گا۔

اگلی صبح وہ یونی اکیلا چلا گیا تھا۔وہ ریحان کے سوالوں کا سامنا نہیں کر سکتا تھا۔وہ دونوں بھائی تھے۔یہ سچ ان کا رشتہ کھا جاتا۔نہیں۔

"یار مجھے تو پہلے ہی شک تھا" ہارون نے خبر سن رکھی تھی "تم ٹھیک تو ہو؟"

"نہیں" اس نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا "مگر اتنے سالوں میں پہلی بار مجھے لگ رہا ہے ہارون، کہ میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔میرے ٹھیک ہونے کا ایک حقیقی چانس ہے۔"

"گڈ فاریو یار، گڈ فاریو" ہارون مسکرایا تھا، ہانیہ آج یونی نہیں آئی تھی۔ کل کے واقعات نے اس پر گہرا اثر ڈالا تھا۔ تو سپر واز روالی ساری ذمہ داری انجم پر تھی۔ وہ اٹھ کر جانے لگا تو ہارون نے اسے روک کر پوچھا "کدھر؟"

"یار ہانی نہیں آئی، تو ماسٹر جاوید کے اٹھانے مجھے ہی جانا پڑنا" اس نے مزاح کیا۔

"اوکے" وہ ہنستے ہوئے بولا "گڈ لک۔" انجم دو قدم چلا تو ہارون کو کچھ یاد آیا "اوہ انجم، فلیٹ کی لیس لے لی میں نے" اس نے کل ہانی سے انجم کا راز سنتے ساتھ ہی فلیٹ لے لیا تھا "آئی مین۔"

"میں تمہیں بہت جلد بتاتا ہوں" اس نے بات کاٹتے ہوئے کہا اور ماسٹر جاوید کے آفس کی طرف بھاگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

آسیہ اپنے گھر کے صحن میں بیٹھی کل کے واقع کو سوچ سوچ کر پریشان ہو رہی تھی۔ آج تک انجم نے ایسی حرکت نہیں کی تھی۔ اسے کیا ہوا تھا۔ آسیہ نے فون اٹھایا اور انجم کو کال ملائی۔ وہ پروفیسر جاوید کی ڈیمانڈز سے بس ابھی ابھی فارغ ہوا تھا۔ اس کا فون بجا تو امی کا لنک دیکھ کر خیران ہو گیا۔

"جی امی" اس نے فون اٹھایا۔

"انجم مجھے تم سے بات کرنی ہے" وہ سیریس تھی۔

"ہاں کہیں" انجم کو اس بات کا انتظار تھا۔

"ایسے نہیں، فیس ٹو فیس"

"میں گھر آ جاتا"

"نہیں۔ گھر نہیں"

"یونی کے پاس ایک کیفے ہے۔ میں آپ کے لیے کیب پک کرواتا۔ وہاں آ جائیں" اس نے کہا اور کال کاٹ دی۔ وہ تیار تھا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ کیفے اپنی ماں سے پہلے پہنچ گیا تھا۔اسے یہاں کچھ اور بھی کرنا تھا۔اس نے اپنے لیے ایک ٹیبل بک کروایا جو نسبتاً لوگوں کی نظروں سے اوجھل تھا۔اس کیفے کا مالک ہارون کے باپ کا قرض دار تھا۔سیاست دان اکثر لوگوں کی مدد کردیا کرتے ہیں۔اس امید میں کہ وہ کل کو ان کے کام آئے گے۔اس کیفے کے مالک کی مدد بھی ہارون کے باپ نے شاید اسی لیے کی تھی۔بہر حال انجم کو کیا اسے تو آم کھانے تھے،گٹھلیاں نہیں گننی تھیں۔وہ وہاں بیٹھا اپنے موبائل پر ڈارک ویب کی کوئی ایپ چلا رہا تھا جب اس کی نظر اس لڑکے پر پڑی تھی۔لال شرٹ،اور کالی جینز۔وہ لڑکا اس کے کزن ارسلان جیسا تھا۔فل بر گر۔سفید رنگ،تیلے جیسا جسم،نسوانی مگر حسین نقوش۔انجم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔اس نے اپنا بیگ وہیں چھوڑا اور اس لڑکے کی طرف بڑھا۔انجم کے پاس سے ایک ویٹر گزرا تو وہ پھسل کر اس لڑکے سے ٹکرا گیا۔شاید انجم نے جان بوجھ کر اس کے آگے ٹانگ اڑکائی تھی،مگر ویٹر کو پتہ نہیں چلا تھا۔اس لڑکے کے ہاتھ میں موجود کافی اس کے شوز پر گر گئی۔نائیکی کے ائیر جارڈن۔

"آئی ایم سو سوری" ویٹر معافی مانگنے لگا۔ مگر وہ حسین بر گر کہاں اس کی سن رہا تھا۔ کسی امریکی کیرن کی طرح وہ ویٹر پر برس پڑا تھا۔ اس نے کافی سین کیا۔ ویٹر کو بہت باتیں سنائیں۔ اس کے کپڑوں کا مزاح اڑایا، اس کے چہرے کا، جوتوں کا، بالوں کا۔ مگر ویٹر کچھ نہ بولا۔ انجم کا یہ سب کچھ دیکھ کر پارا ہائی ہو گیا، اس نے مٹھیاں بھینچ لیں، یوں کہ ناخن ہاتھ میں دھنس گئے، مگر بولا کچھ نہیں۔ آخر میں مینیجر نے اس لڑکے کو پر سکون کروایا۔ اسے ایک چیک دیا، تاکہ وہ نئے شوز لے سکے۔ اپنا نمبر بھی کیونکہ لڑکا مان ہی نہیں رہا تھا کہ یہ چیک کام کرے گا۔ پھر وہ لڑکا وہاں سے چلا گیا۔ ویٹر نے مینیجر سے معذرت کی، مگر مینیجر بھی امیر لوگوں سے نفرت کرتا تھا، اس نے ویٹر سے کہا کوئی بات نہیں، بس آگے دیہان رکھے۔ انجم چپ چاپ کھڑا یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ لڑکا وہاں سے چلا گیا تو اس نے دل میں سوچا "پرفیکٹ"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ منٹوں بعد آسیہ اس کیفے کے باہر کھڑی تھی۔ یہ عمارت کافی فینسی تھی۔ اسے ایک عرصہ ہوا تھا ایسی فینسی عمارتوں میں آئے۔ کسی زمانے میں آسیہ کا دن انھیں فینسی عمارتوں میں گزرا کرتا تھا۔ مگر اب۔۔۔۔ کیا اس نے محبت کے بدلے دولت کا سودا کر کے، صحیح فیصلہ کیا تھا؟

اس نے سر جھٹکا۔ یہ وقت ان سوچوں کا نہیں تھا۔ ہلکے سرمئی رنگ کی قمیض کو کالی چادر سے ڈھانپے وہ اس بلڈنگ میں داخل ہوئی۔ دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ کچھ دیر پہلے یہاں کتنا بڑا ہنگامہ ہوا تھا۔ اس نے ریسپشنسٹ سے انجم کا پوچھا، تو ریسپشنسٹ نے دور کونے میں چھپے ایک میز کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں بیٹھے لوگ کیفے والوں سے چھپ جاتے ہوں گے۔ بہر حال دن کے اس وقت وہاں اتنے لوگ تھے بھی نہیں۔

وہ وہاں گئی تو انجم نے مسکرا کر سلام کیا۔ وہ اس کے سامنے بیٹھ گئی۔ انجم نے ویٹر کو چائے لانے کا اشارہ کیا۔ چائے لانے تک کوئی بات نہیں ہوئی۔ ویٹر نے چائے وہاں رکھی۔ انجم نے کپ اٹھا کر ایک ہلکا سا گھونٹ بھرا۔

"جی امی؟" وہ معصومیت سے بولا "کیا ہوا ہے؟"

"تم نے جو کل کیا" آسیہ نے آواز نیچی رکھی، مگر غصہ نہ چھپا سکی "اس کے بعد پوچھتے ہو کیا ہوا ہے؟"

انجم نے گہری سانس لی۔ چائے کا ایک لمبا گھونٹ بھرا۔ اس کی زبان سخت جلی تھی۔ "امی ایک بات تو بتائیں؟" وہ یوں بولا گویا اس نے آسیہ کا سوال سنا ہی نہیں تھا "آپ اندھی ہیں؟"

"انجم" اسے سخت غصہ آیا تھا۔ آواز اب بھی قابو میں تھی۔

"بے حس ہیں؟" اس نے پھر نظر انداز کیا۔ "بے وقوف ہیں؟ یا جب ظلم ہوتا ہے، ناانصافی ہوتی ہے تو اپنا آپ سولا کر ایک بت بن جاتی ہیں، جسے ارد گرد ہو رہی چیزوں سے کوئی اثر نہیں پڑتا، مگر جب ظلم گزر جاتا ہے تو آپ بیدار ہوتی ہیں، مگر آپ کو کچھ یاد نہیں رہتا کہ کیا ہوا تھا؟" وہ آرام سے پوچھ رہا تھا۔ اسے حقیقتاً تجسس تھا۔

"انجم یہ کیا کہہ رہے ہو؟" آسیہ اب پریشان ہو گئی تھی۔

"آپ کو پتہ ہے میں نے نفسیات کیوں پڑھی ہے؟" اس نے سوال کیا مگر جواب کا انتظار نہیں کیا "کیونکہ میں سمجھنا چاہتا تھا کہ ایک باپ اپنے بچوں میں تفریق کیسے کر سکتا ہے"

آواز میں گویا صدیوں کا درد تھا" یا ایک ماں اپنے بچوں میں ہوتی تفریق کو اتنے سال کیسے نظر انداز کر سکتی ہے"

"انجم" وہ افسردہ ہو گئی تھی۔ مگر انجم اسے نہیں سن رہا تھا۔

"مجھے کیا پتہ تھا امی کہ چار سال کتابوں میں ضائع کرنے کی بجائے مجھے اپنا ڈی این اے ٹیسٹ کروالینا چاہیے تھا۔" آسیہ کے سر پر کسی نے پہاڑ توڑ دیا تھا۔ وہ سمجھ گئی تھی۔ اس نے انجم کا ہاتھ پکڑا تو انجم نے جھپٹ کے ہاتھ پیچھے کر لیا" نہیں، آج نہیں امی، آج مجھے بولنے دیں" آنسو گرنے لگے تھے، مگر آواز قابو میں تھی" اتنے سال میں سوچتا رہا کہ کیوں؟ کیوں میرا باپ مجھے میرے بہن بھائیوں جتنا پیار نہیں کرتا، مجھے کیا پتہ تھا امی کہ وہ شخص میرا باپ ہے ہی نہیں"

"ایسا نہیں ہے انج۔" وہ اس بات کو جھٹلانا چاہتی تھی

"ایسا ہی ہے امی" مگر انجم فیصلہ کر چکا تھا" ایسا ہی ہے۔ اتنے سال میری نامکمل شخصیت کا قصوروار میں ریحان علی خان کو ٹھہراتا رہا، جب کہ اصل قصوروار آپ ہیں امی" اس نے الزام لگایا تو آسیہ مجرم بن گئی، "آپ میری مجرم ہیں امی۔ مجھے بتائیں، بتائیں مجھے کیوں؟

کیوں چھوڑا آپ نے میرے باپ کو؟ مارتا تھا وہ کیا؟ یا یا نفسیاتی تشدد کرتا تھا۔ طعنہ دیتا تھا۔ بد شکل تھا۔ مجھے بتائیں امی میری شخصیت کی کیوں قربانی دے دی آپ نے۔ ایسا کیا کر دیا تھا میرے باپ نے" اس نے سوالیہ آنکھیں آسیہ پر گاڑھ دیں۔

کچھ لمحے وہ خاموش رہی، پھر ہمت جتاتی بولی "نن نہیں انجم وہ نہیں مارتا تھا مجھے۔ نہ ہی نفسیاتی تشدد کرتا تھا۔ وہ بد شکل بھی نہیں تھا۔ میری شادی اس سے زبردستی ہوئی تھی۔ میں آسیہ چنگیز عالم، مجھ پر کسی نے اپنی مرضی تھوپی تھی۔ میں یہ بات کبھی بھولا نہ سکی انجم۔ میں جوان تھی، میں نا سمجھ تھی۔ پھر تمہارے ـــــ-- ریحان سے مجھے محبت ہو گئی۔" اس نے ہاتھ جوڑ لیے، کیفے میں موجود لوگوں نے یہ منظر دیکھا، مگر کیا کچھ نہیں، وہ بھلا کیا کر سکتے تھے "میں تمہاری گناہ گار ہوں انجم مجھے معاف کر دو" مگر انجم کے دل میں معافی نہیں تھی۔

"کیا انھیں پتہ ہے؟" باپ کی محبت کی خواہش مری نہیں تھی "کیا میرے بابا کو میرے بارے میں پتہ ہے؟"

"انجم" آسیہ کا کلیجہ منہ کو آتا تھا "نہیں انجم، تم میرے بیٹے ہو، میرے اور ریحان کے "

"نہیں امی" آواز اب بھی اونچی نہیں ہوئی تھی "میں نہیں ہوں ریحان کا بیٹا، نہ ہی کبھی تھا، نہ ہی کبھی ہوں گا۔ وہ شخص کبھی میرا باپ نہیں بن سکا امی۔ میرا باپ کون ہے؟ کیا اسے میرے بارے میں پتہ ہے، پلیز مجھے بتائیں۔"

"نہیں انجم" رسی جل گئی تھی مگر بل ابھی باقی تھا "تم اس شخص سے نہیں ملو گے۔ اگر تمہارے دل میں میرے لیے ذرا سی بھی محبت ہے تو وعدہ کرو کہ تم اسے تلاش نہیں کرو گے۔"

انجم کا سر پھٹ گیا تھا۔ اس عورت کو سزا دینا اب لازمی تھا۔ مگر وہ عورت اس کی ماں تھی۔ اور اپنی ماں سے وہ بہت محبت کرتا تھا۔

"ٹھیک ہے امی" اس نے سپاٹ لہجے میں اپنے آنسو پونچھتے ہو کہا "ٹھیک ہے۔ نہیں کروں گا تلاش انھیں میں۔ وعدہ کرتا ہوں آپ سے۔ مگر" اس نے مگر کہا تو آسیہ کے چہرے پر آتی خوشی ہوا ہو گئی "مگر آج اس دن کے بعد میرا اور آپ کا بھی کوئی رشتہ نہیں ہے۔ میں گھر چھوڑ رہا ہوں امی۔"

"انجم، یہ کیا کہہ رہے ہو؟" کچھ لمحے آسیہ کو لگا کہ اس کا سانس رک گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"جو آپ نے سنا ہے" وہ کھڑا ہوا اور پیسے ٹیبل پر رکھ دیے "گڈ بائے امی"

"نہیں انجم، نہیں پلیز" وہ بھی کھڑی ہو گئی۔ انجم کا گریبان پکڑ لیا۔ انجم نے آرام سے گریبان چھڑایا" یاد ہے جب میں کھلونا مانگتا تھا اور آپ کے پیسے چونکہ رامش رمشہ کے کھلونوں پر ختم ہو چکے ہوتے تھے تو آپ مجھے کیا کہتی تھیں"

وہ حیران ہوئی۔ اس نے پیچھے ہٹنے کی کوشش کی مگر انجم نے اس کے ہاتھ پکڑ رکھے تھے۔

"خبردار ہے، تماشا مت کرنا لوگ دیکھ رہے ہیں" اس نے اپنی ماں کے ہاتھ چھوڑے تو وہ پاس پڑی کرسی پر گر گئی۔ انجم وہاں سے اپنا گریبان جھاڑتا چلا گیا۔ آسیہ وہاں سن بیٹھی رہی۔ آنسو آنکھوں سے ٹپکتے رہے۔ کیا یہ مکافات عمل تھا۔ کیا آج انجم نے جو اس کے ساتھ کیا وہ اس کی سزا تھی۔ اس نے اپنے بچے پر ہوتے سارے ظلم دیکھے تھے مگر کبھی اس کے لیے کھڑی نہیں ہوئی تھی۔ انجم کی شخصیت کو برباد ہونے دیا تھا۔ کیا وہ اچھی انسان تھی؟ نہیں، آج اسے اس کے بیٹے نے اس بات کا یقین دلا دیا تھا کہ وہ آسیہ علی خان ایک بری انسان تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کیفے کے گیٹ سے باہر نکل کر اس نے ہارون کو فون ملایا۔ایک بیل،دو بیل، تیسری پر فون اٹھالیا گیا۔

"یے لو" اس نے اپنے طریقے سے ہیلو کہا۔

"فلیٹ کا ایڈریس بھیج دو ہارون۔ایک کام ہے، کر کے آج شام تک وہاں آجاؤں گا۔" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"اوووووووویس" وہ بہت خوش ہوا تھا۔

آفیسر آمنہ آفس میں بیٹھی کیس کی فائلز پڑھ رہی تھی جب غلام بخش اس کے لیے چائے بسکٹ لے کر خاضر ہوا تھا۔"کچھ کھالیں میڈم، بھوکا رہنے کا کیا فائدہ"

"یار غلام بخش یہ بندا پرفیکٹ کرائم کرتا ہے" آمنہ نے چائے کا کپ پکڑا، وہ تھکی ہوئی تھی، نیلی آنکھوں کے گرد حلقے بننے لگے تھے "مطلب کوئی ثبوت نہیں چھوڑتا۔"

"پھر اب" غلام بخش پریشان ہوا۔

"فکر مت کرو غلام بخش ایسے کلرز اکثر کوئی ثبوت نہیں چھوڑتے۔ انھیں پکڑنے کے لیے ہمیں ان کی سائیکی سمجھنی پڑتی ہے۔"

"اور آپ کو اب تک کیا سمجھ آیا ہے" بوڑھے کانسٹبل کا تجسس بڑھا تھا۔ آمنہ نے گہرا سانس لیا اور اسے بتانے لگی۔

("سب سے پہلے تو یہ کہ اس قاتل نے کوئی سسٹم بنالیا ہے اپنے وکٹمز کو پھنسانے کا۔ کیونکہ یہ سارے لڑکے اس کے پاس اپنی مرضی سے گئے تھے۔ وہ انھیں ٹریپ کرتا ہے۔ جیسے لڑکیاں ٹریپ کی جاتی ہیں۔ مگر ہمیں ان کے موبائل یا لیپ ٹاپ پر کوئی ثبوت نہیں ملا۔ مطلب کہ یہ قاتل ٹیکنالوجی کا ماہر ہے")

انجم نے اپنا فون نکالا۔ کالی سکرین اور سفید لفظوں والی ایپ سے ہوتا ڈارک ویب والی ایپ پر پہنچا۔ اب وہ فورم پر تھا۔ اس نے کسی کا پروفائل کھولا۔ اور میسج لکھنے لکھا

"کہاں ہو؟"

"تمہارے کہنے پر اس کیفے گیا تھا۔ کیا عجیب جگہ تھی۔"

"چلو اب اگلی لوکیشن پر آجاؤ"

"اوکے"

اس نے موبائل بند کیا اور ٹیکسی رکوانے لگا۔

("یہ لڑکے خود اس کے پاس جاتے ہیں۔ پھر وہ انھیں کسی ایسی جگہ پر رکھتا ہے جو شہر سے بہت دور ہے۔ کیونکہ ان کے جسم پر لگے نشانات سے صاف ظاہر ہے کہ انھیں بری طرح ٹارچر کیا گیا تھا۔ اور انھیں یوں ٹارچر کرنے کے لیے اسے کسی کھلے اور غیر آباد علاقے میں جانا ہو گا۔ شاید کسی گاؤں میں، جہاں اس کا آبائی گھر ہو۔ کیونکہ اول تو شہر میں ایسی غیر آباد جگہیں ہیں نہیں، اور اگر ہیں بھی تو مجھے نہیں لگتا کہ وہ انھیں افارڈ کر سکتا ہے۔")

وہ ایک بڑا مگر پرانی طرز کا گھر تھا۔ شہر کے باہر بنے کسی گاؤں کے پاس۔ اس گھر کے ارد گرد صرف فصلیں تھی۔ شاید کسی امیر شخص نے عرصہ پہلے بنا کر چھوڑ دیا تھا۔ انجم اندر لاؤنج میں بیٹھا اس شخص کا انتظار کر رہا تھا۔ یہ لاؤنج کافی بڑا تھا۔ درمیان میں دو ایل شیپ کے

صوفے تھے۔ جن کے سامنے ایک میز تھا۔ میز پر پلاسٹک کے دو کپ پڑے تھے۔ جن کا ڈھکن بند تھا۔ اس کا فون بجا۔

"میں آ گیا ہوا ادھر"

"تمہیں کوڈ پتہ ہے، اب اندھر آ جاؤ"

("پھر مجھے لگتا ہے کہ وہ ان لڑکوں سے ایسے کام کرواتا ہو گا جس سے وہ اس کے اصل ٹارگٹ جیسے بن جائیں۔ وہ لڑکا جو اس کی زندگی میں ہے اور اسے تنگ کرتا ہے۔ پھر وہ انھیں اپنے پاس بلاتا ہو گا۔ اور ضرور چالاکی سے انھیں بے ہوش کرتا ہو گا۔ کیونکہ مجھے نہیں لگتا کہ اس میں ان لڑکوں کو کنفرنٹ کرنے کی طاقت ہو گی۔ وہ بے ہوش ہو کر جب تک رسیوں میں نہ جکڑ جائیں، یہ قاتل ان کو اپنا اصل رنگ نہیں دکھاتا ہو نا۔")

کچھ دیر بعد وہ لڑکا وہاں کھڑا تھا۔ اس نے ابھی بھی لال شرٹ، اور کالی جینز پہنی تھی۔ جوتے البتہ اب مختلف تھے۔ یہ وہی لڑکا تھا جس نے کیفے میں ویٹر کو بہت سنائی تھیں۔

"تو تم ہو ماسٹر مائنڈ" اس نے مسکرا کر کہا۔

"ون اینڈ اونلی" انجم مسکرا کر کھڑا ہو۔اس سے ہاتھ ملایا۔پھر اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا۔میز پر پڑے دو کپوں میں سے ایک کپ اٹھا کر اسے پکڑایا اور ایک خود پکڑ لیا۔

"ڈونٹ وری، کافی ہے" انجم نے گھونٹ بھرتے ہوئے کہا۔وہ لڑکا ہچکچایا۔پھر مسکرا کر کافی کا گھونٹ بھرا۔

"تو تم کب سے ماسٹر مائنڈ ہو؟" ماسٹر مائنڈ وہ نام تھا جو انجم ڈارک ویب کے فورم پر استعمال کرتا تھا۔

"میں تو بچپن سے ماسٹر مائنڈ ہوں، بس تمہارے جیسے لوگ سمجھتے نہیں ہیں"

"کیا مطلب؟" اس لڑکے کو چکر آنے لگے تھے۔

"کوئی مطلب نہیں ہے عذابِ جاں و جگر۔" اس لڑکے کو سب کچھ دھندلا نظر آنے لگا تھا "تم بس آرام سے سو جاؤ"

کپ اس لڑکے کے ہاتھوں سے گرا۔پھر وہ لڑکا دھڑام سے صوفے پر گر گیا تھا۔اس کافی میں بے ہوشی کی دوا تھی۔انجم نے مسکرا کر اسے دیکھا اور اپنی کافی پینے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"تو پھر ہم اس کو پکڑے گے کیسے میڈم ؟" غلام بخش کو ابھی تک یہ سمجھ نہیں آیا تھا۔

"دو باتیں ہو سکتی ہیں غلام بخش" آمنہ نے بسکٹ منہ میں ڈالا۔ وہ بسکٹ کھاتے ہوئے چپ رہی۔ غلام بخش کا تجسس سے برا حال تھا۔

"کیا؟" اس نے خود کو کہتے سنا تو آمنہ نے آدھا بسکٹ واپس رکھ دیا۔ غلام بخش کو بہت شرمندگی ہوئی تھی۔

"پہلی کہ وہ قتل کرتا جائے کرتا جائے، حتیٰ کہ اپنے اصلی ٹارگٹ کو مار ڈالے، پھر وہ آہستہ آہستہ دماغی طور پر تباہ ہو جائے گا، وہ مغرور بنے گا اور کوئی غلطی کر دے گا"

"کتنے قتل؟" غلام بخش خیران ہوا۔

"بہت سارے غلام بخش، بہت سارے" وہ کچھ لمحہ خاموش ہوئی "دوسری بات یہ ہے کہ ایسے لوگ سپاٹ لائٹ سے زیادہ دیر دور نہیں رہ سکتے۔ انھیں لگتا ہے کہ وہ بلا کے قابل

ہیں، مگر ساری زندگی انھیں وہ تعریفیں نہیں ملتیں جس کے وہ حق دار ہیں۔فی الوقت میڈیا اس کے پیچھے پڑا ہے۔جب وہ بریکنگ نیوز سے 'بس ہے سہی' والی خبر بنے گا نا،تب وہ خود اپنا آپ دکھانے لگے گا۔"

"مطلب؟"

"مطلب وہ ہم سے یا میڈیا سے کانٹیکٹ کرے گا۔اور تب غلام بخش،تب مجھے یقین ہے کہ ہم اسے پکڑ لیں گے"آمنہ نے بات مکمل کی تو ایک کانسٹبل بھاگتا اس کے آفس میں داخل ہوا۔

"میم وہ ہمیں کال آئی ہے"اس کا سانس پھولا ہوا تھا"ایک لڑکا، بالکل فیس کلر کے ٹارگٹز جیسا، وہ اس کا فون بند ہے، اس کے پیرنٹس اسے ٹریس نہیں کر پا رہے اور اور وہ۔"

"فیس کلر کے اگلے حملے کا وقت بھی ہو گیا ہے"غلام بخش نے اس کی بات مکمل کی۔

"اللہ خیر"آمنہ چائے کا کپ سائیڈ پر رکھتی اٹھ کھڑی ہوئی"اس کے والدین کو بلاؤ، اس کے سارے دوستوں کو کال کرو، غلام بخش میڈیا کو الرٹ کر دو۔ہمارے پاس اس لڑکے کو بچانے کے لیے وقت بہت کم ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

باب 2: خوش رہنا اب اتنا آسان بھی نہیں۔

اس رات ریحان گھر آیا تو بڑے اچھے موڈ میں تھا۔ اسے کیا پتہ تھا کہ جہنم گھر میں اس کی منتظر تھی۔ وہ گھر پہنچا تو صحن میں پڑی چار پائی پر رامش بیٹھا تھا۔

"سلام ابا" اس نے سلام کیا۔

"والسلام" ریحان نے ادھر ادھر نظر دوڑائی "اماں کہیں گئی ہیں؟"

"نہیں ابا، وہ" رامش کو سمجھ نہ آیا کہ کیا کہے، جب اندر سے شکایتیں کرتی رمشہ باہر نکلی

"اماں بیمار ہوئی بیٹھی ہیں ابا، میرے بیچارے ہاتھوں پر بڑا ظلم ہوا ہے آج، بولا بھی کہ کھانا باہر سے منگوا لیتے، لیکن نہیں، نہ وہ مانیں، اور نہ ہی یہ" رامش کی طرف اشارہ کیا۔ ماڈل صاحبہ کا موڈ خراب تھا۔

"کیوں بھائی رامش، کیوں بہن کو تنگ کرتے ہو" ریحان بھی الٹا رامش پر برس پڑا

"ویسے تو پارٹیاں ختم نہیں ہوتیں تمہاری، آج ہمارے لیے بھی کچھ پیزا ویزا لے آتے"

"ابا وہ میں۔" وہ اپنی صفائی دینے لگا جب ریحان اس کی بات کاٹتے بولا

"چلو کوئی نہیں رمشہ، کل میں خود کھانے کو کچھ لے آؤ گا" اس نے پیار سے اپنی بیٹی کے چہرے پر ہاتھ رکھا۔

"تھینک یو ابا" وہ خوش ہو گئی۔

"چلو ابھی تو کھانا کھلاؤ، عرصہ ہی ہو گیا تمہارے ہاتھ کا کھانا کھائے"

"اچھا ابا" وہ مسکراتی کچن کی طرف گئی۔ ریحان نے پاس لگے سنک سے ہاتھ دھوئے۔ اسے بہت بھوک لگی تھی۔ شکر ہے آج انجم وہاں نہیں تھا۔

دو نوالے منہ میں ڈالے تو آسیہ کا خیال ستانے لگا۔

"آسیہ" آسیہ کو آواز لگائی۔ ایک بار، دو بار، تین بار۔ مگر کوئی جواب نہیں۔ پریشانی بڑھ گئی۔ کھانا وہیں چھوڑا اور اپنی بیگم کی خیریت جاننے چل نکلا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ فلیٹ زیادہ بڑا نہیں تھا۔ انجم کو یقین تھا کہ ہارون کوئی بڑا اور عالیشان فلیٹ کرائے پر لے گا۔ مگر جس فلیٹ میں وہ کھڑا تھا وہ اس کی امیدوں سے بر عکس تھا۔ دو سنگل بیڈز کے ساتھ ایک بیڈ روم، ایک واش روم، ایک کچن۔ اندر داخل ہوتے ساتھ تھوڑی خالی جگہ تھی، جسے دوسرے بیڈ روم کے طور پر استعمال کیا جا سکتا تھا۔ انجم کو یہ فلیٹ پرفیکٹ لگ رہا تھا۔ یہ اس کا ڈریم ہاؤس نہیں تھا، لیکن یہ اس کے پچھلے گھر سے ہزار گنا بہتر تھا۔ وہ یہاں آزاد تھا۔

انجم اس فلیٹ کے ہر کونے کو دیکھ رہا تھا اور ہارون انجم کو۔ ہارون خوش تھا۔ وہ انجم کو کافی عرصے سے اپنے پاس رکھنا چاہتا تھا۔ انجم اسے بہت عزیز تھا، اور اب وہ اس کے ساتھ رہے گا۔ ہمیشہ، ازل تک۔ اب ہارون اپنے کسی چاہنے والے کو نہیں کھوئے گا۔ اس کا باپ اب کبھی اس سے اس کے چاہنے والے نہیں چھینے گا۔۔۔۔ باپ۔۔۔۔ ہارون کا سر چکرا گیا۔۔۔۔ باپ۔۔۔۔۔ نہیں وہ انجم کو نہیں کھوئے گا۔

"انجم "اس نے انجم کو پیچھے سے آواز دی۔

"ہاں "انجم نے مڑے بنا جواب دیا۔

"کیا تم اپنے باپ کو ڈھونڈو گے "ہارون نے ابھی الفاظ ادا نہیں کیے تھے کہ انجم جھپٹ کے مڑا تھا۔آنکھیں ہارون کے پریشان چہرے پر گاڑھ دیں۔یہ کیسا سوال تھا؟

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ریحان اپنے اور اپنی بیوی کے کمرے میں پہنچا تو وہاں کی ساری بتیاں بجھی تھیں۔

"آسیہ "اس کی آواز میں پریشانی تھی۔مگر آسیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔پریشانی میں اس نے بتی کا بٹن دبایا تو منظر دیکھ کر اس کا سانس رک گیا۔

اس کی بیوی بیڈ پر لیٹے چھت کو دیکھ رہی تھی۔آنکھیں کھلی تھیں، سرخ، گویا جل گئی ہوں۔

"آسیہ، کیا ہوا ہے "ریحان بھاگ کر اس کے سرہانے بیٹھا تھا۔

"مکافاتِ عمل ہوا ہے ریحان مکافاتِ عمل" اس نے چہرا ہلائے بغیر جواب دیا "تاریخ خود کو دہرا رہی ہے۔ سالوں پہلے میں نے کسی کا گھر چھوڑا تھا، آج کوئی میرا گھر چھوڑ گیا ہے"

"کیا؟" ریحان کی پریشانی بڑھ گئی تھی "کون چلا گیا ہے آسیہ؟"

"میرا بیٹا"

"رامش تو باہر ہی ہے آسیہ میں اسے ابھی بلاتا ہوں" وہ رامش کو بلانے کے لیے اٹھا تو آسیہ نے اسے گریبان سے پکڑ کر واپس بٹھا دیا۔ اپنا منہ اس کے پاس لے کر گئی "میرا بیٹا ریحان، میرا بیٹا" آرام سے غرائی "ہمارا بیٹا نہیں، انجم چلا گیا ہے"

ریحان کے دل کو سکون ملا تھا۔ مگر اس کی بیوی "تو کیا ہوا آسیہ؟"

"کیا ہوا ریحان" وہ چلائی، کھڑی ہو گئی۔ مگر شادی کے بعد اس نے چلانا چھوڑ دیا، اتنے سالوں میں وہ کبھی نہیں چلائی تھی "کیا ہوا؟ میرا دل ٹوٹ کر بکھر گیا اور تم پوچھتے ہو کیا ہوا؟"

"آسیہ، اتنی بڑی بات نہیں ہے۔" ریحان ڈر گیا تھا "وہ گیا ہے تو واپس آجائے گا"

Clubb of Quality Content

"وہ نہیں آئے گا ریحان، نہیں آئے گا" وہ زمین پر نڈھال ہو کر بیٹھنے لگی تو ریحان نے اسے پکڑ کر گلے سے لگا لیا "اسے پتہ چل گیا ہے ریحان، اسے پتہ چل گیا ہے" وہ اپنے شوہر کے گلے سے لگ کر رونے لگ پڑی تھی۔

ریحان آسیہ کو تکلیف میں نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کسی زمانے میں اس نے اس عورت سے جو محبت کی تھی اس کا اثر آج بھی باقی تھا۔

"انجم کو آسیہ کو رلانے کا انجام بھگتنا پڑے گا" اس نے دل ہی دل میں عہد کیا تھا۔

وہ اپنی بیوی کو چپ کرا رہا تھا، اور ان کے اس کمرے کے کھلے دروازے میں کھڑا رامش یہ سارا سین دیکھ رہا تھا۔ "انجم بھائی نے اتنا بڑا اقدم کیسے لے لیا، یہ سب کیا ہو رہا تھا" اسے جاننا تھا اور وہ جان کر ہی رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"کیا تم اپنے باپ کو ڈھونڈو گے" اپنے نئے اپارٹمنٹ میں، انجم کے عقب میں کھڑے ہارون نے ابھی الفاظ ادا نہیں کیے تھے کہ انجم جھپٹ کے مڑا۔

"نہیں" اس کا لہجہ سپاٹ تھا۔ "نہیں ہارون۔ میں اپنے باپ کو نہیں ڈھونڈو گا"

"مگر کیوں؟" ہارون خیران ہوا۔ دل ہی دل میں وہ خوش تھا۔

"کیونکہ ہارون، میں اب خود پر فوکس کرنا چاہتا ہوں، اپنی زندگی پر، اپنے آپ کا اپروول حاصل کرنے پر۔" وہ ایک لمحے کو رکا، اور ایک گہری سانس لی "اگر میں اپنے باپ کو ڈھونڈ لو گا، تو اپنا سارا فوکس ان پر لگا دوں گا۔ مگر۔۔۔۔۔۔ پہلی بار۔۔۔۔۔۔ میں نے پچھلے کچھ دن اپنا آپ، اپنے آپ کے لیے سنوار نے یا بدلنے کی کوشش کی ہے۔ اور مجھے یہ فیلنگ کافی اچھی لگی ہے۔ کافی پر سکون۔ کامل سی۔ اور میں اس پر فوکس کرنا چاہتا ہوں۔" وہ مسکرایا اور کچن کی طرف جانے لگا۔

"ویری گڈ" ہارون کے منہ سے نکلا تھا۔ وہ اپنے باپ کے پیچھے نہیں بھاگنے والا تھا۔ اپنی خوشی اپنا آپ خوش کر کے ڈھونڈنا چاہتا تھا، اپنے باپ کو خوش کر کے نہیں۔ وہ تیار تھا۔

ہارون اور وہ اب کبھی جدا نہیں ہوں گے۔"انجم" وہ اسے آواز دیتا کچن میں پہنچا، جہاں انجم فریج کا معائنہ کر رہا تھا۔

"انجم"

"جی ہارون" اس نے اپنا دیہان فریج پر ہی رکھا۔

"ہانیہ کو پھر ڈیٹ پر کب لے جا رہے ہو؟" ہارون نے کہا، اور ایک بار پھر جھپٹ کر انجم اس کی طرف مڑا۔

"ہارون، تمہیں، کیسے؟" اسے سمجھ نہ آئی کہ کیا کہے۔

"مجھے کیا انجم، پوری یونی کو پتہ ہے" اس نے مزاح کیا" پر فکر نہ کرو میری جان کے ٹوٹے (ٹکڑے)، میں تمہارے ساتھ ہو، ٹیم انجم، "

"ریئلی؟" انجم کے دل میں ایک امید جاگی تھی۔ ہانیہ اور وہ، ایک ڈیٹ پر، ایک دوسرے کے ساتھ۔

"ہاں آف کورس" ہارون نے انجم کے کندھے پر ہاتھ رکھا" مگر ہانیہ کافی ولوٹائل (volatile) ہے، کافی آرام اور پیار سے یہ سب کرنا ہو گا تمہیں۔" پھر ہارون انجم کو اپنے

آئیڈیاز سنانے لگ پڑا۔ انجم کی نئی زندگی کی شروعات ہو چکی تھی۔ اور ابھی تک اسے اپنی یہ نئی زندگی کافی پسند آئی تھی۔ مگر ماضی کو ہم چھوڑ بھی دیں تو وہ ہمیں نہیں چھوڑتا۔ اتنی جلدی، اتنی آسانی سے تو بالکل بھی نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کل ساری رات پولیس اسٹیشن میں ہلچل مچی رہی تھی۔ فیس کلر نے اپنا اگلا وکٹم اغوا کر لیا تھا اور اب ان کے پاس اسے بچانے کو زیادہ سے زیادہ دو ہفتے تھے۔ اغوا ہونے والے کا نام ضامن تھا۔ ضامن کے باپ اس شہر کے کاروباری حلقے کے اوپری حصے سے تعلق رکھتے تھے۔ ایسے لوگ اکثر ڈونیشن اور گفٹس کے نام پر آئی جی سے شروع ہو کر ایس ایچ او تک، پولیس افسران کو رشوت دیتے رہتے ہیں۔ سو پولیس پر پریشر کافی زیادہ تھا۔

پولیس نے مکمل چھان بین ایک رات میں ہی کر لی۔ کل دوپہر اسے آخری بار دیکھا گیا تھا جب وہ اپنے گھر اپنے جوتے بدلنے آیا تھا۔ اس سے پہلے وہ اٹھتے ساتھ ہی ایک کیفے چلا گیا تھا۔

اس سے زیادہ اس نے اگر کوئی کام کیا تھا تو اس کا کوئی ثبوت یا گواہ موجود نہیں تھا۔ کیفے میں اس کی کسی ویٹر سے ان بھن بھی ہوئی تھی، اور فی الوقت وہ ویٹر اسٹیشن میں موجود تھا۔ مگر اسے کچھ معلوم نہیں تھا۔

آمنہ کے آفس میں کچھ دیر پہلے ایک آئی ٹی اہل کار داخل ہوا تھا۔ اغوا ہوئے لڑکے، ضامن کے لیپ ٹاپ پر آئی ٹی والوں کو کچھ ملا تھا۔ فی الوقت آمنہ اپنی کرسی پر بیٹھی تھی، میز کے اس طرف پڑی کرسی پر آئی ٹی اہل کار بیٹھا تھا، اور ٹیبل کی دائیں طرف غلام بخش کھڑا تھا۔

"میم یہ ایپ جو ہے اسے کافی طاقت ور حفاظتی سافٹ ویئر سے چھپایا گیا تھا" آئی ٹی اہل کار کی داڑھی مولولوں جیسی مگر کپڑے انگریزوں جیسے تھے" یہ ایپ ڈارک ویب کو ایکسس کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ میرا اندازہ ہے کہ اسی ایپ کے ذریعے کلر اپنے وکٹمز سے رابطہ کرتا ہے"

"مگر یہ ایپ دوسرے وکٹمز کے لیب ٹاپ پر نہیں تھیں" غلام بخش نے اسے ٹوکا تو اس نے ایک کینہ طور نظر غلام بخش پر ڈالی۔

"وہ اس لیے کیونکہ یہ جو کوئی بھی ہے آئی ٹی کا ایکسپرٹ ہے۔ یہ ایپ جس سافٹ ویئر میں چھپائی گئی تھی، اس میں ایک وائرس کا کوڈ بھی موجود ہے، جسے ریموٹلی مطلب کہیں سے بھی چلایا جاسکتا ہے، یہ وائرس اس ایپ کے سارے نام ونشان مٹا دیتا ہے"

"مگر اس بار اس نے ایسا نہیں کیا" آمنہ نے اس سے سوال کیا۔

"ظاہر ہے" آئی ٹی اہل کار اکثر مغرور ہوتے ہیں، ان کے لیے دنیا بے وقوفوں سے بھری پڑی ہے، مگر آمنہ نے اس کی بات نظرانداز کردی۔ اسے لوگوں کے نفسیاتی مسلے تنگ نہیں کرتے تھے۔

"تمیز سے بات کرو" غلام بخش کا حساب مختلف تھا۔

"سوری" آئی ٹی اہل کار نے روکھا روکھا کہا۔

"اچھا تو اس ایپ سے آپ کو کیا ملا ہے؟" آمنہ نے سوال کیا۔

"میم اس ایپ پر بس ایک ہی ویب ایڈریس کا استعمال کیا گیا ہے" وہ لیپ ٹاپ پر کچھ ٹائپ کرتے ہوئے بولا "ڈارک ویب پر اکثر ویب سائٹ کا ایڈریس بدلتا رہتا ہے، جیسے فیس بک کی ویب سائٹ فیس بلاک بن جائے۔ اس ایپ پر جو ایڈریس، یا ویب سائٹ ہے اس

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

کے کافی سارے پیجز یا صفحات تھے، میرا انداز ہے فیس بک کی طرح، مگر اب میں اس لیپ ٹاپ سے اس ویب سائٹ کا بس ایک ہی پیج ایکسس کر پا رہا ہوں۔ ضرور اس ویب سائٹ کے مالک یعنی کلر نے، اس لیپ ٹاپ پر پابندی لگا دی ہے یا باقی سارے پیجز کو نئے ایڈریس پر منتقل کر دیا ہے۔"

"اور وہ پیج کونسا ہے؟ جواب بھی کھل رہا ہے" آمنہ نے سوال کیا تو آئی ٹی اہل کار نے لیپ ٹاپ کی سکرین اس کی طرف کی۔

"ایک چیٹ لنک ہے میم، کسی ایم ایم (MM) نامی کانٹیکٹ کے ساتھ" وہ ایک بڑی سفید رنگ کی سکرین تھی، جس کے نیچے چھوٹی سی فیلڈ میں لکھنے کا آپشن تھا۔

"آپ نے کانٹیکٹ کرنے کی کوشش کی؟" آمنہ نے اس سے سوال کیا۔

"یس میم، مگر یہ جو لکھنے والی فیلڈ ہے، اس پر ابھی لکھا نہیں جا سکتا۔ مجھے جتنا سمجھ آیا ہے یہ کلر کے میسج آنے کے بعد آن ہو جائے گی" اس نے گہری سانس لی" فی الحال تو اس ویب سائیٹ کا مالک آف لائن ہے مگر۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"مگر وہ بہت جلد ہم سے کانٹیکٹ کرے گا، اسی لیے تو اس نے یہ لنک یہاں چھوڑ دیا ہے" غلام بخش خود کو روک نہیں پایا تھا۔ "میڈم آپ کا اندازہ صحیح نکلا۔ وہ ہم سے کانٹیکٹ کرنا چاہتا ہے۔ اور اس بے وقوفی میں اس نے اپنا اغوا کا طریقہ کافی حد تک ہمیں پتہ دیا ہے۔" اس نے آمنہ کو سراہا۔

"یہ بات پریس میں لیک کر دو،" آمنہ مسکراتے ہوئے بولی "پوری دنیا کو اس کے طریقہ کار سے آگاہ کر دو۔ چھوٹی سے چھوٹی ڈیٹیل"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسمہ چنگیز عالم کی آنکھوں میں اس صبح روشنی پڑی تو وہ کراہتی ہوئی اٹھی تھی۔ بڑھتی عمر کے ساتھ ہر روز اٹھنا ناممکن سا لگتا تھا۔ ملازمہ انھیں دن کے لیے تیار کرنے کو ان کے پاس کھڑی تھی۔ آج ان کے لیے ایک بڑا دن تھا۔ ملازمہ انھیں واش روم میں لے کر گئی، انھیں نہلوایا، دانت صاف کروائے، کپڑے پہنائے۔ پھر ملازمہ کے سہارے وہ ڈائننگ ہال میں

آگئی۔اس ہال میں پڑا ٹیبل بہت بڑا تھا۔کسی زمانے میں ان کے شوہر نے اپنے بچوں اور ان کے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر کھانے کو بنوایا تھا۔

"ہائے اے زندگی"اپنی روٹین کے مطابق انھوں نے اس بڑے ٹیبل کو سہلاتے ہوئے زندگی کا گلہ کیا۔

پھر ہیڈ چیئر پر جا کر بیٹھ گئیں۔ملازم کھانا لے آئی۔ایک عدد انڈہ اور ٹوسٹ۔اسمہ نے ابھی ٹوسٹ کا ایک ہی نوالا منہ میں ڈالا تھا جب ان کا بیٹا وہاں آ پہنچا تھا۔

ارحم چنگیز عالم۔انجم کا ماموں۔اور اسمہ چنگیز عالم کا واحد بیٹا۔

"ارحم"وہ اسے دیکھ کر خیران ہوئیں"تم یہاں کیسے؟"

"بس کریں"اس نے ڈائننگ ٹیبل پر زور سے ہاتھ مارے،ملازم ڈر گئے مگر اسمہ نے ٹوسٹ منہ میں ڈالا اور بے اثر کھاتی رہی"وہ فائل مجھے واپس کریں"

"کونسی فائل"معصومیت سے سوال کیا۔

"وہی فائل جو آپ کا نواسا چرا کر لایا ہے"اس کا غصہ قابو سے باہر تھا۔وہ فائل بہت اہم تھی۔

"اوہ اچھا وہ فائل" جھٹلانے کا کوئی فائدہ نہیں تھا "وہ اب میرے پاس ہے"

"امی آپ جانتی ہیں کہ -"اسمہ نے اسے انگلی دکھائی۔ایک منٹ۔

"لائبہ" ملازمہ کو آواز دی "کافی کے کر آؤ ذرا میرے بیٹے کے لیے" ملازمہ حکم بجالاتی کافی لینے چلی گئی۔ارحم بھی اپنی ماں کی دائیں طرف بیٹھ گیا۔

"یہ کیا کر رہی ہیں آپ امی؟" وہ پر سکون ہو گیا تھا، یا شاید پہلے کا غصہ بس ایک ناٹک تھا "کیوں اس بچے کی زندگی تباہ کر رہی ہیں۔میں اسے چوری کے جرم میں-"

"پہلی بات تو یہ ارحم" انھوں نے اس کی بات کاٹی "کہ انجم کے خلاف تمہارے پاس اگر کوئی ثبوت ہوتا تو تم یہاں نہیں ہوتے، اور وہ جیل میں ہوتا" کافی آگئی تھی، ارحم نے کافی پکڑی تو اسمہ نے اسے پینے کا اشارہ کیا "دوسری بات یہ کہ میں اس کی زندگی برباد نہیں کر رہی میری جان، میں اپنے شوہر کی سلطنت کو ایک قابل جانشیشن دے رہی ہوں۔"

"مگر میرا جانشین میرا بیٹا ہونا چاہیے "اس کی آواز پھر اونچی ہونے لگے تھی۔

"کون "انھوں نے ٹوسٹ منہ میں ڈالا "اوہ۔۔۔وہ ارسلان۔ "اسمہ پاگلوں کی طرح ہنسنے لگی۔ارحم کو اس ہنسی سے نفرت تھی۔یہ ہنسی ظالم تھی۔"کیا تمہیں سچ میں لگتا ہے کہ وہ اس سلطنت کو سنبھال سکتا ہے؟"

ارحم نے کوئی جواب نہیں دیا۔تو اسمہ پھر ہنسنے لگی۔

ارحم غصے سے اٹھا۔وہ یہ ہنسی مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔"میں آپ کو کامیاب نہیں ہونے دوں گا"وہ اسے دھمکی دے کر وہاں سے چلا گیا۔کافی آدھی رہ گئی تھی۔اسمہ نے اپنا کپ سائیڈ پر رکھا اور ارحم کے کپ سے کافی پینے لگی۔وہ ارحم سے بہت محبت کرتی تھی۔مگر افسوس کے ارحم میں وہ قابلیت نہیں تھی،جو اسمہ کے مرحوم شوہر میں تھی،جو شادی سے پہلے اس کی بیٹی آسیہ میں تھی،یا جواب اس کے نواسے انجم میں اس نے دیکھ لی تھی۔اس سلطنت کا جانشین تو انجم ہی بنے گا۔اس نے عہد کیا اور ملازم کو فون لانے کا اشارہ کیا۔

انجم کا لنک کھولا اور اسے میسج کیا

"ہمیں ملنے کی اب اشد ضرورت ہے لیکن آج نہیں کل۔" آج اسمہ کو ایک خاص کام کرنے جانا تھا، اس کے لیے یہ سلطنت اہم تھی، بہت اہم، مگر اسمہ چنگیز عالم کی پہلی اور سب سے اہم محبت اسمہ چنگیز عالم تھی، اور اسے اج جو کرنا تھا وہ اس کے لیے تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسمہ کے فون سے نکلا میسج، برقی لہروں پر سفر کرتا ایک حسین کیفے کے اندر داخل ہوا تھا۔ اس کیفے کے ایک میز پر انجم اور ہارون بیٹھے تھے۔اس میسج نے اپنا ٹارگٹ دیکھا تو انجم کے فون کی طرف چل دیا۔اور اسی لمحے انجم کا فون بجا تھا۔

"جگہ اور وقت" اس نے بس یہ لکھا۔کچھ دیر بعد وہ میسج پڑھ لیا گیا، مگر اس کا جواب نہیں آیا۔آج اس کا جواب آنا بھی نہیں تھا۔انجم کو جواب کا انتظار کرنا پسند نہیں تھا۔اس کا تیز دماغ اندازے لگانے لگ جاتا تھا۔اور عذاب تو یہ ہے کہ وہ اندازے کبھی بھی اچھے نہیں ہوتے تھے۔ہمیشہ ڈراؤنے خدشے ہی ہوتے تھے۔

"اوہ مائی گاڈ" ہارون کی پرجوش آواز نے انجم کی سوچوں کا فسوں توڑا۔

"کیا؟" انجم پریشان ہو گیا۔

"وہ دیکھو، وہ دیکھو" اس نے آنکھوں سے ایک ٹیبل کی طرف اشارہ کیا تو انجم کی نیلی آنکھیں اس ٹیبل کی طرف مڑیں۔اور ایک لمحے کو انجم کوی نیلی آنکھیں اس کی نیلی آنکھوں سے ملیں تھیں۔

پولیس کا یونیفارم پہنے، بال اونچی چوٹی میں باندھے انسپکٹر آمنہ اسے اپنی اپنی سی لگی تھیں۔وہ آمنہ کو جانتا تھا۔انجم اپنے ہر دشمن کو جانتا تھا۔مگر نا جانے کیوں آمنہ اسے ہمیشہ اپنی اپنی لگتی تھی۔

"انسپیکٹر آمنہ" انجم کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"یس، انسپکٹر آمنہ" ہارون کا چہرا سرخ پڑ رہا تھا"اومائی گاڈ یار، میں اس کا اتنا بڑا فین ہوں، یہ فیس کلر کو پکڑ رہی ہے، اور تمہیں پتہ ہے یہ ہماری فیلڈ سے ہی ہے"

"کرمنل پیتھالوجی" آمنہ پر نظر جمائے انجم نے اس کی بات پوری کی۔

"ہاں یار پیتھالوجی سے" ہارون تو پھولے نہیں سما رہا تھا"اور پیاری بھی کتنی ہے یار"

"تو جاؤ نمبر شمبر لے لو" انجم نے آمنہ کو گھورنا چھوڑا اور ہارون کو دیکھنے لگا "آئی مین مانا کہ وہ پولیس والی ہے، مگر تم سیاستدان کے بیٹے ہو تمہیں پولیس سے کیا مسلہ ؟"

"اوہ یار، پولیس کی بات نہیں ہے، مگر وہ ہے بھی تو Kugar (زیادہ عمر والی دلکش عورت) نا اور میں ابھی اپنی ہم عمر لڑکیوں میں ہی انٹرسٹڈ ہوں"

"کوگر کہاں ہے وہ" انجم نے نے پھر اس کی طرف دیکھا تو آمنہ کو اپنی طرف دیکھتا پایا۔ ہارون نے ڈر کا نظریں چرا لیں۔ مگر انجم کے چہرے پر جذبات کے مجمعے کا سایہ ابھرا۔ اس کی شخصیت بدلی۔ چہرے پر مسکراہٹ آئی، سر کو خم دے کر، کپ اٹھا کر اس نے آمنہ کو سلام کیا۔ آمنہ نے بھی اسی طریقے میں جواب دیا۔

"پتہ نہیں وہ کیا سوچ رہی ہو گی" ہارون شرم سے پانی پانی ہو رہا تھا۔

اور اس میز پر بیٹھی آمنہ جو ناشتہ کرنے آئی تھی، سوچ رہی تھی کہ ضرور اسے ٹی وی پر دیکھ کر یہ نوجوان لڑکے اس کے عاشق ہو گئے ہوں گے۔ ٹیپیکل پاکستانی ذہنیت۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رامش نے بالآخر انجم کو یونی میں ڈھونڈ ہی لیا تھا۔

وہ بھاگتا انجم کی طرف بڑھا تھا۔

"بہت اچھا کیا انجم،"ہانیہ انجم کو تسلی دے رہی تھی"اب اپنے پر پھیلاؤ اور اڑ جاؤ، لٹل برڈ، اڑ جاؤ"

رامش کو وہاں آتا دیکھا تو ہارون اور ہانیہ اسے وہیں چھوڑ کر چلے گئے۔وہ گول گراؤنڈ کے کنارے پر کھڑے تھے۔

"بھائی آپ گھر کیوں نہیں آئے کل؟"رامش نے سلام دعا کے بعد سوال کیا۔

"رامش"اب انجم اسے کیا بتائے؟اور کیسے بتائے؟"اب میں گھر نہیں آؤں گا۔"

"مگر۔"وہ سوال کرنا چاہتا تھا۔ریحان پبلک میں تماشا کرنے سے نہیں ڈرتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اگر مگر کچھ نہیں رامش "انجم کی آواز میں ایک پختہ پن تھا، "میری کچھ چیزیں ہیں۔ میں تمہیں لسٹ اور اپنا ایڈریس سنڈ کروں گا، وہ چیزیں وہاں لا دینا پلیز۔ ابھی مجھے پروفیسر جاوید کی طرف جانا ہے۔ انھوں نے فائنلی ہمیں سلیکٹ کر لیا ہے۔ اصل عذاب تو ابھی شروع ہو گا۔ "وہ مسکراتا وہاں سے چلا گیا تو رامش نے سوچا ابھی نہیں تو جب وہ بعد میں انجم کو ملے گا تب صحیح۔

دور جاتا انجم بھی تو یہی چاہتا تھا۔ اسے پتہ تھا کہ وہ رامش کو سوال کرنے سے نہیں روک سکتا تھا۔ مگر یہاں نہیں، تماشا گر لگنا ہی ہے تو گھر کی چار دیواری میں بہتر ہے۔ نوٹیفیکیشن کی ٹیون بجی تو انجم نے اپنا فون نکالا۔ نیوز الرٹ "فیس کلر کا طریقہ اغوا پولیس کو پتہ چل گیا۔ "ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر دھر آئی۔ اب ایک نیا کھیل شروع کرنے کا وقت آگیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماسٹر مائنڈ (انجم) سے ملاقات کے دوران وہ بے ہوش ہوا تھا۔ جب ہوش آیا تو ضامن کی آنکھوں کے گرد اندھیرا تھا۔ شاید اس کی آنکھوں کے گرد کپڑا باندھا گیا تھا۔ جیسے جیسے حواس بحال ہوئے اس نے ہلنے کی کوشش کی۔ مگر وہ نہیں ہل سکا۔ ضرور اسے باندھا گیا تھا۔ وہ محسوس کر سکتا تھا کہ وہ بیٹھا ہوا ہے۔ اس کے منہ، ہاتھ، اور پاؤں کرسی کے ہتھوں کے ساتھ باندھ دیے گئے تھے۔ اس نے چلانے کی کوشش کی، مگر منہ پر پڑے کپڑے کے باعث آواز نہ نکلی۔ اس نے ہلنے کی بہت کوشش کی مگر بے سود۔ رسیاں کس کے باندھی گئی تھیں۔

کئی گھنٹے گزر چکے تھے۔ اسے بھوک لگی تھی۔ پیاس لگی تھی۔ اس کا رونے کو دل چاہتا تھا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ فیس کلر کے چنگل میں پھنس گیا تھا۔

اسے چھت سے کسی کے قدم پٹخنے کی آواز آئی۔ وہ ہلنے لگا۔ چلانے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر بس ہممم کی آواز ہی نکلی۔ کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے کی آواز آئی تھی۔ کوئی سیڑھیاں اتر رہا تھا۔ ضامن کو لگا کہ وہ بیس منٹ میں ہے۔ کسی نے کوئی بٹن دبایا۔ وہ بندھی آنکھوں سے بھی روشنی محسوس کر سکتا تھا۔

اسے قدموں کی آواز اپنے پاس آتی محسوس ہوئی۔ وہ اس وجود کو محسوس کر سکتا تھا۔

Club of Quality Content

"ہائے" یہ انجم کی آواز تھی۔ ضامن کی دھڑکن تیز ہو گئی تھی۔ اس نے اپنے چہرے پر انجم کا ہاتھ محسوس کیا تو اچھلنے لگا۔ "ہممممم ہمم ہمم"

"اوشٹ اپ" انجم کی پر سکون آواز گونجی تھی۔ "ریپ نہیں کرنے والا میں تمہارا۔ اور اگر تم مجھے تنگ نہیں کرو گے تو تمہیں چوٹ بھی نہیں پہنچے گی۔ اوکے"

ضامن نے ہاں میں سر ہلایا۔

"اب میں تمہارا منہ کھولوں گا۔ تاکہ تم پانی پی لو۔ اگر چلاؤ گے تو میں تمہاری زبان کاٹ دوں گا۔ سمجھ گئے؟"

ضامن نے پھر ہاں میں سر ہلایا۔ اس نے فیس کلر کے وکٹمز کی تصاویر دیکھی تھیں۔

اس کے منہ سے کپڑا ہٹایا گیا تو وہ منہ کھول کر سانس لینے لگا۔ "اچھا اب میں سٹرا لا رہا ہوں، منہ کھولو" انجم نے اسے بچوں کی طرح ہدایت دی تو ضامن نے اپنا منہ کھولا۔ سٹرا اس کے منہ میں آیا ہی تھا کہ اس نے ہونٹ بند کیے اور زور زور سے پانی کھینچنے لگا۔ اسے سخت پیاس لگی تھی۔ وہ اتنی تیزی سے پانی پی رہا تھا کہ وہ کھانسنے لگا پڑا۔

اور تھرام۔

انجم نے اس کے چہرے پر تھپڑ مارا تھا۔ "کہا تھا نا، آواز نہ آئے" اس سے پہلے کہ ضامن کچھ کہتا انجم نے اس کا منہ پھر باندھ دیا۔ ضامن کو تصویر کھینچنے کی آواز آئی۔ پھر قدم دور جاتے سنائی دیے۔ کوئی شاپر کھولنے کی آواز آئی۔ بریانی کی خوشبو۔ "یہ تمہیں ضرور ملتی" انجم نے کہا "مگر تمہاری آواز نکلی، تو آج بھوکے ہی رہو" بٹن دبا۔ کوئی سیڑھیوں پر اوپر چڑھا۔ ضامن کی گال میں درد تھا اور آنکھوں میں آنسو، آزاد ہونے کی کوشش کرنے کی اب اس میں ہمت نہیں رہی تھی۔

انجم اوپر پہنچا اور بیس منٹ کا دروازہ بند کر دیا۔ لاؤنج میں پڑے ایل شیپ صوفوں پر بیٹھا۔ فون پر ڈارک ویب کھولا اور ضامن کا چیٹ لنک کھولا۔ ضامن کی فوٹو وہاں سینڈ کر دی۔ پھر ایک میسج سینڈ کیا۔

"مس آمنہ، یہ وہ ظالم ہے جسے آپ نے بچانا ہے، اس جانور کا میں ایک بڑا ہولناک راز بہت جلد کھولوں گا۔ پھر دیکھوں گا کہ آپ، یا اس ملک کے لوگ اسے بچانا چاہتے ہیں یا ---------"

"اوہ، ایک اور بات یہ میسج میڈیا کو بھی پہنچ جائے گا تو جس طرح میرے اغوا کا طریقہ انھیں پتہ ہے، ویسے ہی آپ کی اور میری باتوں کا بھی انھیں پتہ ہو گا"

"اوہ، ایک آخری بات، آپ میسجز ابھی مجھے نہیں سینڈ کر سکے گیں۔ مگر بہت جلد۔ جیسے ہی ضامن کی موت واقع ہو گی، آپ کو ٹیکسٹ بھیجنے کی اجازت مل جائے گی، یا شاید آپ مجھے پکڑ لیں۔ کسے پتہ کہ ہماری پہلی گفتگو ٹیکسٹ پر ہوتی ہے، یا فیس ٹو فیس۔"

پھر اس نے فون بند کر کے سائیڈ پر پھینک دیا۔ آنکھیں بند ہوئیں۔ لب مسکراہٹ میں ڈھل گئے۔ ایک نیا کھیل شروع ہو گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس رات وہ اپنے اپارٹمنٹ میں اکیلا تھا۔ ہارون کسی کام سے اپنے گھر گیا ہوا تھا۔ انجم فیس بک پر بے مقصد سکرولنگ کر رہا تھا جب اسے اپنے ماموں کی کمپنی سے ایک ای میل آیا تھا۔ اس نے ای میل کھولا تو وہ حیران ہو گیا۔ یہ دو ہفتوں بعد ہونے والی ایک پارٹی کا ای وائٹ

(آنلائن دعوت نامہ) تھا۔اس پارٹی کی گیسٹ لسٹ میں پاکستان کے بڑے بڑے بزنس مین تھے۔اور انجم کا خاندان بھی۔یہ اس کے ماموں کیا چال جل رہے تھے۔اس کا دماغ اندیشوں کے سمندر میں ڈوبنے ہی لگا تھا جب دروازے پر ہوئی دستک نے اسے بچالیا۔

وہ رامش تھا جو انجم کی چیزیں لے آیا تھا۔کپڑے،ٹوتھ برش،ہیڈ فونز،کچھ کاغذات۔

"رامش چائے پیو گے"چیزوں والا بیگ سائیڈ پر رکھ کر انجم نے سوال کیا۔

"چائے؟"رامش خیران ہوا"بھائی آپ کو کیا ہو گیا ہے؟گھر میں امی بیمار پڑی ہیں اور آپ کو چائے کی پڑی ہے۔ایسا کیا ہو گیا جو آپ اس گھر سے نکل اۓ؟"

"تمھیں نہیں پتہ کہ اس گھر میں میرے ساتھ کیا ہوتا ہے؟"انجم کی آواز میں ملال تھا۔

"بھائی مگر۔ابا کی عادت ہے۔امی نے ایسا کیا کر دیا"رامش اس کے سوااب اور کیا کہتا۔

"تمھیں یاد ہے بچپن میں جب رمشہ کو نیا نیا موبائل ملا تھا"انجم نے ماضی کا قصہ چھیڑا، رامش نے مداخلت نہ کی"اور اسے ویڈیوز بنانے کا بھوت چڑا تھا۔تو وہ ایک چوہے کی ویڈیو بناتی تھی۔اسے ایک وہیل پر بھگاتی تھی۔اور وہ بھاگتا جاتا تھا،بھاگتا جاتا تھا،ایک ان دیکھی منزل کی طرف۔"

"ہاں بھائی مجھے یاد ہے" اسے سمجھ نہیں آرہی تھی کہ انجم یہ بات کیوں کر رہا تھا۔

"تمہیں یاد ہے رامش مجھے کتنا غصہ آتا تھا اس حرکت پر" رامش کو لگا کہ انجم کی آنکھوں میں آنسو تھا" جانتے ہو کیوں آتا تھا؟"

"کیونکہ وہ ظلم تھا بھائی" رامش افسردہ ہو گیا تھا" ان چوہوں کو لگتا تھا کہ محنت کے بعد وہ آزاد ہو جائیں گے، مگر ایسا نہیں ہوتا تھا، کیونکہ وہ غلط راستے پر بھاگ رہے تھے، ان کا چنا راستہ غلط تھا۔ اور اس راستے پر انھیں رمشہ لگاتی تھی۔"

"امی نے بھی میرے ساتھ ایسا ہی کیا ہے۔"

"کیا مطلب؟"

انجم جواب دینے لگا تھا جب دروازہ زور سے بجنے لگا۔ دروازہ کھٹکھانے والا غصے میں لگتا تھا۔ رامش دروازے کے پاس تھا۔ وہ دروازے کی طرف ہوا۔ انجم بھی اس کے پیچھے نکلا۔

رامش نے دروازہ کھولا تو وہ وہیں ساکت جامد ہو گیا۔

اس کا باپ ریحان علی خان، رات کے اس وقت انجم کے گھر آیا تھا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

یہ اس وقت کی بات ہے جب انجم کو یونی میں داخلہ مل گیا تھا۔انجم کی خوشی کی حد نہیں تھی۔رات کا انتظار کرنا اب عذاب تھا۔ریحان کو وہ اسی وقت بتانا چاہتا تھا۔مگر وہ ریحان کو کام کے دوران ڈسٹرب نہیں کر سکتا تھا۔سو اسے انتظار کرنا تھا۔یہ ظالم وقت، جب اسے تھامو تو بھاگتا ہے،اور جب بھگاؤ تو گلے پڑ جاتا ہے۔

رات آئی تو وہ بھاگتا نیچے صحن میں رکھی چارپائی پر بیٹھ گیا۔ابا بہت جلدی آئیں گے۔آسیہ، رامش،رمشہ سب خوش تھے۔مگر انجم کو ان کی خوشی نہیں چاہیے تھی۔اسے ریحان کی خوشی چاہیے تھی۔ریحان اپنے وقت پر آیا۔

"سلام ابا"انجم سے روکا نہیں گیا۔

"آج بڑے دانت نکل رہے ہیں تمہارے"ریحان نے اکھڑا اکھڑا سا کہا۔

"وہ مجھے یونی میں داخلہ مل گیا ہے"اس نے پرجوش اعلان کیا۔

"اور فیس۔ فیس کیا کرنا ہے" ریحان نے سارے موڈ کی بینڈ بجادی تھی "ہمارے حالات تو پتہ ہیں تمہیں۔ کہا بھی تھا کسی پرائیویٹ کالج میں اپلائی کرلو مگر نہیں لاڈ صاحب کو یونی میں جانا تھا۔"

"اسکالرشپ بھی مل گئی ہے" اس نے خاموشی سے کہا۔اس کی خوشی غائب ہوگئی تھی۔

"بڑا احسان کیا ہم پر" ریحان نے بات ختم کردی "کھانا لاؤ یار آسیہ"

"اچھا" آسیہ اٹھی تو انجم بھی اٹھ گیا۔

"کھانا نہیں کھاؤ گے انجم" آسیہ نے سوال کیا۔

"نہیں امی۔ بھوک نہیں ہے" وہ کہتا اوپر چلا گیا۔

ایسا کیوں ہوتا ہے؟ ہم اتنی خوشی، اتنے مان سے اپنے بڑوں کو اپنی باتیں بتاتے ہیں، اپنی زندگی کے اہم لمحات میں شامل کرتے ہیں۔اور بڑے سمجھتے ہی نہیں ہیں کہ ان کا ایک روکھا جواب، ایک طنز، اونچی آواز میں نکلا ایک جملہ، ہمیں آسمان سے گرا کر زمین میں گاڑھ دیتا ہے۔ عذاب تو یہ ہے کہ ایسا ہمارے بڑے جتنی بار بھی کردیں، دکھ ہمیشہ ایک جتنا ہی ہوتا ہے۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

رامش نے دروازہ کھولا تھا۔سامنے ریحان کھڑا تھا۔پیچھے انجم۔رات کے اس پہر، بنہ بلائے،ریحان کا یہاں آنا کسی طوفان کا اعلان تھا۔

"ابا آپ"ریحان کے منہ سے ٹوٹے الفاظ نکلے"یہاں؟اس وقت؟"

"یہ تو میں تم سے بھی پوچھ سکتا ہوں؟"ریحان نے سپاٹ لہجے میں رامش سے سوال کیا۔

"وہ میں"رامش بوکھلا گیا۔

"میں نے بلایا تھا"انجم اب اس شخص کو دیکھ کر نہیں بوکھلاتا تھا"میرے کہنے پر آیا ہے وہ یہاں۔کیوں؟نہیں آسکتا تھا کیا؟"

ریحان نے انجم کی طرف شدتِ غضب سے دیکھا۔ رامش کو لگا کہ آج یہاں جنگ ہونے والی تھی۔ "تم میں ذرا احساس نہیں ہے" ریحان کی آواز اونچی نہ ہوئی، مگر غصہ بھر پور تھا "تمہاری ماں وہاں تمہاری یاد میں ہلکان ہو رہی ہے اور تم یہاں موجیں مار رہے ہو۔"

"ابا پلیز۔" رامش نے بات ٹالنے کی کوشش کی "کونسی موجیں؟" مگر انجم بھی محاذ کو تیار تھا۔

"شرم اور حیا تو لگتا ہے کہیں بیچ دی ہے تم نے" ریحان کا منہ سرخ ہو گیا تھا "بڑوں سے بات کرنے کی تمیز بھول گئے ہو"

"تمیز سے ان سے بات کرتے ہیں جو اس کے حق دار ہوں" انجم کی آواز نارمل تھی، لہجہ سپاٹ، اور جذبات قابو میں "آپ نے ایسا کیا کیا ہے کہ آپ سے تمیز سے بات کی جائے"

"بے شرم" ریحان چلایا، "چلائیں مت" انجم کی آواز بھی اونچی ہو گئی۔ رامش کا دل بیٹھ گیا۔ اتنے سالوں میں یہ پہلی بار تھا جب اس نے اپنے بڑے بھائی کو چلاتے سنا تھا۔ وہ بھی اپنے باپ کے آگے۔ یا خدا یہ کیا ہو رہا تھا؟

"تمہیں اس لیے پالا تھا کیا ہم نے؟" ریحان چلایا نہیں تھا، کیا انجم کا چلانا اس پر اثر کر گیا تھا" اتنے سال تمہارے نخرے اٹھائے، تمہیں پڑھایا لکھایا، اس قابل بنایا اور تم؟"

"اچھا، بڑا کام نہیں کیا آپ نے؟" انجم کی آواز نارمل رہی، لہجہ البتہ طنزیہ ہو گیا، مگر ابھی وہ رامش کو اپنا سچ بتانے کو تیار نہیں تھا" گورنمنٹ سکولوں میں پڑھایا، تین وقت کی روٹی اور لنڈے کے کپڑوں سے پالا، استعمال شدہ فون، ننھیال بھیک میں ملے لیپ ٹاپس، یونی کی فیس تک تو دینا نہیں چاہتے تھے آپ۔ اور اب مجھ پر سوال کر رہے ہیں۔ ریحان علی خان صاحب (رامش کو انجم کے منہ سے اپنے باپ کا نام سن کر غصہ آیا) جیسے ماں باپ ویسی اولاد"

"ہمم" ریحان کو برا لگا تھا" تم سے اچھے تو رامش اور رمشہ ہیں" اور یہ وہ زخم تھا جسے چھیڑ کر ریحان نے بہت بڑی غلطی کی تھی، انجم کے چہرے پر جذبات کے مجموعے کا سایہ ابھر آیا تھا، اب انجم ریحان پر ہر طرح کا حملہ کرے گا۔

"اچھا" اس نے ہاتھ باندھے، نیلی نظریں ریحان کی بھوری آنکھوں میں گاڑھ دیں

"بڑے فیض مند بچے ہیں نا آپ کے۔ خاص کر کے یہ رامش" انجم نے رامش کی طرف

اشارہ کیا تو وہ ڈر گیا، نہیں بھائی "بڑا ناز ہے نا اس پر آپ کو بڑا فخر ہے کہ یہ یونی جاتا ہے۔"

"بھائی" رامش نے انجم کی بات کاٹی تو اس نے انگلی دکھا کر اسے چپ کروا دیا" جب دو

بڑے بات کر رہے ہوں تو درمیان میں نہیں بولتے "

"مگر۔"

"رامش" انجم نے یوں کہا کہ رامش کی بولتی بند ہو گئی۔ وہ شخص اس کا بھائی نہیں تھا۔

"ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا" انجم کا دیہان ریحان کی طرف ہوا "اوہ ہاں، یہ رامش جو ہے،
اس کی یونی کی فیس بھلا کہاں سے آ رہی ہے؟"

"کیا؟" ریحان کو کچھ سمجھ نہیں آئی۔

"آپ کے بیٹے کی فیس، کون بھرتا ہے؟" انجم نے بچوں کو بتانے کے انداز میں، ہر لفظ پر

زور دیتے پوچھا۔

"اسکالر شپ لگی ہے اس کی" ریحان نے فخر سے اسے منہ توڑ جواب دیا۔ جس پر انجم کی ہنسی چھوٹ گئی۔

"بھائی، پلیز نہیں" مگر انجم رامش کی کہاں سن رہا تھا۔ وہ پاگلوں کی طرح ہنسنے کی سعی کر رہا تھا۔ "اوہ مائی گاڈ، ریحان صاحب، اس کی فیس میں دیتا ہوں، فری لانسنگ سے بنائے پیسوں سے، آپ سے ہم نے جھوٹ بولا تھا تاکہ آپ کی انا پر چوٹ نہ لگا"

"نہیں" ریحان کا سانس تنگ ہو گیا "نہیں تم جھوٹ بول رہے ہو" ریحان کی آواز اونچی ہوئی، مگر انجم کو کوئی فرق نہ پڑا۔

"اچھا، تو پھر پوچھے اس سے، "رامش کی طرف اشارہ کیا "اپنے قابل اور ہوشیار بیٹے سے"

ریحان نے رامش کی طرف دیکھا تو رامش نے نگاہیں جھکا دیں۔ یہ سچ تھا۔

"انجم" ریحان نے بہت سن لیا تھا۔ وہ یہاں اپنی بیوی کے لیے آیا تھا، مگر اب نہیں، اس کی انا پر حملہ کرنے والے شخص کو وہ اپنے گھر میں نہیں دیکھ سکتا۔ "پہلے تم گھر چھوڑ کر گئے

Clubb of Quality Content!

تھے۔اب میں تمہیں اس گھر سے عاق کرتا ہوں۔"اور یہ کہتا ریحان وہاں سے باہر نکل گیا تھا۔

"واٹ دا ہیل بھائی"رامش کی آنکھوں میں گلہ تھا۔انجم کے چہرے پر آیا سایہ گم ہو چکا تھا۔

"رامش-"وہ اپنے بھائی کو روکنا چاہتا تھا،مگر رامش اپنے باپ کے پیچھے بھاگ چکا تھا۔ شاید باپ کے خون کی کشش،آدھے بھائی کے خون کی کشش سے زیادہ تھی۔

انجم کا دل پھٹ رہا تھا۔ریحان کے سامنے تو وہ پہاڑ بن گیا تھا۔مگر اب اس کے اندر آگ لگی تھی۔شاید اس کا بھائی اس سے ہمیشہ کے لیے روٹھ گیا تھا۔اس نے فون نکالا اور ہارون کو کال ملائی۔اسے سب کچھ بتا دیا۔آدھے گھنٹے میں وہ وہاں آن پہنچا تھا۔انجم کے آنسو نکلے تھے۔وہ رویا تھا۔مگر ہارون کے آنے تک اس نے ان آنسوؤں کو چھپا لیا تھا۔وہ ہارون کے سامنے نہیں رو سکتا تھا۔ہارون اس کا موڈ بہتر بنانے کے لیے اسے ہوٹل میں لے گیا۔ہارون کی محبت اور اس کے گھر والوں کی محبت میں کوئی فرق تھا۔شاید اس لیے کہ ہارون کی محبت بے لوث تھی،بے وجہ تھی۔ہارون حقیقی معائنوں میں اسے اپنا بھائی لگتا تھا۔کچھ لمحے بعد

انجم مسکرا رہا تھا۔ہارون نے وہ مسکراہٹ دیکھی تو خوش ہو گیا۔آج انجم کا اس کی پرانی زندگی سے ہر جوڑ ٹوٹ گیا تھا۔ہر کشتی جل چکی تھی۔اب انجم ہارون کا تھا۔بس اب انجم ہانیہ کو سیٹ کر لے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اگلی صبح ہارون سارا راستہ انجم کو پمپ کرتا رہا تھا۔وہ انجم کو مجبور کر رہا تھا ہانیہ سے بات کرنے پر۔

"آخری سال ہے پھر موقع نہیں ملنا"

"وہی کامیاب ہے جو محنت کرتا ہے"

"اب نہیں تو پھر کب؟"

"ہانیہ کو یہ میسنا پن ذرا بھی پسند نہیں"

گویا کہ اپنے پاس موجود ہر ہتھیار ہارون جلال اکبر نے استعمال کر چھوڑا۔انجم کے ہدشے بہر حال ختم نہیں ہوئے تھے۔مگر ہارون کی باتوں میں دم تھا۔شاید اب انجم بھی تیار تھا ہانیہ سے بات کرنے کو۔اسے اپنا بنانے کو۔مگر کیا وہ تیار تھا؟فیصلہ ہوا کہ آج دوپہر لنچ کے بعد انجم ہانیہ سے بات کرے گا۔انجم کی دھڑکن تیز ہوئی۔ہاتھ پیر ڈھیلے پڑ گئے۔وہ چاہتا تھا کہ وقت آج گزرے ہی نا۔تھم جائے۔مگر آج تو وقت کو گویا پہیے لگ گئے تھے۔یہ وقت کم بخت، تھامو تو بھاگنے لگتا ہے۔

دوپہر آ گئی۔کیفے میں دھوپ کے حصار میں پڑے ایک میز پر بیٹھے لنچ بھی ہو گیا۔ہارون اٹھا۔اپنی کرسی پر بیٹھے انجم کے پیچھے کھڑے ہو کر اپنے ہاتھ اس کے کندھے پر رکھے۔

"گڈ لک،اس جنگ کے دوسرے کنارے پر ملیں گے" وہ انجم کو ہمت دیتا وہاں سے چلا گیا۔

"یہ پاگل کیا بات کر رہا تھا؟"ہانیہ نے سوالیہ آنکھوں سے انجم کو دیکھا۔وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔درمیان میں بس ایک عدد پلاسٹک کا میز تھا۔

"وہ وہ ہانیہ مجھے تم سے ایک بات کرنی تھی"انجم نے خود کو کہتے سنا۔

"تو کرو، اپائنٹمنٹ کیوں لے رہے ہو؟" ہانیہ نے مزاح کیا۔

"وہ ام وہ نا مجھے تم، تم اچھی لگتی ہو ہانیہ" انجم کا پورا جسم کانپ رہا تھا۔

"اوہ انجم، میں ہو ہی اتنی کمال، کہ ہر کسی کو اچھی لگتی ہو۔ یہ بھی کوئی کرنے والی بات ہے بھلا؟" ہانیہ نے بال ہلاتے اپنی تعریف کی۔

"نہیں ہانیہ، نہیں، وہ میں" انجم نے گہری سانس کی، آر یا پار "میں تمہیں پسند کرتا ہوں۔ بہت بہت زیادہ پسند، ایک دوست کی طرح نہیں، دوست سے زیادہ، بہت زیادہ" اس نے بات مکمل کی تو خاموشی چھا گئی۔

ہانیہ کو کچھ سنائی نہیں دے رہا تھا۔ کیفے میں موجود سٹوڈنٹس کا شور کہیں غائب ہو گیا تھا۔ انجم نے یہ کیسا پہاڑ توڑا تھا اس پر۔ وہ بھی بس ایک ٹھرکی انسان ہی تھا۔

"شرم نہیں آئی تمہیں" اس نے گم سم سے لہجے میں ہلکا سا کہا

"ہانیہ؟" انجم کا دل بیٹھ گیا۔

"مطلب کہ لڑکی دیکھی نہیں اور لائن مارنا شروع" ہانیہ کی آواز اونچی ہوتی جا رہی تھی

"یعنی ہماری دوستی اس لیے تھی کیونکہ میرا جسم ہاٹ (hot) ہے یا کافی doable ہے، میں

تمہیں اٹریکٹو لگتی ہوں، تمہیں مجھے دیکھ کر کچھ کچھ ہوتا ہے" وہ غصے میں تھی، کھڑی ہو گئی، تماشا کر رہی تھی۔انجم کا دل بیٹھا جا رہا تھا۔وہ تماشوں کا حصہ نہیں بنتا۔

"ہانیہ پلیز میری بات-"اس نے اسے سمجھانے کی کوشش کی مگر وہ کہاں سن رہی تھی۔

"کیا بات سنوں تمہاری،ہاں انجم، مجھے لگا تھا تم مختلف ہو،بہتر ہو ان لوگوں سے"اس نے کیفے میں بیٹھے ہر سٹوڈنٹ کی طرف ہاتھ گھمایا"مجھے لگا تھا کہ تمہیں جسم کی خواہش نہیں تھی، مجھے لگا تھا تمہیں میں اچھی لگتی تھی،میں، میرا دماغ،میری شخصیت، مگر نہیں تمہیں تو میرے جسم کی خواہش تھی"وہ بولے جا رہی تھی اور انجم سنی جا رہا تھا۔صرف انجم ہی نہیں سن رہا تھا۔کیفے میں بیٹھے لوگ بھی سن رہے تھے۔ان کے گرد جمع بھی ہو گئے تھے۔شاید کسی نے ویڈیو بھی بنانا شروع کر دی تھی۔

انجم کو لگا کہ اس کی زندگی ختم ہو گئی تھی۔

اب سب اس کی بے عزتی دیکھیں گے۔

وہ انٹرنیٹ کی میم(meme)بن جائے گا۔

وہ تباہ ہو گیا تھا۔وہ ایک تماشا بن گیا تھا۔

مگر پھر کچھ ہوا۔اس کا دل رک گیا۔اور اس کے دماغ میں ایک خیال آیا۔سب کچھ ہو چکا تھا۔اب پیچھے مڑنے کا کوئی مطلب نہیں تھا۔اس نے اپنا سب کچھ اس لڑکی کے لیے گوا دیا تھا جو اس کے سامنے کھڑی اس پر چلا رہی تھی۔اب جب سب کچھ قربان کر ہی دیا تھا تو کیوں نا اس کو پا بھی لیا جائے جس کے لیے سب کچھ کھویا تھا۔

اس نے دماغ پر زور ڈالا،اور سارے ہدشوں کا گلا گھونٹ دیا۔

ایک مسکراہٹ اس کے چہرے پر دھر آئی۔

"بڑے بے شرم ہو،"ہانیہ اس کی مسکراہٹ دیکھ کر حیران ہوئی۔

"اپنی اپنی ڈیٹس پر واپس جاؤ"اس نے اکٹھے ہوئے ہجوم کو اونچی زبان میں بولا"تم لوگ فرشتے نہیں ہو،یہاں ڈیٹیں مار کر جسم کو پانے کے لیے ہی آئے ہو"کچھ چلے گئے،کچھ وہیں رہے۔مگر انجم کو اب فرق نہیں پڑتا تھا۔اس نے سامنے پڑی کرسی کی طرف اشارہ کیا"آپ کا ہو گیا تو بیٹھ جاؤ"انجم کو اتنا پر سکون دیکھ کر ہانیہ حیران ہو گئی۔یہ کون تھا؟وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ اب کیا ہو گا؟تو وہ خاموش بیٹھ گئی۔

""""اگر میں یہ کہوں کے مجھے تمہارے جسم سے محبت نہیں ہے تو یہ جھوٹ ہو گا۔"اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھا، لہجہ میں اعتماد، ہر ڈر ہر ہدشہ مر چکا تھا"ہاں ہے مجھے تمہارے جسم سے محبت ہے۔ہاں ہے مجھے تمہارے جسم کی چاہت۔ مگر مجھے ایک بات بتاؤ، جب میر تقی میر ہونٹوں کی نزاکت کی بات کرتا ہے، یا جب شاعر حضرات راتوں کو زلفوں کے کھل جانے پر غزلیں لکھتے ہیں، تو کیا وہ روحوں کے ملاپ کی خواہش کر رہے ہیں، یا محبوب کے دماغ کے قصیدے گا رہے ہیں۔"اس کے اس نئے روپ کے آگے وہ لاجواب تھی۔ کیا یہ ہوتا ہے جب ڈیڈی ایشو (برے باپ کے باعث نفسیاتی مسلے) ختم ہو جائیں تو۔

"ہانیہ اس دنیا میں ایسا کوئی نہیں جسے جسموں کی خواہش نہ ہو، مولوی کا بچہ ہو یا ایم این اے کا، یا پھر مولوی صاحب خود ہی کیوں نہ ہوں ہانیہ۔ جسم کی خواہش ہر کسی کو ہوتی ہے۔ انڈین فلموں کو ہی دیکھ لو، پہلی نظر والا پیار جب ہوتا ہے، تب ہیرو کیا ہیروئن کے دماغ کو دیکھ رہا ہوتا ہے، یا اس کی آنکھ، ناک، ہونٹ اور فیگر کو؟ ہانیہ، میں یہ نہیں کہتا کہ مجھے تمہارے جسم کی خواہش نہیں، نہیں بالکل بھی نہیں۔ لیکن ہانیہ "اس کی آواز بھاری ہوئی، ایک اپنائیت، ایک سرور سارے پہ چھا گیا

"اگر مجھے تمہارے جسم کی خواہش ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں کہ مجھے تمہارے دماغ سے، تمہاری شخصیت سے عشق نہیں۔ اگر میں تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں تو اس لئے نہیں کہ تمہارے جسم پر سدا بہار رہے گی، نہیں ہانیہ، میں تمہارے ساتھ زندگی گزارنا چاہتا ہوں کیونکہ تم،" اس نے اپنی نیلی آنکھیں ہانیہ کی سبز آنکھوں میں گھاڑیں "تم سدا بہار بہار رہو گی۔ میری بہار، میری زندگی کی بہار۔"

وہ خاموش ہوا تو ارد گرد کھڑا ہجوم تالیاں بجانے لگا۔ تالیوں کی آواز سے ہانیہ کا فسوں ٹوٹا۔

"واہ انجم تم تو بہت بڑے رومینٹک نکلے" وہ انجم سے بہت متاثر ہوئی تھی۔ مگر وہ ریلیشن شپ کے لیے تیار نہیں تھی۔ ابھی اس کے دل پر پرانے زخم موجود تھے۔ انجم اس سے کئی گنا بہتر ڈیزرو کرتا تھا۔ وہ کھڑی ہو گئی۔

"ہانیہ" اس نے بڑی امید سے اسے دیکھا۔

"آئی ایم سوری انجم" ہانیہ کا دل بیٹھا جا رہا تھا "آئی ریئلی ایم" وہ کہتی وہاں سے بھاگ گئی۔
انجم ایک زخمی مسکراہٹ ہونٹوں پر سجائے اسے دیکھتا رہا۔ آج نہیں تو کل صحیح ہانیہ، اب انجم چنگیز عالم تمہیں پا کر ہی رہے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آسمان پر چڑھے سورج کی آنکھیں اس چھوٹے سے گھر کے صحن میں بیٹھے رامش کو دیکھ رہی تھیں۔ریحان نے کل انجم کے گھر سے واپس آنے کے بعد کوئی بات نہیں کی تھی۔یہ وہ آتش فشاں تھا جو بہت غلط وقت پر پھٹنا تھا۔

آج رامش یونی نہیں گیا تھا۔آسیہ کی حالت ایسی نہیں تھی کہ اسے اکیلا چھوڑ جا سکے۔انجم گھر چھوڑ گیا تھا،ریحان کا پارا ہائی تھا اور رمشہ کو موبائل فون سے فرصت نہیں ملتی تھی۔ایسے میں رامش کو ہی سب کچھ سمبھالنا تھا۔وہ چارپائی پر بیٹھا یوٹیوب پر وقت ضائع کر رہا تھا جب اسے ماموں کی کمپنی سے ای میل آیا تھا۔وہ ایک آنلائن دعوت نامہ،ایک پارٹی کا جو ایک ہفتے بعد ہونی تھی،اور رامش کے سارے خاندان کو بلایا گیا تھا۔رامش کو پتہ تھا کہ اس کی ماں کبھی بھی اس پارٹی میں نہیں جائے گی۔مگر اسے جانا تھا۔ہم جتنے بھی بڑے ہوں جائیں،

بچپن کی خواہشیں نہیں بھول سکتے۔ وہ اٹھا اور اپنے ماں کے کمرے میں چل دیا۔ وہ بتیاں بند کر کے بیڈ پر لیٹی ہوئی تھی۔

"ارے آؤ رامش "رامش کو دیکھ کر وہ بہ مشکل بیٹھی۔

"امی "ایک لمحے کو وہ ہچکچایا" وہ ماموں نے ہمیں اپنی ایک پارٹی پر بلایا ہے"

"کیا؟"

"وہ مجھے میسج آیا ہے، ایک ای وائٹ، ای وائٹ آنلائن دعوت نامہ۔"

"مجھے پتہ ہے ای وائٹ کیا ہوتا ہے" آسیہ کہتی کھڑی ہونے لگی۔

"امی آپ کی طعبیت خراب ہے" رامش اس کی طرف بھاگا۔

"ٹھیک ہوں میں رامش "اس کی آواز میں کمزوری اور غصہ تھا۔" بہت رولیا میں نے۔ انھوں نے غلط عورت سے پنگا لیا ہے"

"امی؟"

"ایک زمانہ تھا رامش، تمہارے ماموں کی مجھے دیکھ کر پھٹتی تھی" صدمہ اس کے سر کو چڑھا تھا۔

"امی، یہ اپ کیا کہہ رہی ہیں" رامش کی آنکھیں پھٹی پھٹی رہ گئیں۔

"بہرے نہیں ہو تم رامش۔" وہ اب الماری میں سے کپڑے نکال کر انھیں گندی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی "میرے پاس کوئی بندے کے بچوں والے کپڑے نہیں ہیں۔"

"امی" رامش کو ڈر لگنے لگا تھا۔

"گھبراؤ نہیں میں ٹھیک ہوں۔" اس نے رامش کو تسلی دی "لیکن اگر ہم ان بڑے لوگوں کی پارٹی میں جا رہے ہیں تو بڑے لوگوں والے کپڑے لینا بھی ضروری ہے۔"

"سیریسلی؟" رامش بہت خوش ہوا تھا۔

"خوش مت ہو رامش۔ یہ بڑے لوگ اندر سے خالی ہوتے ہیں۔ ان کے اندر ایک زہر ہوتا ہے، شاید پیسوں سے آتا ہے، یہ زہر انھیں اندر سے کھا چکا ہوتا ہے۔"

"مگر یہ تو ہمارے رشتہ دار ہیں نا امی" رامش نے اپنے ننھیال کا دفاع کیا تو ہانیہ ہنسنے لگی۔ بوڑھی، ٹوٹی پھوٹی ہنسی۔

"تم جانتے ہو تمہارا بھائی ہمیں کیوں چھوڑ کر گیا ہے؟" آسیہ نے اس سے سوال کیا۔

"نہیں"

"کچھ دن پہلے تمہاری نانی جان آئی تھیں مجھ سے ملنے۔۔۔۔۔"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس دن عرصے بعد اسمہ آسیہ سے ملنے آئی تھی۔ رمشہ ان کی باتیں چھپ کر سن رہی تھی اور اسمہ نے آسیہ کو جذبات کی حدود میں انجم کی ولدیت کا راز کھولنے سے روکا تھا۔ رمشہ چلی گئی تو اسمہ نے آسیہ سے ایک اور مشکل سوال کر ڈالا تھا۔

"آسیہ کمپنی میں واپس آؤ گی؟"

"کیا؟" آسیہ حیران ہوئی۔

"میں بوڑھی ہو گئی ہوں، اور میں چاہتی ہوں کہ میری جگہ تم کمپنی کو لیڈ کرو"

"سیریسلی؟" اسے اپنی ماں پر یقین نہیں آرہا تھا۔

"ہاں۔ مطلب تمہیں تھوڑا سا فکس کرنے کی ضرورت ہے۔ مگر میں جانتی ہوں وہ کلر انسٹنکٹ اب بھی ہے تم میں" اسمہ بڑی پر امید لگتی تھی۔

"آئی ایم سوری امی" آسیہ کو اپنی ماں کی امید توڑ کر بہت برا لگا تھا" مگر وہ کمپنی اب ارحم کی ہے، میں اپنے بھائی کا حق نہیں ماروں گی"

"مگر۔" اسمہ نے احتجاج کرنا چاہا۔

"نہیں" آسیہ نے فیصلہ کر لیا تھا۔

"ایک بات تو بتاؤ؟" کچھ لمحے کی خاموشی کے بعد ایک اور سوال۔

"جی امی" کچھ دیر پہلے اپنے شوہر کے دفاع میں ہائپر ہوئی آسیہ اب نارمل ہو چکی تھی۔

"رامش کی فیس کیسے پے کر رہی ہو؟" اسمہ نے آنکھیں گھمائی" میرا مطلب تمہارے شوہر کی تنخواہ اتنی نہیں ہے کہ وہ اتنی بڑی یونیورسٹی میں اپنے بیٹے کو پڑھا سکے۔ انجم کا مجھے پتہ ہے اسکالرشپ لگی تھی، مگر رامش کا کیا حساب کتاب ہے؟"

آسیہ کچھ لمحے خاموش رہی۔ کیا وہ اپنی امی پر بھروسہ کر سکتی تھی۔ اس کے پاس اور آپشن بھی نہیں تھا۔ وہ اپنی ماں کو جانتی تھی۔ جھوٹ بولتی تو پکڑی جاتی۔

"وہ انجم نے نیٹ پر کام کر کے پیسے اکٹھے کیے تھے۔" آسیہ نے بڑی مشکل سے الفاظ نکالے۔

"سیریسلی؟" اسمہ حیران ہوئی۔

"ہاں۔" آسیہ نے جواب دیا۔

"ایمپریسو" اسمہ نے چائے کا گھونٹ بھرا "انجم۔۔۔۔ اگر تم چاہو تو، میری کمپنی میں کام کر سکتا ہے"

"نہیں امی۔" آسیہ نے صاف صاف منع کیا۔ "ارحم اسے وہاں کبھی خوش نہیں رہنے دے گا۔ اور میں نہیں چاہتی کہ میرا بیٹا ساری زندگی ایک عذاب میں پھنسا رہے"

"او کے" مگر اسمہ چنگیز عالم فیصلہ کر چکی تھی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

"مگر امی اس واقعہ سے کیا ثابت ہوتا ہے؟" اپنی ماں کے کمرے میں کھڑا رامش کنفیوزڈ تھا

"رامش" آسیہ نے گہری سانس لی "انجم ریحان کا بیٹا نہیں ہے۔ وہ میرے پہلے شوہر کی اولاد ہے"

"نہیں" رامش اس بات سے انکاری تھا

'اور مجھے لگتا ہے کہ میری ماں نے اسے یہ حقیقت بتائی ہے۔ کیونکہ انھیں انجم چاہیے تھا، اور وہ جانتی تھیں کہ میں کبھی انجم کو ان کے پاس نہیں جانے دوں گی۔ تو انھوں نے میرا اور انجم کا رشتہ تباہ کر دیا"

"نہیں" رامش اس بات سے انکاری تھا۔ اس کی آنکھیں بھیگنے لگی تھیں۔

"مگر اب ان سے لڑنے کی باری آگئی ہے۔ وہ مجھ سے میرا بیٹا نہیں چھین سکتیں۔"

"نہیں" رامش اس بات کو نہیں مان سکتا تھا۔ انجم اس کا بھائی تھا۔

"یہ پارٹی بھی مجھے ان کی چال ہی لگتی ہے۔ مگر فکر نہ کرو، وہ آسیہ علی خان کو expect کر رہے ہیں، آسیہ چنگیز عالم کو نہیں" آسیہ نے سرخ رنگ کی فوراک شیشے میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"نہیں" وہ اس کمرے سے باہر نکل آیا تھا۔ اس کا دم گھٹ رہا تھا۔ انجم اس کا سگّا بھائی نہیں تھا۔ اتنے سارے سوال ایک ساتھ جواب میں بدل گئے تھے۔ اور اتنے سارے رشتے، جذبے پل بھر میں بدل گئے تھے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اسمہ چنگیز عالم اپنے بڑے کمرے میں اپنے بستر پر لیٹی انجم کا انتظار کر رہی تھی۔ اسے یہاں آدھے گھنٹے پہلے پہنچ جانا چاہیے تھا۔ ملازمہ اندر داخل ہوئی۔

"آپ کا نواسا۔"

" بھیجو اسے "انھوں نے اس کی بات مکمل ہی نہ ہونے دی۔

سلام دعا کے بعد وہ ان کے بستر کے سامنے پڑے صوفے پر بیٹھا تھا۔اسمہ ابھی بھی اپنے بستر میں لیٹی تھی۔

"کہیے؟"اس کا لہجہ پر سکون سا تھا۔ضرور آج اس کے ساتھ کچھ اچھا ہوا تھا۔

"میں چاہتی ہوں کہ تم اب میری کمپنی میں کام کرو"

"عالم ان لیمیٹڈ میں؟"انجم نے سوال کیا۔

"ہاں"اسمہ نے جواب دیا۔کمرے میں ایک تناؤ بننے لگا تھا۔

"کیوں؟"انجم نے ٹانگ پر ٹانگ جمائی،اکڑ صوفے سے ٹیک لگالی۔

"کیونکہ تم ایک مجرم ہو،اور میرے پاس ایک عدد فائل ہے جو تمہیں جیل میں بھیج سکتی ہے"اسمہ نے اسے دھمکی دی۔

"اور اگر میں نہ کہوں تو؟"انجم نے اس کا صبر آزمایا۔

کوئی جواب نہ آیا۔آنکھوں میں آنکھوں جمائے وہ ایک دوسرے کو دیکھتے رہے۔

"ایک پرانی کہاوت ہے انجم "اسمہ نے خاموشی توڑی "stickاستعمال کرنے سے پہلے carrotدے کر دیکھو۔"

"مگر آپ نے تو سیدھا دھمکی(stick)دی ہے"اس نے گلہ کیا۔

"اور یہ میری غلطی ہے"وہ مسکرائیں"ہماری کمپنی کا پچھلے سال گروس پرافٹ، ٹیکس اور تنخواہوں کے بعد،ایک سو ملین امریکی ڈالر تھا، جس میں سے پچاس فی صد میرا حصہ تھا۔ پچیس تمہارے ماموں کا،اور پچیس تمہاری ماں کا، لیکن تمہاری ماں کو وہ تبھی مل سکتا ہے جب۔۔۔۔"وہ کچھ سوچنے لگیں"شرائط ہیں کچھ، بہر حال، میں بہت جلد ریٹائر ہونے والیں ہوں، میرے بعد میری جگہ کون لے گا اس کا فیصلہ میں کروں گی،اور میں چاہتی ہوں کہ وہ تم ہو"

"سیریسلی"انجم کا لہجہ بدل گیا تھا۔اسمہ کی کھیلی چال اثر کر گئی تھی۔

"آف کورس"اسمہ نے حامی بھری"مگر شرط یہ ہے کہ تم خود کو ثابت کرو"

"اور اس کے لیے مجھے اپ کا اسسٹنٹ بننا پڑے گا؟"

"کچھ عرصے کے لیے" وہ یوں بولی جیسے یہ بڑی بات ہی نہیں تھا۔

"تو اس لیے آپ نے مجھے میری ماں سے جدا کیا تھا؟" اس کی آواز میں درد تھا۔

"ہاں" کوئی گلہ نہ کوئی پچھتاوا۔

"اور اگر میں نہ کہوں تو؟" اس کی سوئی وہیں اٹکی تھی۔ اسمہ نے تالی بجائی تو ایک ملازمہ حاضر ہوئی۔ انھوں نے اسے اشارے سے حکم دیا تو وہ ایک فائل انجم کو پکڑا کر باہر چلی گئی۔ یہ وہی فائل تھی جو انجم نے چرائی تھی۔

"تم نے یہ فائل پڑھی کیوں نہیں تھی؟" انھوں نے سوال کیا۔

"کیونکہ تب مجھے بس ایک ہی راز جاننا تھا" انجم کا دل جلا۔

"چلو ابھی پڑھو" انجم کی آنکھیں اس فائل کو پڑھتی گئیں اور پھٹتی چلی گئیں۔

"او مائی گاڈ" پڑھنے کے بعد اس کے منہ سے نکلا۔

"آج کے بعد یہ غلطی دوبارہ نہ ہو انجم" اسمہ سمجھ گئی تھی، اب انجم اس کا اسسٹنٹ تھا "جب کبھی بھی انفارمیشن حاصل کرنے کا موقع ہو تو اسے گوایا نہیں کرتے۔"

"یس باس"اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو اسمہ بھی مسکرا گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس شیطانی میلاب سے دور اپنی بہن کو ڈھونڈتا ہارون اپنے گھر پہنچ چکا تھا۔اس نے ہانیہ کا دروازہ زور سے کھولا، مگر ہانیہ نے ری ایکٹ نہیں کیا۔

"کیوں؟"ہارون اس کے بیڈ پر اس کے روبرو بیٹھ گیا۔

"تم جانتے ہو"اس کی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔

"اس واقعے کو ایک عرصہ گزر گیا ہے ہانیہ، موو آن"ہارون اس کی یہ حالت نہیں دیکھ پا رہا تھا۔

"نمرہ احمد کہتی ہیں کہ جب آپ کسی کو چوٹ پہنچاتے ہیں تو آپ اسے اگلے شخص کے لیے مسخ کر دیتے ہیں"ہانیہ نے دھیمی آواز میں کہا،وہ اس قدر افسردہ صرف اپنے جڑوا بھائی

کے آگے ہوا کرتی تھی" میں اب مسخ شدہ ہوں ہارون۔damaged۔ میں انجم کو ڈیزرو نہیں کرتی"

"ہانیہ یہ کیا کہہ رہی ہو" ہارون کا دل جلا تھا۔ اس کی بہن کامل سے بھی بڑھ کر کامل تھی۔

"وہی کہہ رہی ہوں جو سچ ہے ہارون" ہانیہ نے اس سے نظریں چرا لیں۔

"تمہیں یاد ہے جب بابا کا سکینڈل ہوا تھا اور ان کی نازیبا تصاویر لیک ہوئی تھیں" ہارون نے اس سے سوال کیا۔ مگر اس نے کوئی جواب نہیں دیا۔ "جانتی ہو وہ تصاویر فیک کیسے ثابت ہوئی تھیں؟"

"اس کا اس سب سے کیا تعلق ہے؟" ہانیہ تنگ آ گئی۔

"تعلق ہے میری پیاری بہن" ہارون نے مسکرا کر کہا "کیونکہ ان تصاویر کو خراب کرنے والا اور کوئی نہیں بلکہ انجم تھا"

"واٹ؟" ہانیہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

"ہاں۔ ہانیہ وہ تم سے پیار کرتا ہے۔ اور بہت پہلے سے کرتا ہے۔ تمہیں افسردہ اور بجھا بجھا دیکھ کر اس سے برداشت نہیں ہوا تھا اور اس نے—"

"اس نے ایک جرم سرانجام دے دیا" اس کے منہ سے بے ساختہ نکلا تو ہارون نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"ہانیہ وہ جرم نہیں تھا۔ وہ تمہیں بچانے کی اس کی کوشش تھی۔ تم کہتی تھی نا کہ تم اب تب تک کسی کو اپنے دل میں آنے کی اجازت نہیں دو گی جب تک وہ تمہیں ویسے پروٹیکٹ نہ کرتا ہو جیسے میں نے کیا تھا۔ انجم نے تمہیں ویسے ہی پروٹیکٹ کیا تھا۔ ہر حدیں پار کر کر۔"

"مگر۔"

"وہ محبت میں کسی حد کو نہیں مانتا۔ وہ بھی تھوڑا سا میسڈ اپ ہے۔ شاید اس دنیا میں کامل لوگ ہوتے ہی نہیں۔ بس ٹوٹے پھوٹے لوگ ہوتے ہیں، جو ایک دوسروں کی دراڑیں بھر کر ایک کامل انسان کا عمل سرانجام دیتے ہیں۔"

"مگر۔"

"وہ تم سے بہت محبت کرتا ہے ہانیہ، تم بھی تو اس کی بے تحاشہ پرواہ کرتی ہو نا؟"

"ہاں،"

"اور ویسے بھی ہانیہ محبت تو بار بار ہوتی ہے نا۔اور ہر نئ محبت پرانی محبت کے لگائے زخموں کا مرہم ہوتی ہے۔اب انجم تمہارے لیے rebound نہیں ہو گا۔وہ بالکل بھی جواد جیسا نہیں ہے"

ہانیہ کے پاس اب الفاظ نہیں رہے تھے۔شاید اس کا بھائی صحیح کہہ رہا تھا۔شاہد ہم نئ محبت پائے بغیر پرانی محبت کے زخم نہیں بھر سکتے۔شاید محبت کی لگی چوٹوں کو ہیل کرنے کے لیے ایک بار پھر محبت کرنا ضروری تھا۔

"اب میں کیا کروں،"وہ پریشان ہو گئی"انجم تو مجھ سے نفرت کرتا ہو گا"

"ڈونٹ وری ہانیہ"ہارون نے اسے دلاسہ دیا"انجم کو بس ایک گرانڈ جسٹر(grand gester)سے تمہاری محبت کا یقین دلانا ہے۔کرنا تو خیر وہ بھی یہی چاہتا تھا،لیکن مجھے پتہ ہے کہ تمہیں گرانڈ جسٹر ز کتنے زہر لگتے ہیں۔"وہ مسکرا دی۔ہارون اسے اپنا آئیڈیا سنانے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بڑی عمارت اس شہر کے جانے مانے سافٹ ویئر ہاؤس کا ہیڈ کواٹر تھی۔اس کے سی ای او کے دروازے کے سامنے کھڑا انجم اندر آنے کی اجازت کے لیے کھڑا تھا۔کچھ لمحوں بعد سیکرٹری باہر آئی اور انجم کو اندر جانے کا بولا۔

"ارے آؤ آؤ انجم "مسٹر اعظم انجم کی قابلیت کے قائل تھے،موٹا جسم،سانولا رنگ، پچاس سال کی عمر کے باعث جھریوں سے بھرا منہ "میں تمہاری کیسے مدد کر سکتا ہوں؟"

"میں یہ نوکری چھوڑ رہا ہوں۔"اس نے اعظم صاحب پر بم مارا "کانٹریکٹ کے مطابق اگر میں ایک سال سے پہلے نوکری چھوڑتا ہوں تو میں آپ کو دو ہفتوں کا نوٹس دینے کا قائل نہیں ہوں "انجم نے گہرا سانس لیا "لیکن کیونکہ میں آپ کے ساتھ آفیشلی کام کرنے سے پہلے بھی فری لانسنگ کے ذریعے کچھ پروجیکٹس پر کام کر رہا تھا،تو میں دو ہفتوں کا نوٹس دینے آیا تھا آپ کو۔مگر اب میں آفس نہیں آؤ گا۔گھر سے ہی کام کروں گا ان پروجیکٹس پر"

"مگر کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ تم ہمیں کیوں چھوڑ رہے ہو؟"

"عالم ان لیمیٹڈ کے میجورٹی شیئر ہولڈر نے مجھے اسسٹنٹ کی جاب دی ہے۔"اس نے جھوٹ بولنا مناسب نہیں سمجھا۔

"تو میں تمہیں نہیں روک سکتا بے شک میں تمہیں سینیئر ڈویلپر کی تنخواہ اور ٹائٹل بھی کیوں نہ دوں"اعظم صاحب کو پتہ تھا کہ عالم ان لیمیٹڈ کیا بلا تھی۔

"آئی ایم سوری مگر نہیں"

وہ کھڑے ہوئے"then i wish you the best of luck"اس کی طرف ہاتھ بڑھایا۔انجم نے ان سے مصافحہ کیا اور باہر نکل گیا۔اس کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔اس فائل میں ایسا راز تھا کہ اب انجم کو اسمہ چنگیز عالم دھوکا دے ہی نہیں سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجم نے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا تو وہ خیران ہو گیا تھا۔ اپارٹمنٹ کی ساری بتیاں بند تھیں۔ کالے اندھیرے میں موم بتیوں کی مدھم روشنی چھائی تھی۔ اور اس مدھم روشنی کے درمیان وہ کھڑی تھی۔ وہ جس کی سبز آنکھوں نے آج اس کی نیلی آنکھوں کو بہت رلایا تھا۔

"ہانیہ" وہ خیران تھا۔ موم بتیوں کی روشنی میں اس کی آنکھوں میں دیکھتے اس نے بن کہے لاکھوں سوال کر دیے تھے۔

"انجم، یونی کے سٹارٹ میں میں محبت کر بیٹھی تھی" اس کے چہرے پر آیا دکھ، مدھم روشنی کے حصار میں، اسے اور حسین بنا دیا تھا" جواد نے مجھے بہت سخت چوٹ پہنچائی تھی۔ جب تم نے مجھے پرو پوز کیا، تو میں نے سوچا کہ کہیں جواد کا غصہ میں تم پر نکال دوں۔ کہیں اس کے لگے زخموں کی شدت سے تم بھی نہ جلنے لگو۔ مگر، ہارون نے مجھے احساس دلایا کہ میں غلط ہوں"

"ہانیہ میں-"

"مجھے بول لینے دو انجم۔" اس نے گہری سانس لی" میں تم سے ابھی شادی کرنے کا فیصلہ نہیں کر سکتی۔ نہ ہی منگنی کر سکتی ہوں نہ کوئی وعدہ، مگر۔" وہ خاموش ہوئی تو انجم بے تاب ہو گیا۔

"جو بھی ہے ہانیہ کہہ دو، خاموش نہ رہو، نکال دو" انجم کی آواز اس ماحول میں نشہ آور بن گئی تھی۔

"میں ایک ٹیسٹ رن کے لیے تیار ہوں۔ ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ریلیشن شپ میں رہ سکتے ہیں۔ صرف یہ دیکھنے کے لیے کہ ہم compatible ہیں کہ نہیں"

"اوکے" اس نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑا تو ہانیہ نے جھپٹ کر ہاتھ چھڑا لیا۔" جسم اس ٹیسٹ رن کا حصہ نہیں ہو گا انجم۔ اگر انگلش سیریز صحیح ہیں تو ہمارے جسموں کو ہم بعد میں ایک دوسرے کا عاشق بنا سکتے ہیں۔ مگر ہمارے دماغ، ہماری پرسنلٹی کو نہیں"

"اوکے" انجم نے مسکرا کر کہا تو وہ بھی مسکرا دی۔

"نیٹ فلکس؟" انجم نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔" لے میں ایتھے رشتہ بنان آئی آں تے تنوں نیٹ فلکس دی پئی اے (میں یہاں رشتہ بنانے آئی ہوں، اور تمہیں نیٹ کی پڑی ہے)"

اس نے پنجابی میں مزاح کیا تو وہ دونوں ہنس دیے۔ایک نئے رشتے کا آغاز ہونے جارہے تھا۔ ہانیہ خوش تھی۔ہارون کو جب success کا میسج ملا تو وہ بھی خوشی سے پاگل ہو رہا تھا۔مگر ان دونوں بہن بھائیوں کو کیا پتہ تھا کہ وہ کس عذاب میں گو در ہے تھے۔انھیں کیا پتہ تھا کہ انجم ان کی زندگیوں میں مسیحا نہیں تباہی لکھا گیا تھا۔ان کی زندگی کو موت سے بدتر بنانے والی تباہی۔پتہ تو خیر انجم کو بھی نہیں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجم کو خوشی کے اس ماحول میں چھوڑ کر اگر اس کے ماموں ارحم کے گھر آؤ تو تم کیا دیکھو گے کہ وہاں جنگ چھڑی تھی۔ارحم کے کمرے میں اس کی بیوی ماہین اپنی لال ساڑھی میں ادھر ادھر ٹہلتی جارہی تھی۔

"تمہارے بھانجے کی پرپوزل کی ویڈیو وائرل ہو رہی ہے" ماہین کا غصہ بے قابو تھا۔انجم کی ہانیہ کو پرپوز کرنے والی ویڈیو کو ایک میلین ویوز مل چکے تھے۔"کہا بھی تھا میں نے، کہا

بھی تھا کہ کچھ کر لو اپنی ماں کا، لیکن نہیں، کھلا چھوڑ دیا تم نے انھیں، اور اب وہ اپنے اس وائرل نواسے کی گود میں ہمارے بچے کا حق ڈال دیں گی"

"میری جان، بے فکر ہو جاؤ" ارحم پر سکون تھا، وہ جال بچھا چکا تھا" جب انجم پارٹی پر آئے گا تو میں اسے تباہ کر دوں گا۔ ساری تیاریاں مکمل ہیں۔"

"مگر؟" اسے ابھی بھی سکون نہیں آیا تھا" مگر وہ بوڑھیا بہت شاطر ہے ارحم، وہ اگر اس کو بچائے گی تو۔"

"وہ کچھ نہیں کر پائیں گی" اس نے اپنی بیوی کو تسلی دی "سب ٹھیک ہے۔ یہ پارٹی انجم کے کیریئر کا اندھ ہو گی" مگر ماہین کو سکون نہیں آیا تھا۔

ماہین کی طرح، اس کمرے کے دروازے کے ساتھ کھڑا اس کا بیٹا ارسلان بھی بے سکون تھا۔ اس نے بھی عہد کر لیا تھا کہ یہ پارٹی انجم کا اندھ ہو گی، صرف اس کے کیریئر کا نہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ضامن کی آنکھوں کے گرد اندھیرا تھا۔ ہاتھ، پاؤں بندھے تھے۔ لکڑی کی کرسی پر یوں بیٹھے رہنے کے باعث اس کا جسم درد کرنے لگ پڑا تھا۔ انجم کے تھپڑ کا اثر بھی ابھی باقی تھا۔ کل رات وہ روتے روتے سویا تھا۔ پھر سارا دن وہ یوں بندھا رہا تھا۔ اسے سخت بھوک لگی تھی۔ پانی کی کمی کے باعث سر چکرانے لگا تھا۔

کسی کے اوپر پاؤں پٹخنے کی آواز آئی۔ دروازہ کھلا، کوئی سیڑھیاں اترا، بٹن دبایا۔ کوئی اس کے پاس آیا اور اس کے منہ سے کپڑا اتارا۔ ضامن کا دل کیا کہ وہ چلائے، مگر جسم میں ہمت نہیں تھی۔ وہ پچھلے دو دنوں سے بھوکا تھا۔

"میں تمہارے لیے کھانا لایا ہوں" انجم کی آواز گونجی۔ "اور پانی بھی۔"

انجم نے اسے پانی پلایا۔ ضامن کا پھر خود پر قابو نہ رہا۔ وہ پھر کھانسا۔ انجم نے اسے پھر تھپڑ مارا۔ مگر ضامن کو پروا نہیں تھی۔ وہ پانی پیتا گیا۔ تین بار وہ کھانسا، تین زناٹے دار تھپڑ۔ اسے لگا کہ شاید اس کے ہونٹوں سے خون ٹپک رہا تھا۔ پھر انجم اسے چاول کھلانے لگ پڑا۔ انجم چمچ اس کے منہ میں ڈالتا، جب تک ضامن چباتا انجم اس چمچ کا پچھلا حصہ اس کے ہاتھوں پر دبائے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

رکھتا۔وہ پلاسٹک کی چمچ تھی، دباتی تھی، چیرتی نہیں تھی۔ مگر ضامن کو بھوک لگی تھی۔ اگر یہ شرط تھی تو یہی صحیح۔

جب وہ کھانا کھا چکا تو انجم کھڑا ہوا۔ کچھ لمحے خاموشی رہی۔

"ہنٹر یا سٹک؟" انجم نے سوال کیا۔

"پلیز" ضامن کے آنسو نکل پڑے تھے۔اس کی آنکھوں کے آگے اب بھی اندھیرا تھا۔

"ایک کا انتخاب کرو ضامن، ہنٹر یا سٹک؟" ضامن کے آنسو بے تحاشہ نکل رہے تھے۔

"تمہارے پاس پانچ سیکنڈ ہیں، ورنہ میں چاقو سلیکٹ کر لوں گا"

"پانچ" ضامن کا دل ڈر گیا تھا "چار" دھڑکن تیز ہوئی "تین" وہ کیا کرے "دو" اسے کچھ تو سلیکٹ کرنا چاہیے۔ "ایک"

"سٹک" وہ چلایا تو انجم ہنسنے لگ پڑا۔

"It was just a joke،

آج کے لیے اتنا ہی بہت ہے، کل پھر آؤں گا"

اور وہ کل آیا تھا۔ضامن کی آنکھوں کے آگے اندھیرا رہا مگر وہ آیا تھا۔اور اس بار اس نے سٹک استعمال کی تھی۔۔بے قابو طور پر۔

"کیوں؟" ضامن نے روتے روتے پوچھا۔

"یہ اس لڑکے سے پوچھنا جو تمہاری bullying کی وجہ سے مارا گیا تھا" انجم نے کے ماضی کے گناہ کا ذکر کیا۔ مگر انجم اور اس لڑکے کا تو دور دور تک کوئی تعلق نہیں تھا۔

انجم اب واپس آنے میں وقت نہیں لگاتا تھا۔رات وہیں گزارتا، صبح ضامن کو ٹارچر کر کے چلا جاتا۔وہ ضامن کو اس کے کیس کے بارے میں بتارتا رہا تھا۔کیسے اس کی تصاویر وہ آمنہ اور میڈیا کو سینڈ کر رہا تھا، مگر اس کے باوجود بھی وہ اسے نہیں ڈھونڈ پائے تھے۔انجم اسے اپنی زندگی کے بارے بھی بتاتا تھا۔ٹارچر کر کر کے جب وہ تھک جاتا تو یوں ایکٹ کرتا تھا جیسے ضامن اس کا بیسٹ فرینڈ ہو۔وہ ہانیہ نامی کسی لڑکی سے نئے نئے رشتے میں تھا۔اپنی ماں پر اسے بہت غصہ تھا کیونکہ اس کی وجہ سے وہ ریحان نامی اپنے سوتیلے باپ کا اپروول حاصل کرنے کی ناکام کوشش کرتا رہا تھا۔انجم اپنی نانی کی کمپنی میں کام کرنے لگ پڑا تھا۔ابھی تک اس کے ماموں نے اس کے خلاف کوئی چال نہیں چلی تھی۔ مگر انجم کو یقین تھا کہ وہ پارٹی پر

کوئی چال چلنے والے تھے۔اس پارٹی پر انسپیکٹر آمنہ کو بھی بلایا گیا تھا۔انجم اکثر ضامن کوارسلان کہہ دیتا تھا۔ارسلان اس کے ماموں کا بیٹا تھا۔

ایسے دو ہفتے گزر گئے۔

"کل مجھے پارٹی پر جانا ہے تو صبح تمہیں کھانا نہیں کھلا پاؤں گا"اس نے ضامن کو ٹارچر کرنے کے بعد بتایا تھا۔"مگر فکر نہ کرو پرسوں تمہاری زندگی کا آخری دن ہو گا"اس کی ہمت ختم ہو چکی تھی،مگر موت کا سن کر ضامن نے ایک بار پھر آزاد ہونے کی ناکام کوشش کی تھی۔"فکر مت کرو،شاید تم بچ جاؤ۔مطلب میں نے ایک ویڈیو بنائی ہے۔اس لڑکے کی،وہ جو تمہاری وجہ سے قتل ہوا تھا،تم نے بھی تو اس کی ڈیتھ کی ویڈیو اپنے پاس رکھی تھی،تم کتنے بڑےsadistہو"انجم نے گہرا سانس لیا"خیر اس کے ساتھ میں نے تھوڑے سے شارٹس لگا دیے ہیں۔تاکہ وہ افسردہ بن جائے۔پھر میں وہ ویڈیو ریلیز کر دوں گا۔پھر انٹرنیٹ والے فیصلہ کریں گے کہ تمہیں زندہ چھوڑ دینا چاہیے یا مار دینا چاہیے۔"ضامن کے پاس اب ہمت باقی نہیں تھی،اس کے جسم پر جگہ جگہ جلن تھی،جو انجم کے دیے زخموں سے تھی

"ظاہر ہے دنیا کو میرے اس پلان کے بارے میں پہلے ہی پتہ ہے۔تو کافی سارے لوگ جو

اپنی زندگی سے بور ڈ ہیں وہ ووٹنگ کریں گیں۔ صبح بارہ سے رات بارہ بجے تک۔اور پھر فیصلہ ہو گا۔اوکے۔ چلو بائے"اور پھر ضامن نے اس کے دور جاتے قدموں کی آواز سنی۔بٹن دبا۔ سیڑھیاں چڑھی گئیں۔دروازہ بند کردیا گیا۔

ضامن کے آنسوؤں نے اب بہنا چھوڑ دیا تھا۔دل ہی دل میں وہ خوش تھا۔اسے اس ظلم سے آزادی ملنے والی تھی۔وہ موت تھی تو کیا تھا،ضامن اس طرح مزید زندہ نہیں رہ سکتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(پارٹی کادن، صبح بارہ بجے(Am12)،پارٹی سے اکیس گھنٹے پہلے)

رات کے اندھیرے میں بدلتی تاریخ ہمیشہ کی طرح حسین تھی۔انجم کو رات بہت پسند تھی۔خاص کر کے تب جب باہر ہوئے گھپ اندھیرے میں شہر کی رونق مرنے لگتی تھی۔ مگر آج اس کی خوشی کی وجہ رات کا سناٹا نہیں تھا۔اس نے اپنا فون نکالا اور ڈارک ویب والی

ایپ کھولی۔ یوٹیوب پر ایک فیک اکاؤنٹ کھولا۔ اور وہ ویڈیو اپلوڈ کر دی جو ضامن کہ زندگی کا فیصلہ کرنے والی تھی۔

ویڈیو کے شروع میں ایک سلائڈ شو تھا۔ یہ سلائڈ شو ایک مڈل کلاس بچے کی زندگی کی تصاویر تھیں۔ پہلی تصویر میں وہ عام سا لڑکا تھا 'حسنین'۔ پھر وہ اپنے دو بھائیوں کے ساتھ تھا۔ پھر اس کے بچپن کی تصویر جس میں اس کی ماں نے اسے اٹھایا ہوا تھا۔ پھر وہ ہسپتال میں تھا کیونکہ اسے پی نٹ سے الرجک ری ایکشن ہوا تھا۔ اگلی تصویر میں وہ کرکٹ کھیل رہا تھا۔ پھر سکول جا رہا تھا۔ دوستوں کے ساتھ انجوائے کر رہا تھا۔ گویا کہ وہ ایک عام سا لڑکا تھا۔ جس کی امیدیں اور خواب تھے۔

پھر موبائل کے کیمرا سے بنائی ہوئی ویڈیو تھی۔ یہ ویڈیو بنانے والا ضامن تھا، جس نے یہ ویڈیو اپنے پاس اپنے دوستوں کو بلیک میل کرنے کے لیے رکھ لی تھی۔ اس ویڈیو میں وہ سارے ضامن کے کمرے میں تھے۔ حسنین کو یہاں پہلی بار بلایا گیا تھا۔ اس کی شکل پر لکھا تھا۔ حسنین کے سامنے ضامن نے پی نٹ رکھ دیے۔

"کھاؤ" ضامن نے حکم سنایا۔

"نہیں، میں الرجک ہوں" حسنین نے سہمی سی آواز میں کہا۔

"میں نے کہا کھاؤ حسنین" ضامن کی آنکھوں میں شیطانیت تھی "ورنہ ہم تمہیں ننگا کر کے، تمہاری تصویریں انٹرنیٹ پر ڈال دیں گے"

"مگر۔" حسنین نے احتجاج کرنا چاہا۔

"میں نے کہا کھاؤ" مگر ضامن کی اونچی آواز نے بغاوت کچل دی تھی۔

حسنین نے ایک پی نٹ کھایا۔

"ایسے نہیں" ضامن نے مٹھی میں پی نٹس بھرے اور اس کے منہ میں ڈال دیے۔ ایک لڑکا اس کے منہ پکڑ کر ہلانے لگا، تاکہ وہ ان کو چبانے لگ پڑے۔

"دیکھا" ضامن بالکل بھی پریشان نہیں تھا "کچھ بھی نہیں۔"

حسنین بھی حیران تھا۔ شاید قسمت اس کے ساتھ تھی۔ مگر پھر اس کی گردن بند ہونے لگی تھی، سانس اٹکنے لگا تھا، وہ بول نہیں پا رہا تھا۔ اس نے ایک ہاتھ گلے پر رکھا اور دوسرا آگے کو بڑھایا اسے مدد چاہیے تھی۔ مگر ضامن نے اس پر ناٹک کا الزام لگایا۔ اور دیکھتے ہی دیکھتے حسنین بے ہوش ہو گیا۔ ضامن کو کوئی فرق نہ پڑا۔ مگر اس کے دوست ڈر گئے۔ کسی نے

حسنین کو اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر بے سود، کیونکہ حسنین مر چکا تھا۔ایک اور خورشید جو صبح ہونے سے پہلے ہی غروب ہو گیا تھا۔

آگے پھر ایک سلائیڈ شو تھا۔ حسنین کے ماں باپ کی بھاگ دوڑ کا۔ وہ تھانے گئے۔ عدالت گئے۔ٹی وی چینلز تک بھی پہنچ گئے۔ مگر آخر میں وہی ہوا جو ہمیشہ ہوتا ہے۔پیسے کے بل بوتے پر یہ واقعہ خود کشی بن گیا تھا اور رضا من آزاد رہا تھا۔ویڈیو کے آخر پر انگلش میں لکھا گیا تھا

"اب آپ لوگ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ حسنین کا قاتل پھانسی پر چڑھایا جائے یا نہیں۔نیچے دی گئی لنک پر جائیں اور اپنا ووٹ کاسٹ کریں۔"

ویڈیو اپ لوڈ ہو گئی تو انجم نے کچھ مزید بٹن دبائے۔اب ووٹنگ کے لیے بھی ویب سائٹ آنلائن تھی۔ دنیا کا کوئی بھی باشندہ وہاں جا کر ووٹ کر سکتا تھا۔ووٹ کے آپشنز تھے 'پھانسی'، 'رہائی'۔ سب سے پہلا ووٹ انجم کا تھا۔"پھانسی"۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(صبح ایک بجے(Am1)، پھانسی کے ووٹ 100، رہائی کے 200)

آمنہ آج کافی دنوں بعد گھر آئی تھی۔اس کے پاپا نے اسے چائے نہیں پینے دی تھی تو وہ بستر پر لیٹتے ساتھ ہی گہری نیند میں چلی گئی تھی۔ہونٹوں پر مسکراہٹ سجائے، وہ نا جانے کس حسین خواب میں گم تھی جب اس کے فون کی تیز اور ناخوشگوار رنگ ٹون نے اس کی روح تک ہلا دی تھی۔"کیا مصیبت ہے؟ یہ بھونکتے کتوں جیسی ٹیون کیوں سلیکٹ کر لی میں نے" وہ کڑاہتی ہوئی بیدار ہوئی۔ہاتھ بڑھایا اور سائیڈ ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا۔

"ہیلو" وہ ابھی بھی نیند میں تھی۔

"ہیلو میم" پولیس کے آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ سے کال تھی "آپ کو ڈسٹرب کرنے کے لیے معذرت، مگر فیس کلر نے وعدے کے مطابق ویڈیو پبلک کے لیے ریلیز کر دی ہے۔اور

کیونکہ وہ ضامن کی تصاویر کافی عرصے سے لیک کر رہا تھا، تو مجھے لگ رہا ہے کہ اس ویڈیو کو وائرل ہونے میں وقت نہیں لگے گا"

"کیا ویڈیو بری ہے؟" وہ اب مکمل جاگ چکی تھی۔ مگر بستر سے نکلنے کی جسم میں ہمت نہ تھی۔

"یس میم" آئی ٹی اہل کار پریشان لگتا تھا" ویڈیو ضامن کو ایک بے حس امیر جانشین کے طور پر دکھاتی ہے۔ اور مجھے لگ رہا ہے کہ اس کے خلاف کافی سارے ووٹس آئیں گے"۔

"کیا آپ ویب سائٹ کو بند نہیں کر سکتے؟ یا اس کے مالک کو ٹریس نہیں کر سکتے؟" آمنہ کا سر پھٹنے لگا تھا۔

"آئی ایم سوری میم، مگر ویب سائٹ کافی سکیور ہے،" آئی ٹی اہل کار شرمندہ تھا" ہم نے کوشش کی، مگر کلر نے یہ ویب سائٹ ایک ایسے سرور (وہ کمپیوٹر جہاں کسی بھی ویب سائٹ کا ڈیٹا سٹور ہوتا ہے) کو کرائے پر لیا ہے جو پوری دنیا میں اظہارِ رائے کی آزادی کے لیے مشہور ہے، تو ہم اسے بند نہیں کروا سکتے، شاید ہم کلر کا آئی پی ٹریس کر سکیں، مگر مجھے اس کے بھی چانسز کم لگتے ہیں"

آمنہ نے گہری سانس بھری "تو آپ مجھے بتا رہے ہیں کہ ضامن کا مقدر اب اس جمہوریت کے ہاتھ میں ہے جس نے ہر قسم کے چور، قاتل اور کرپٹ سائیکو پیتھ کو اپنا لیڈر منتخب کیا ہے؟"

"Pretty much"

آئی ٹی اہل کار نے اپنا فون دیکھا۔ جہاں ووٹنگ ویب سائٹ کھلی تھی، اور پھانسی کے آپشن کا انتخاب کیا جا چکا تھا۔

آمنہ نے کال بند کی۔ وہ ویڈیو دیکھی۔ سزا جزا کا فیصلہ قانون کرتا ہے، فیس کلر کو یہ حق تھا نہ آمنہ کو۔ اس نے ویب سائٹ کھولی اور رہائی کا آپشن سلیکٹ کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(صبح 7 بجے، رہائی کے ووٹ 30,000، پھانسی کے ووٹ 45,000)

ہانیہ کی نیند اس کے میٹھے آلارم نے توڑی تھی۔ بہتے واٹر فال اور چڑیوں کے چہچہانے کی آواز۔ وہ اٹھی۔ ہاتھ بڑھا کر آلارم بند کیا۔ کچھ لمحے بستر پر لیٹی رہی۔ اسے اپنے آپ کو دن کے لیے تیار کرنا تھا۔ پھر اٹھی۔ جوتے پہنے اور جاگنگ پر نکل پڑی۔ واپس آکر اس نے گوگل الرٹ دیکھا۔ ضامن کی ویڈیو لیک کر دی گئی تھی۔ یوٹیوب نے اسے ہٹا دیا تھا۔ اب اس کی کاپیاں اپ لوڈ کی جا رہی تھیں۔ اسے دوسرے پلیٹ فارمز جیسے فیس بک، انسٹا گرام، ڈیلی موشن، حتیٰ کہ واٹس ایپ پر بھی شیئر کیا جا رہا تھا۔ وہ جنگل میں لگی آگ کی طرح پھیل رہی تھی۔ اس نے وہ ویڈیو واٹس ایپ پر دیکھی۔ اسے ضامن سے نفرت ہونے لگی۔ اس نے ویب سائٹ نکالی اور "پھانسی" کو سلیکٹ کیا۔ اس کے جیسے جانوروں کو جینے کا کوئی حق نہیں تھا۔

پھر اس نے لمبی سانس لے کر خود کو نارمل کیا۔ آج اسے انجم کے ساتھ ایک بہت اہم پارٹی پر جانا تھا۔ "کاش کہ انجم کا پلان بغیر کسی رکاوٹ کے پورا ہو جائے" اس نے دعا کی اور گاڑی کی طرف چل دی۔ اسے پلان کے آخری حصے کو فٹ کرنا تھا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(صبح نو بجے، رہائی کے ووٹ 200,000، پھانسی کے ووٹ 195,000)

ماہین کی فون پر بحث کرتی آواز نے ارحم کی نیند توڑی تھی۔ بستر کے سامنے کھڑی وہ دائیں بائیں جاتی کسی کو باتیں سنا رہی تھی۔ ارح کو بہت غصہ آیا تھا۔ ماہین نے بہت غلط کیا تھا۔ ماہین کی نظر ارحم کے بگڑتے تاثرات پر پڑی تو وہ اس کے سرہانے آ کر بیٹھ گئی۔ اپنا ہاتھ ارحم کے ہاتھ پر رکھا۔ 'سب ٹھیک ہو گا ارحم، سب ٹھیک ہو گا' اور ارحم کا غصہ نارمل ہو گیا تھا۔

"فکر مت کرو ماہین" کچھ لمحوں بعد وہ بولا "آج کی پارٹی بالکل پرفیکٹ ہو گی"

"اور آپ کا بھانجا انجم، اس کا کام ہو جائے گا نا آج؟"

"فکر نہ کرو جانِ من،" اس کا لہجہ رومانوی ہوا "اس عورت کو پیسے دے دیے گئے ہیں، سب کچھ ویسے ہی ہو گا جیسے ہم نے پلان کیا ہے" وہ مسکرایا تو ماہین بھی مسکرا دی۔ اپنے شوہر

کی مسکراہٹ ماہین کو بہت عزیز تھی۔تو کیا ہوا جو اس کے شوہر کے ساتھ اور مسلے بہت تھے، یہ مسکراہٹ بہت تھی۔

کچھ لمحے بعد اسے اس کی دوست نے ضامن کی ویڈیو کا لنک بھیجا تھا۔"رہائی" ماہین نے ویڈیو دیکھی،اور آپشن سلیکٹ کیا۔ضامن بس مزاح ہی تو کر رہا تھا۔مگر اس کے شوہر نے "پھانسی "سلیکٹ کیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(صبح 10 بجے،رہائی کے ووٹ 400,000،پھانسی کے 450000)

انجم کو اٹھے کچھ لمحے گزر چکے تھے۔مگر وہ ابھی اپنے بستر پر ہی تھی۔اس کے دائیں طرف ہارون اپنے بستر پر سو رہا تھا۔اس نے فون نکالا اور رہانیہ کو کال ملائی۔

"کام ہو گیا؟"انجم نے سلام دعا،اور رومانوی باتوں کے بعد پوچھا۔

"ہو گیا انجم، ہو گیا" ہانیہ نے جواب دیا" وہ محترمہ تمہارے پلان کا حصہ بننے کو تیار ہیں، تمہارے بغیر گوشت کے کزن کا آج ہم روسٹ ضرور بنائیں"

"آف کورس" اس نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔

"مگر کیا یہ ضروری ہے؟" ہانیہ بے وجہ لڑائیاں شروع نہیں کرتی تھی۔

"ہانیہ یہ ضروری ہے۔ ماموں میرے لیے اتنا بڑا چیلنج نہیں ہیں۔ اس فائل میں لکھے جو دو راز میں نے جانیں ہیں، اس کے بعد میں ماموں سے اتنا نہیں ڈرتا، مگر یہ ارسلان، یہ بڑا ان سٹیبل ہے ہانیہ ہے" انجم نے ہانیہ سے جھوٹ بولا۔ حقیقت تو یہ تھی کہ وہ ارسلان کو چوٹ پہنچانا چاہتا تھا، اور جو ارسلان نے اپنی سولہویں سالگرہ پر کیا تھا، اس نے انجم کا کام آسان کر ڈالا تھا۔

"او کے انجم" ہانیہ نے گہری سانس لی "اچھا ایک بات بولوں، اگر برا نہ مانو تو؟"

"ضرور"

"ضرور تو ایسے کہہ رہے ہو جیسے تم نہ بولو گے اور میں مان جاؤں گی" ہانیہ نے مزاح کیا،

انجم مسکرا گیا "یار شاپنگ پر چلتے ہیں، تمہارے پاس بندے کے بچوں والے کپڑے نہیں ہیں ۔مان جاؤ"

"میرے کپڑوں میں کیا مسلہ ہے؟"

"ان میں لنڈے کے آثار پائے جاتے ہیں" سیریس انداز میں ہانیہ نے انجم کی ٹانگ کھینچی۔

"اچھا یار، آ و یہاں اپنی کار میں، اور لے چلو مجھے شاپنگ "

"اوکے۔ تم میک اپ کرو۔ میں آرہا تمہیں پک کرنے" ہانیہ نے فون بند کر دیا۔

انجم فریش ہوا۔ پھر ہارون کو اٹھایا۔

"اٹھ جاؤ ہارون"

"کیا ہے یار انجم؟" اس کا اٹھنے کا کوئی منصوبہ نہیں تھا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آج پارٹی پر جانا ہے تم نے، اپنے پاپا کی جگہ "اس نے ہارون کو یاد دلایا "اور اس کے لیے تمہیں اپنے پاپا سے ملنا ہے"

"تاکہ وہ مجھے ایک منی (Mini) جلال اکبر بنا سکیں "وہ تنگ آ کر اٹھا۔

"تم کہاں؟"

"تمہاری بہن مجھے شاپنگ لے کر جا رہی ہے "انجم نے مسکرا کر جواب دیا۔

ہارون نے چہرے پر جھوٹی مسکراہٹ سجائی۔ "یہ دونوں مزے کریں، اور مجھے ڈنڈے پڑیں "اس نے اپنا فون اٹھایا۔ اتنے سارے گوگل الرٹس، اور میسیجز۔ اس نے جلدی جلدی ویڈیو دیکھی، مگر ویب سائٹ نہ کھولی۔ وہ اس کھیل کو دیکھنے کا شوقین تھا، اس کا حصہ بننے کی اسے ضرورت نہیں تھی۔ اس کی زندگی ویسے ہی بہت دلچسپ تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

دوپہر بارہ بجے، پھانسی کے ووٹ 700,000، رہائی کے 650,000)

سورج اپنی آب وتاب میں چمک رہا تھا۔ایسے میں آسیہ اپنے بچوں رامش اور رمشہ کے ساتھ مال میں شاپنگ کرنے آئی تھی۔اگر امیروں کی اس دنیا میں واپس جانا ضروری تھا، تو صحیح طرح سے جانا اس پر فرض تھا۔رامش اور رمشہ فی الحال اپنی ماں کے ساتھ نہیں تھا۔ رمشہ کو نیکلس خریدنا تھا۔وقت کی کمی کے باعث آسیہ نے اسے رامش کے ساتھ بھیج دیا تھا اور خود کپڑے دیکھنے چلی گئی تھی۔رامش وہاں کھڑا پریشان ہو رہا تھا جب رمشہ نے اپنا فون اس کے سامنے کیا۔وہاں "پھانسی" سلیکٹ تھا۔

"تم نے ووٹ کیا؟"اس نے بڑے تجسس سے پوچھا۔

"ہاں"رامش کو اپنی بہن پر غصہ آیا تھا۔

"کیا؟"رمشہ ابھی بھی تجسس میں تھی۔

"رہائی"رامش نے غصے میں بولا"اور تمہیں بھی رہائی ہی سلیکٹ کرنا چاہیے تھا۔"

"میں ضرور کرتی"اس نے پانچوں انگلیاں اپنی چھاتی پر رکھتے ہوئے کہا"مگر میری ایک برانڈ ہے رامش،اور میرے دس ہزار فالوورز چاہتے تھے کہ میں یہ سلیکٹ کروں"

"واٹ ایور"رامش اس سے مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔وہ آسیہ کے لیے پریشان تھا۔

دوسری دکان میں آسیہ کپڑے دیکھ رہی تھی جب اس کے پیر زنجیر ہوئے تھے۔وقت رک گیااور وہ نمک کا مجسمہ بن گئی۔انجم اس کے سامنے کھڑا تھا۔کسی حسین لڑکی کے بیگ اٹھائے،اس کی ڈانٹ سنتے ہوئے۔وہ ضرور ہانیہ تھی۔وہ دونوں خوش لگتے تھے۔آسیہ کی آنکھوں سے آنسو بہا۔اس نے بہنے دیا۔وہ آنسواس کے چہرے سے گرتا زمین پر گراتو کسی نادیدہ آواز نے انجم کواس کی طرف متوجہ کر دیا۔

ایک لمحے کووہ بھی نمک کا مجسمہ بنا تھا۔پھر اس کی مسکراہٹ غائب ہوئی۔اس کے تاثرات بدلے۔وہ جلدی جلدی آسیہ کی طرف چلنے لگا۔آسیہ اس کی طرف بڑھی۔وہ آسیہ کے پاس پہنچا تواس نے آواز دی مگر انجم نے ان سنی کر دی۔اور دروازے کی طرف بڑھتے قدم جاری رکھے۔ہانیہ نے آسیہ سے معافی مانگی۔مگر وہ اس کے پاس رکی نہیں۔آسیہ نے چند لمحے اپنے بیٹے کے دکھ کو دیے۔پھر اپنا آپ سنبھالا اور شاپنگ کرنے لگ پڑی۔ابھی ٹوٹ کر بکھرنے کا وقت نہیں تھا۔اس سے کچھ قدم دور انجم کا یہ بھی حال تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(دوپہر چار بجے، رہائی کے ووٹ 1.5 ملین، پھانسی کے 1.5 ملین)

وہ ایک تنگ گلی تھی جہاں ہر قسم کی غیر قانونی اشیاء ملا کرتی تھیں۔ منشیات، اسلحہ، شراب وغیرہ۔ ہڈی کی ٹوپی سے اپنا سر ڈھانپے، آنکھوں پر سن گلاسز لگائے اور گلے میں مفلر ڈالے ارسلان وہاں کھڑا تھا۔ اس کے سامنے ایک اشتہاری کھڑا تھا۔

"پیسے" اشتہاری نے کہا۔ تو انجم نے اسے پیسوں کا لفافہ پکڑایا۔ اشتہاری نے پیسے گنے۔ ایک گندی مسکراہٹ اس کے چہرے پر آئی تو اس کے ٹوٹے دانت نمودار ہوئے۔ کراہت ارسلان کی روح تک اتر گئی۔

پھر اس اشتہاری نے اسے ایک خاکی لفافہ پکڑایا۔ ارسلان نے وہ لفافہ پکڑا تو اس کے اندر موجود چیز کی ساخت اس کے جسم نے محسوس کی۔ ہاتھ اندر ڈالا اور لفافے میں چھپی حسینہ کو باہر نکالا۔

"ملاقاتوں کے درمیان آیا وقفہ بہت طویل ہو چکا ہے" وہ اس حسینہ کو ہر زاویہ سے دیکھ رہا تھا۔

"پاگل ہو گئے ہو گیا" اشتہاری نے پریشانی اور غصہ سے کہا "کسی نے یہ بندوق دیکھ لی نہ تو تم سیدھا جیل میں جاؤ گے" اس نے ایک کینہ تور نظر اس اشتہاری پر ڈالی اور بندوق کو واپس لفافے میں رکھ دیا۔

"آج کے بعد تم ہماری زندگیوں سے ہمیشہ کے لیے نکل جاؤ گے کزن" ارسلان نے زیر لب انجم کو یاد کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(رات نو بجے، پارٹی کا وقت، پھانسی کے ووٹ 2 ملین، رہائی کے 1.99 ملین)

آسیہ اس بڑے گھر میں داخل ہوئی تو یادوں کا ایک سمندر اس سے ٹکرایا تھا۔ وہ لڑکھڑائی تو اس کے بیٹے نے اسے سنبھلا۔ اس کا شوہر اب بھی اس سے ناراض تھا، شاید اسے رامش کی

فیس کے بارے میں اسے سچ بتا دینا چاہیے تھا، مگر ابھی وہ ریحان کے بارے میں نہیں سوچ رہی تھی۔ نہیں۔ ارحم چنگیز عالم کے عالیشان محل کے گھر کے باغیچے میں کھڑے وہ اپنے بچپن کی یادوں میں گم تھی۔ اس نے لال رنگ کی فراک نما ڈریس پہنی ہوئی تھی۔ آج چادر نہیں لی تھی۔ ہلکے سے میک اپ میں اس کا بوڑھا پا چھپ گیا تھا۔ وہ اندر داخل ہوئی تو لوگ مڑ مڑ کر اسے دیکھنے لگے۔ یہ بات نہیں آسیہ علی خان اس گھر میں شادی کے بعد پہلی بار آئی تھی، نہیں، لیکن یہ پہلی بار تھا جب وہ آسیہ چنگیز عالم لگ رہی تھی، مرحوم عارف چنگیز عالم کی بیٹی۔

پارٹی کا بندوبست باغیچے میں کیا گیا تھا۔ ٹیبل کے گرد کرسیاں لگائی گئی تھیں، باغیچے کے ایک کونے پر چھوٹا سا سٹیج بنایا گیا تھا جہاں فی الحال کوئی گلوکار گانا گا رہا تھا۔ مہمانوں کو گھر کے لاؤنج میں جانے کی اجازت تھی۔ ریفریشمنٹ کے لیے باغیچے کی ایک طرف سٹال لگایا گیا تھا۔ اگر پاکستان نہ ہوتا تو وہاں ضرور الکوحل پیش کی جا رہی ہوتی۔ ریحان اس سٹال کی طرف چلا گیا۔ رامش اور رمشہ گھر کو اندر سے دیکھنے چلے گئے۔ آسیہ وہاں اکیلی رہ گئی۔ اس کی نظر اپنے بھائی پر پڑی۔ آسیہ کا دل کیا کہ وہ ارحم سے جا کر دل کی بات کرے، مگر ارحم نظریں چراتا وہاں سے گم ہو گیا۔

آسیہ ایک سرد آہ بھرتی اپنی کرسی پر آ کر بیٹھ گئی۔ ٹیبلز اور کرسیوں پر کون بیٹھے گا، اس بات کا فیصلہ میزبان پہلے ہی کر چکے تھے۔ امیروں کی پارٹی تھی، ہر چیز پرفیکٹ ہونا ضروری تھی۔ وہ اپنی کرسی پر بیٹھ کر انٹرنس پر نظر رکھنے لگی۔ وہ یہاں بالکل نو بجے پہنچے تھے، یعنی وہ سب سے پہلے آئے تھے۔

کچھ منٹ گزرے اور اس کی نظروں نے انجم کو دیکھا۔ اس نے بلیک سوٹ پہنا ہوا تھا، اس کے ساتھ ہانیہ تھی، جو گہرے سنہری رنگ اور موتیوں والی میکسی پہنے ہوئے تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ بہت خوبصورت لگتے تھے۔ ارسلان انجم سے کوئی بات کر رہا تھا۔ ضرور اسے تنگ کر رہا ہو گا۔ ارسلان اکثر اسے تنگ کرتا تھا۔ آسیہ انجم کی مدد کرنا چاہتی تھی، مگر اس کے اٹھنے تک انجم کو ہانیہ، ارسلان سے دور لے گئی تھی۔

آسیہ کا سانس نارمل ہوا ہی تھا کہ دروازے سے وہ داخل ہوئی تھی۔ وہ جس کی نیلی آنکھیں آسیہ پچھلے کئی دنوں سے ٹی وی پر دیکھ رہی تھی۔ آج اس کے بال اونچی چوٹی میں نہیں تھے، بلکہ کھلے ہوئے تھے۔ ہرے رنگ کی فراک پہنے آفیسر آمنہ، آسیہ کو بہت اپنی لگی تھی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کیا اس نے ریحان سے شادی کر کے غلطی کی تھی؟

ایک پرانا سوال اس کے دماغ میں گونجا مگر اس نے سر جھٹک دیا۔ مگر نظریں نہ جھٹک سکی۔ وہ بار بار آمنہ کو دیکھتی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ انجم اور ہانیہ اس سے کوئی بات کر رہے تھے۔ نہیں۔ انجم کو کچھ نہیں پتہ۔ اس نے اپنا آپ نارمل کیا۔ وہ دونوں آمنہ سے ہٹے ہی تھے کہ ہارون کے ساتھ اسمہ اندر آتی دکھائی دی۔ وہ اپنی ماں کا پیچھا کرنے لگی۔ اسے اسمہ سے بات کرنی تھی، مگر اکیلے میں۔ شاید اسمہ کو پتہ چل گیا تھا کہ آسیہ اس کا پیچھا کر رہی ہے، کہ وہ آسیہ کو گھر کے اندر لے آئی۔ کچھ دیر بعد وہ دونوں ایک خالی کمرے میں تھے۔ ان کی آنکھیں ایک دوسرے پر ڈٹی تھیں۔

"کیوں؟" کچھ لمحوں کی خاموشی کے بعد آسیہ نے بہ مشکل سوال کیا۔

"کیوں" اسمہ خیران ہوئی "سیریسلی آسیہ، اتنے سالوں میں تم یہ ہی نہیں سمجھ پائی کہ میں کو کرتی ہوں وہ کیوں کرتی ہوں؟ such a shame" اسمہ بہت ناامید ہوئی تھی۔

"آپ نے اسے مجھ سے دور کر دیا ہے" اس کے جذبات بے قابو ہو رہے تھے، مگر وہ چلا نہیں سکتی تھی "وہ بات تک نہیں کرتا مجھ سے، مجھے دیکھ کر ان دیکھا کر دیتا ہے، جیسے میں وہاں ہوں ہی نہیں"

"میں نے تو تمہیں کہا تھا آسیہ کہ ریحان سے شادی نہ کرو" وہ الٹا اسے الزام دینے لگیں "میں نے کہا تھا تمہیں کہ وہ کبھی تمہارے بچے کو اپنا بچہ نہیں مانے گا۔ کہ تم اس بچے کی زندگی تباہ کر رہی ہو۔ لیکن تم نے سنا؟" وہ پاس پڑی کرسی پر بیٹھ گئیں۔ ان کی طبیعت خراب لگتی تھی۔

"مگر" آسیہ کے پاس ایک لمحے کو الفاظ ختم ہو گئے "مگر آپ کو کوئی حق نہیں بنتا کہ آپ اسے یہ سچائی بتاتیں، آپ بھی تو اس درد سے گزری تھیں نا، جب بھائی کو ان کی ولدیت کا سچ پتہ چلا تھا"

"امی" اس آواز کو سنتے ہی آسیہ چونک کر پیچھے مڑی، انجم دروازے پر کھڑا سب سن رہا تھا، جسے وہ تالی لگانا بھول گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجم اپنی نانی کے کمرے میں بیٹھا تھا۔اس کے ہاتھ میں وہ فائل تھی جو اس نے دو دن پہلے چرائی تھی۔

"چلو ابھی پڑھو" اپنے بستر پر لیٹی اسمہ چنگیز عالم نے اپنے نواسے کو حکم دیا۔

اس فائل میں دوراز تھا۔اور ابھی وہ پہلا راز پڑھ رہا تھا۔وہ ایک ڈی این اے ٹیسٹ کی رپوٹ تھی۔اس کے ماموں ارحم چنگیز عالم،اسمہ چنگیز عالم کی سگی اولاد نہیں تھے۔وہ اس کے نانا کے ناجائز رشتے کی سوغات تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

"انجم "آسیہ اسے دیکھ کر حیران ہو گئی تھی۔

"گرینی کیا آپ ہمیں اکیلا چھوڑ سکتی ہیں "انجم نے اپنی ماں کو نظر انداز کرتے ہوئے اسمہ سے کہا۔

"آف کورس "وہ مسکرا کر اٹھیں اور اس کمرے سے غائب ہو گئیں۔

اب اس کمرے میں آسیہ اپنے بیٹے کے مقابل کھڑی تھی۔

"کیوں؟"انجم نے آسیہ کا سوال اسی سے پوچھا۔

"میں بس جاننا چاہتی ہوں کہ تمہارے دل میں میرے لیے نفرت ڈال کر انھیں کیا ملا" انجم کی آنکھیں آسیہ کا چہرا دیکھنے سے انکاری تھی۔ کیا اس کا بیٹا اس سے اتنی نفرت کرنے لگا تھا۔

"میں آپ سے نفرت نہیں کرتا امی، "نظریں اب بھی نہ ملیں "کر ہی نہیں سکتا"

"تو پھر مجھ سے نظریں کیوں چرا رہے ہو "آسیہ نے پوچھا تو انجم کے جذبات بے قابو ہو گئے۔

"کیونکہ جب میں آپ کا چہرا دیکھتا ہوں تو میری زندگی کا ہر برا لمحہ، ہر برا ایونٹ فلم بن کر نظر آتا ہے مجھے، ہر وہ کوشش جو میں نے ریحان کا پیار جیتنے کے لیے کی، ہر وہ چوٹ جو اس نے مجھے لگائی، جسمانی اور نفسیاتی، ہر وہ جملہ جو اس کے منہ سے نکل کر میری روح تک گیا، وہ سب مجھے یاد آتا ہے امی، جب میں آپ کو دیکھتا ہوں تو مجھے یاد آتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے بیس سال ایک ایسے شخص کا اپروول حاصل کرنے کو گزار دیے جو میرا باپ تھا ہی نہیں، جو ایک اجنبی تھا"

وہ پاس پڑے بیڈ پر گر گئی۔ہاتھ جوڑ لیے "مجھے معاف کر دو" انجم جھپٹ کر اس کے قدموں میں بیٹھا۔اس کے جوڑے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں سے پکڑ لیا

"امی، میں آپ کو معاف کر دوں، مگر آپ یوں مجھے شرمندہ نہ کریں، بس وقت دیں، اس زخم کو بھرنے کا۔یہ زخم بھر جائے گا تو میں آپ کو معاف کر دوں گا" دروازہ کھلا تو انجم اپنے آنسو صاف کرتا اٹھا۔وہ ہانیہ تھی۔وہ جانے لگی تو انجم اس کے پیچھے چل نکلا "بس وقت دیں مجھے امی" اس نے آسیہ کو تسلی دی۔

"میں نے یو ایس بی لگا دی ہے" ہانیہ نے کاریڈور میں چلتے ہوئے اسے بتایا۔ "مگر آر یو شیور کہ تم ریڈی ہو"

"آف کورس" انجم نے اسے یقین دلایا اور ہیکنگ کے لیے اپنا فون نکالا۔

آسیہ اسی کمرے میں بیٹھی رہی۔ باہر لوگوں کے درمیان جانے کی اس کے پاس ہمت نہیں تھی۔ وہاں بیٹھے بیٹھے وقت گزرنے لگا۔ اس نے موبائل پر وقت دیکھا، ساڑھے گیارہ۔ وہ فون رکھنے لگی جب اسے وہ ہولناک آواز آئی جس نے اس کا دل بند کر دیا۔

باہر گولی چلی تھی، اور اس کے سارے بچے باہر تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس سے پہلے کہ تم دیکھو کہ پارٹی کی رات ساڑھے گیارہ بجے گولی کس نے چلائی تھی؟ اور کس پر چلائی تھی، چلو ذرا وقت میں پیچھے چلتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ ایسا کیا ہوا تھا کہ نوبت گولی چلانے تک آ پہنچی تھی۔

Clubb of Quality Content!

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(رات 9:30 بجے، پارٹی شروع ہونے کے آدھے گھنٹے بعد، پھانسی کے ووٹ 2 ملین، رہائی کے 2 ملین)

رامش اپنی ماں کو چھوڑ کر اپنی بہن کے ساتھ اس محل نما گھر کی سیر کو نکل پڑا تھا۔ وہ اس گھر میں پہلے بھی آیا تھا۔ مگر تب وہ چھوٹا سا بچہ تھا۔ یہ گھر کافی خوبصورت تھا۔ پتھر اور لکڑی کے میل سے بنہ یہ گھر مغربی فلموں میں میلن ائیرز کے گھروں جیسا تھا۔ ویسے ہی گلاس ڈور، آٹومیٹک ہوم سسٹمز اور ایک پول بھی تھا۔ جو ان ڈور تھا۔ یعنی گھر کے اندر۔ مگر فی الوقت وہاں جانے کا راستہ بند تھا۔ وہ یوں ہی اس گھر کے مزے لے رہا تھا جب اس نے اپنی بہن کو دیکھا۔ وہ ارسلان سے باتیں کر رہی تھی۔

"اس کو ارسلان سے کیا کام" وہ سوچتا ہوا ان کی طرف گیا۔ مگر بجائے اس کے کہ وہ سیدھا سیدھا جا کر ان سے پوچھتا وہ چھپ کر ان کی باتیں سننے لگا۔ رمشہ ارسلان کو اپنے

سوشل میڈیا کے بارے میں کوئی بات پتہ رہی تھی۔ان کے بات کرنے کے طریقے سے ایک بات تو ظاہر تھی وہ دونوں ایک دوسرے کو جانتے تھے۔شاید سوشل میڈیا سے،اور جانی عرصے سے جانتے تھے۔رامش نے سوچا کہ وہ جا کر ارسلان کا منہ توڑ دے،مگر نہیں، وہ ان کا کزن تھا۔مگر انجم بھائی اکثر کہتے تھے "ارسلان دیمک ہے،ایسی دیمک جو لکڑی نہیں انسان کھاتی ہے"۔

رامش مزید رمشہ کو اس سے باتیں کرتے نہیں سن سکتا تھا۔وہ ان کے پاس گیا۔ارسلان کو سلام کیا۔ان کے رنگ اڑ چکے تھے۔کیا وہ کچھ غلط کر رہے تھے؟بہر حال ارسلان کچھ ہی لمحوں میں اپنے کمرے کی طرف چلا گیا اور رمشہ باہر نکل گئی۔رامش ارسلان کے کمرے کی طرف گیا۔دروازہ کھلا تھا۔وہ وہیں کھڑا اس کی باتیں سننے لگا۔وہ فون پر کسی سحر نامی عورت سے بات کر رہا تھا۔

"ڈونٹ وری بے بی،رمشہ سے تو میں بس کھیل رہا ہوں،اصل میں تو تم میرے دل کی رانی ہو"رامش اس کا منہ توڑنے کو اندر جانے لگا جب اس کی نظر اس کے ہاتھوں میں جھولتی بندوق پر پڑی تھی۔وہ چھوٹی سی بندوق،کسی شیر کی وحشت رکھتی تھی،رامش واپس چھپ

گیا" نہیں، انجم کو مارنے کا میرا پلان نہیں ہے، میں اتنا بھی سٹوپٹ نہیں ہوں، بس ڈراؤں گا اسے، مے بی اس کی ٹانگ میں گولی مار دوں، لیکن اسے ماروں گا نہیں، ڈونٹ وری'

اور ریحان بھاگتا ہوا وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ انجم بھائی، انجم بھائی کو ڈھونڈ نا تھا اسے۔

وہ باغیچے میں پہنچا تو انجم کو ہانیہ کے ساتھ کھڑا پایا۔ ہانیہ ان کو وہاں اکیلا چھوڑ گئی۔ رامش نے انجم کو ارسلان اور بندوق کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔ مگر انجم پر سکون رہا۔ اس نے رامش کو بھی پر سکون رہنے کا کہا۔

"کوئی بات نہیں رامش، آج کے بعد ارسلان اس قابل نہیں رہے گا کہ وہ کسی کو بھی چوٹ پہنچا سکے"

انجم کے لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ رامش پر سکون ہو گیا۔ مگر اس نے فیصلہ کیا کہ وہ رمشہ والا معاملہ خود ہی حل کر لے گا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(اگلی صبح بارہ بجے(Am12)،پارٹی شروع ہونے کے تین گھنٹوں بعد،(آخری نتیجہ
پھانسی کے ووٹ 20 لاکھ 95 ہزار، رہائی کے 20 لاکھ 94 ہزار 5 سو)

پارٹی ختم ہو چکی تھی۔ رامش نے گھر آتے ساتھ ہی رمشہ کو بہت باتیں سنائی تھیں۔ ان کی ماں واپس نہیں آئی تھی اور ریحان آتے ساتھ ہی سو گیا تھا۔ یہ ساری رامش کی غلطی تھی، اسے کچھ کرنا چاہیے تھا، مگر اس نے انجم کی بات مان لی تھی، اور اب انجم ناقابلِ بیان حد تک تکلیف میں تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆
☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(واپس سے رات ساڑھے نو بجے، پارٹی شروع ہونے کے آدھے گھنٹے بعد)

ماہین آج بہت پریشان تھی۔ سب کچھ صحیح طرح سے ہونا ضروری تھا۔ یہ پارٹی بہت اہم تھی۔ ہیوی جیولری، بہت سارا میک اپ، کالے اور سفید رنگ کے حسین امتزاج میں ڈوبی میکسی پہنے وہ دیکھنے والوں کی آنکھوں کا محور بن رہی تھی۔ مگر اسے دیکھنے والے نہیں جانتے

تھے کہ اس کے دل میں آگ لگی تھی۔ مگر ارحم دیکھ سکتا تھا۔ وہ اس کے پاس آیا "پریشان مت ہو "اس نے مسکراتے ہوئے کہا" وہ دیکھ رہی ہو "اس نے ایک عورت کی طرف اشارہ کیا" وہ نیوز رپورٹر ہے، اور وہ جو ہے نا" پھر ایک اور لڑکی کی طرف اشارہ کیا" وہ آمنہ ہے، پولیس آفیسر، اور فائنلی وہ رہی ہماری لیڈ لیڈی (lead lady, وہ عورت جو کسی کہانی کی مرکزی کردار ہوتی ہے)" پھر ایک لڑکی کی طرف اشارہ کیا۔ "پلان سمپل ہے، ایک اکیلے کمرے میں انجم اور ہماری لیڈ پھنس جائیں گے، پھر وہ چلا چلا جر سب کو بلائے گی، سین بنے گا، فوٹوز کھینچی جائے گی، انجم اریسٹ ہو جائے گا، اور اس کا کیریئر تباہ ہو جائے گا"

"اوکے "ماہین نے گہری سانس لی اور لیڈ کی طرف چلی آئی۔ اسے ایک کمرے میں جاکر چھپنے کا کہا۔ مگر انجم کو وہاں ابھی نہیں بھیجنا تھا۔ ابھی سارے مہمانوں نے آنا تھا۔ انجم کی ارحم کے ساتھ بحث ہوئی، مگر ابھی نہیں۔ تقریباً ساڑھے دس بجے وہ انجم کی طرف آئی جو اپنے بھائی رامش کو پرسکون کروا رہا تھا۔

"انجم آئی ایم سوری، ارحم کو یہ ساری باتیں نہیں کہنی چاہیے تھیں"

"کوئی بات نہیں "انجم مسکرا دیا۔

"اوشٹ" ماہین نے اپنا ماتھا پٹخا "میں اپنی سمارٹ واچ اپنے کمرے میں ہی بھول آئی ہوں۔انجم تمہیں تو پتہ ہے نا میرا کمرا کہاں ہے، کیا تم؟"

"شیور مامی" وہ بیچارا اب انکار کیسے کرتا۔

"ڈریسنگ ٹیبل پر پڑی ہو گی، تھینکس" انجم گھر کی طرف نکل پڑا۔

انجم گھر کے اندر داخل ہوا تو اس کی نظر اپنی ماں کی طرف پڑی جو ایک کمرے میں کھڑی اس کی نانی سے باتیں کر رہی تھی۔وہ اندر گیا۔اپنی ماں کو کنفرنٹ کیا۔کچھ دیر بعد اسے ڈھونڈتی ہانیہ وہاں آگئی۔ہانیہ نے یو ایس بی لیپ ٹاپ میں لگادی تھی۔وہ اپنے فون پر کچھ ٹائپ کرتا اپنی مامی کے کمرے کی طرف جا رہا تھا۔وہ اپنے موبائل میں اتنا گم تھا کہ اسے اپنے پیچھے آتے ارسلان کی بھنک بھی نہ ہوئی۔

وہ کمرے میں داخل ہوا تو ارسلان نے پیچھے سے دروازہ بند کر دیا۔انجم جھپٹ کر مڑا۔ ارسلان کے ہاتھ میں پسٹل تھی جو اس نے انجم کی طرف تانی ہوئی تھی۔ مگر انجم کے چہرے پر ڈر نہیں تھا، سکون تھا، مکمل سکون۔اس کے چہرے پر وہ جذبات کے مجموعے کا سایہ آچکا تھا۔وہ بدل چکا تھا۔

"ہیلو ارسلان" اس نے محظوظ سے انداز میں کہا۔

"ہیلو کزن" اس نے بندوق کا گھوڑا کھینچا "مرنے کے لیے تیار ہو جاؤ" ارسلان کی زبان سے آواز ادا ہوئے اور پردے کے پیچھے چھپی لڑکی کی چینخ سی نکلی۔

"کون ہے" ارسلان کا روم روم کانپ اٹھا۔

"ارے فکر نہ کرو" انجم البتہ پرسکون تھا "یہ تمہارے پاپا کی چال ہے، وہ کسی لڑکی کے ساتھ میرا اسکینڈل بنانا چاہتے تھے، ڈونٹ وری ارسلان یہ ہمارے لیے اتنا بڑا خطرہ نہیں ہے، کم آن ڈیئر" لڑکی کو محاطب کیا "باہر آجاؤ کہیں ارسلان گولی نہ چلادے" وہ لڑکی باہر آئی۔ارسلان اب دونوں پر بندوق تانے ہوئے تھا، جب انجم کے فون پر رنگ ہوئی تھی۔وہ ٹیون ہانیہ کے لیے مخصوص تھی۔انجم مسکرایا۔

"ارسلان ادھر آؤ ذرا" اس نے اس کمرے سے باہر کو کھلتی کھڑکی کی طرف اشارہ کیا۔

"کیوں؟" ارسلان چلایا۔اسے سمجھ نہیں آرہا تھا کہ انجم اتنا پرسکون کیسے تھا؟

"آؤ تو صحیح نا یار" ارسلان نہ ہلا "یار مجھے پتہ ہے تم مجھے شوٹ نہیں کرنا چاہتے بس ڈرانا چاہتے ہو، او (اس نے باہر دیکھا تو چونکا) شو شروع ہو گیا ہے"

کنفیوز ڈار سلان کھڑکی کے باعث آیا۔ سٹیج پر وہ لڑکی تھی۔وہ لڑکی جو اس کے سولہویں جنم دن سے منسلک تھی۔

"یہ تم نے کیا کیا" انجم بس مسکرایا تو ارسلان باہر کی طرف بھاگا۔ مسکراتا انجم بھی اس کی طرف جارہا تھا جب وہ رکا، مڑا، اس لڑکی کی تصویر کھینچی جو اس کا اسکینڈل بنانے آئی تھی "This isn't over" اس لڑکی کو دھمکی دی، اور باہر کو بھاگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

((اگلی صبح بارہ بجے (Am12)، پارٹی شروع ہونے کے تین گھنٹوں بعد)

ماہین کا غصے کے بارے برا حال تھا۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھی تھی جو پولیس اسٹیشن کو روانہ تھی۔

"یہ سب تمہاری غلطی ہے ارحم، کہا بھی تھا میں نے، کہا بھی تھا کہ پلان رسکی ہے، مگر تم-" وہ اسے مزید سنانا چاہتی تھی جب اس کا فون بجنے لگا تھا۔ سحر کالنگ۔ ارسلان کی گرلفرینڈ۔

"سحر" وہ رونے لگی تھی۔

"آنٹی پلیز" دوسری طرف سے ایک پر سکون اور سپاٹ آواز گونجی تھی "رونا بند کریں، آنسو کافی برے لگتے ہیں مجھے۔ اینڈ ڈونٹ وری، میرے پاس ایک پلان ہے" سحر اپنا منصوبہ بتانے لگی اور ماہین کے آنسو ختم ہونے لگے۔ ارسلان کی باقی ساری چوائسز گھٹیا ہی ہوتی تھیں، مگر لڑکی کا انتخاب اس نے اپنے باپ کی طرح قابل ہی کیا تھا۔ "ویل ڈن ارسلان"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ایک آخری بار واپس رات ساڑھے نو بجے، پارٹی شروع ہونے کے آدھے گھنٹے بعد)

ہانیہ آج اس پارٹی پر آنے کو بڑی پر جوش تھی۔آج انجم ارسلان کو تباہ کرنے والا تھا۔ فائنلی بنا گوشت کے بکرے کو پھونے والا تھا وہ۔وہ اندر داخل ہوئے تو ارسلان ان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"ہیلو کزن "وہ ہمیشہ کی طرح ڈیزائنر کپڑوں میں تھا"کیا بات ہے،میرے باپ کی کمپنی میں کیا آئے تم نے بھی اچھے کپڑے پہننے شروع کر دیے "انجم کو بہت غصہ آیا،اتنا کہ انجم نے مٹھیاں بھینچی،یوں کہ ناخن ہتھیلیوں میں دھنس گئے۔

"مگر وہ کہتے ہیں نہ کہ اچھے کپڑے پہن لینے سے انسان اچھے گھر کے نہیں ہو جاتے"

"اور زیادہ کپڑے پہننے سے چوہے،ہاتھی نہیں بن جاتے"ہانیہ نے اسے ٹوکا،ایک بار پھر اس کی نسوانی جسامت کو نشانہ بنایا"یار مجھے تو لگتا ہے کہ تم اینار یکسک ہو،کھانا کھاتے ہو،پھر منہ میں انگلی ڈال کر الٹی کر دیتے ہو تا کہ ماس نہ نکل آئے"ہانیہ نے ہاتھ باندھ لیے،ارسلان کچھ کہنے لگا مگر ہانیہ اسے ٹوکتے ہوئی بولی"آئی مین،جب لڑکیاں ایسا کریں تو میں ان کو کہتی شادی کرلو،منہ میں انگلی کی بجائے کچھ جائے گا تو کیا پتہ انگلی کرنا بند کر دیں،اب تمہیں کیا کہوں،تم تو آگے ہی۔۔۔۔۔۔۔یو نو"

نوولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں، آئی ڈونٹ "ارسلان کا موڈ خراب ہو گیا تھا" تم بتاؤ مجھے، کیا مطلب ہے تمہارا"

"اوہ یار مطلب کہ There's a stick up your a**)" وہ بول کر ہنسنے لگی تو ارسلان منہ بناتا وہاں سے نکل گیا۔ اسے تو وہ بعد میں دیکھ لے گا۔

"یار انجم اس کے آگے ڈٹ کر مقابلہ کیا کرو، اب میں کب تک تمہارا شوہر بن کر تمہیں بچاتی رہوں گی" ہانیہ کو انجم کا یوں ارسلان سے ذلیل ہونا زہر لگتا تھا۔ وہ انجم سے عشق کرنے لگی تھی۔

کچھ دیر بعد ارحم نے ان دونوں کو بلایا۔ وہ اپنے بزنس پارٹنر کے ساتھ تھے، انجم کے پرانے باس اعظم صاحب بھی وہاں موجود تھے۔ انجم کو بلانے کا مقصد اس کی بے عزتی کرنا تھا۔

"آئی مین، انجم اپنی نانی کے ذریعے ہماری کمپنی میں آیا ہے، اور مجھے لگتا تھا کہ nepotism ختم ہو گیا ہے، مگر نہیں، انجم نے مجھے غلط ثابت کر دیا" مزاح کا بہانا بنا کر وہ انجم کو ذلیل کر رہے تھے۔ ہانیہ اس کے دفاع کو اترنے ہی لگی تھی کہ انجم بول پڑا "ویسے ماموں جان، آپ اعظم صاحب سے کیوں نہیں پوچھتے کہ میری قابلیت کیا ہے، آئی مین وہ

مجھے رکھنے کے لیے میری سیلیری ٹرپل کرنے کو تیار تھے" اس نے آرام سے اعظم صاحب کی طرف اشارہ کیا، مگر ان کی بات کا انتظار کیے بغیر اپنی بات کو جاری رکھا" اور اگر ہم nepotism کی بات کر رہے تو آپ ارسلان کی بھی بات کریں، آئی مین، واؤ، اسے کچھ نہیں آتا مگر پھر بھی ہماری کمپنی کی مینجمنٹ ٹیم کا حصہ ہے" انجم نے بھی اپنا انداز مزاحیہ ہی رکھا تھا۔ مگر ننگا انجم کو کر ہی دیا تھا۔

ہانیہ بہت خوش تھی۔ انجم اور وہ ارحم کو وہیں چھوڑ کر باغ میں ٹہلنے لگ پڑے۔ جب انجم کی نظر آمنہ پر پڑی تھی۔ آج آمنہ نے اپنے بال کھلے چھوڑے تھے۔ اس کی نیلی آنکھیں، انجم کو بہت جانی پہچانی لگتی تھیں۔

"سلیبرٹی کرش" ہانیہ نے اس کی نظروں کا تعاقب کیا۔

"Something like that"

انجم اپنے جذبات بیان نہیں کر سکتا تھا۔

"تو آؤ پھر مل کر آئیں" ہانیہ اس کو کھینچتی آمنہ کے پاس لے آئی۔ انجم بغاوت کرتا رہا، مگر ملکہ نے اس کی کہاں سننی تھی۔

"السلام علیکم" ہانیہ نے آمنہ کے پاس آکر کہا۔وہ آمنہ سے ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگے جب آمنہ نے انجم کو پہچان لیا"اب مجھے یاد آیا۔آپ وہیں ہیں ناجو کیفے میں مجھے گھور رہے تھے؟"آمنہ نے انجم سے سوال کیا تو ہانیہ آنکھیں نکال کر اسے گھورنے لگی۔

"اویس"اس نے سچ بولنے میں ہی بہتری سمجھی"میرا دوست،ہارون،ہانیہ کا بھائی،وہ فیس کلر کا کیس فالو کر رہا ہے،تو یونو اسے آپ پسند ہو"

"رئیلی"آمنہ نے مسکرا کر کہا۔

"جی،اور اس لیے ہم آپ کو گھور رہے تھے،آئی ہوپ آپ نے برا نہیں منایا"

"ارے نہیں نہیں"آمنہ نے پیار اور اپنائیت سے کہا،ایسا کیا تھا اس عورت میں جو انجم کو وہ اپنی اپنی لگتی تھی"ویسے کہاں ہے آپ کا دوست،مجھے اس مل کر کافی اچھا لگے گا"

"اس نے بھی آنا تھا"انجم بتا رہا تھا جب ہانیہ کی نظروں میں ہارون آیا۔وہ اسے بولانے لگا۔ہارون ان کی طرف چلنے لگا جب اس نے آمنہ کو دیکھا اور منہ چھپاتا بھاگ گیا۔

"لگتا ہے شرما گیا"آمنہ ان سے ایکسکیوز کرتی اپنے ٹیبل کی طرف چلی گئی اور وہ دونوں ہارون کی طرف۔

"یار آج میرا موڈ بڑا خراب تھا" وہ غصے میں تھا "میں آمنہ سے اس موڈ میں نہیں مل سکتا۔ پاپا نے بڑا تنگ کیا ہے مجھے" مگران کے پاس ہارون کے قصیدے سننے کو وقت نہیں تھا۔ پلان کو سٹارٹ کرنا تھا۔ انھوں نے ہارون سے جان چھڑائی تو رامش وہاں آگیا۔ ہانیہ نے انجم کو رامش کے پاس چھڑا۔

وہ بیک اسٹیج پر گئی جہاں ڈی جے موجود تھا۔ وہ ڈی جے کے پاس گئی اور اس سے گانے کی درخواست کرنے لگی۔ باتوں باتوں میں اس نے یو۔ایس۔بی لیپ ٹاپ میں لگادی۔ وہ یو ایس بی بہت چھوٹی تھی، اگر آپ اسے ڈھونڈ نہ رہے ہوں تو وہ نظر نہیں آتی تھی۔ پھر ہانیہ باہر گئی۔ وہاں ایک لڑکی حجاب پہنے اس کا انتظار کر رہی تھی۔ ہانیہ کے ساتھ وہ لڑکی اندر داخل ہوئی۔ ہانیہ نے اسے ٹیبل پر بٹھایا اور انجم کو ڈھونڈنے نکل پڑی۔ اسمہ نے اسے بتایا کہ وہ فلاں کمرے میں ہیں۔ وہاں وہ اپنی ماں کے ساتھ تھا۔ ہانیہ سمجھ گئی تھی کہ کچھ ہوا تھا۔ مگر انجم نے اسے پلان کے ساتھ آگے بڑھنے کا کہا۔ وہ باہر گئی اور اس لڑکی کو اسٹیج پر لے گئی۔ گانا بند ہوا۔ لیپ ٹاپ کا کنڑول ہانیہ کے موبائل میں بھی تھا۔

اس لڑکی نے بولنا شروع کیا تو ہانیہ نے انجم کو "سٹارٹنگ" کا میسج بھیج دیا۔ادھر اسٹیج پر وہ لڑکی اپنی کہانی بتا رہی تھی۔

"میں اور ارسلان پرانے دوست تھے، پیچھے لگے پروجیکٹر پر ان کی تصاویر کا سلائیڈ شو چل رہا تھا"اس کے سولہویں جنم دن پر بندوق کی نوک پر ارسلان نے میرے ساتھ زیادتی کی، اور پھر کرتا رہا تھا"اس لڑکی کی آواز روہانسی تھی،ارحم نے گارڈز سے اسے باہر نکالنے کا کہا مگر وہ خریدے جا چکے تھے"میں کسی کو نہ بتا سکی،وہ کہتا تھا کہ وہ مجھے مار دے گا،اس کے پاس بندوق تھی،میں مان گئی،پھر دو سال بعد جب ـــــ--"الفاظ ادا کرنا بہت مشکل تھا"جب میں پریگننٹ ہوئی اور میرے پیرنٹس کو پتہ چلا تو انھوں نے ارسلان کے گھر والوں کو کنفرنٹ کیا تھا"انجم کے ایک وار سے ارحم کا سارا خاندان تباہ ہو گیا تھا"انھوں نے میرے گھر والوں کو پیسے دیے اور اور ـــــ-----اور میرا چھ ماہ کا بچہ بچہ ابارٹ کروا دیا،وہ انسان بن گیا تھا،اس کی قبر ہے، مگر ان ظالموں نے"وہ رونے لگی تو ارسلان چلاتا وہاں پہنچا تھا" جھوٹ ہے یہ سب، جھوٹ ہے"اور سب اس کی طرف متوجہ ہوئے۔اس کے ہاتھ میں بندوق دیکھ کر آمنہ چوکنا ہوئی اور غلام بخش کو میسج کر دیا۔بندوق دیکھ کر وہ لڑکی گھبرا گئی تھی تو ہانیہ نے آ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔"اچھا یہ جھوٹ ہے،یہ لوگ ماننے کو تیار ہی نہیں تھے کہ یہ بچہ

ارسلان کا تھا" اس لڑکی نے کانپتی آواز سے اپنی بات جاری رکھی "اس لیے انھوں نے ڈی این اے ٹیسٹ بھی کروایا تھا، اور اس کا رزلٹ آپ سب کو ائیر ڈراپ کے ذریعے فارورڈ کر دیا گیا ہے" پیچھے سے آتے انجم نے اپنے فون پر کچھ بٹن دبائے اور سب کے فون بجنے لگے۔ سب کو وہ رزلٹس مل گئے تھے۔

"میں چھوڑوں گا نہیں تمہیں" ارسلان نے اپنی بندوق اس لڑکی پر تان دی۔ آمنہ اس کے پاس جا رہی تھی۔

"ڈونٹ بھی سٹوپڈ کزن" یہ آواز انجم کی تھی جو وہاں اس کے پیچھے کھڑا تھا۔ ارسلان نے بندوق اس پر تان دی۔ کسی میں ہلنے کی ہمت نہیں تھی۔ سکیورٹی گارڈز کو سمجھ نہ آئی کہ وہ ارسلان کو روک سکتے تھے یا نہیں۔ آمنہ کے پاس اپنی بندوق نہیں تھی۔

انجم اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتا سٹیج کی طرف جا رہا تھا۔ ارسلان کی بندوق اس کے ساتھ گھوم رہی تھی۔ "یہ تمہارے مظالم کی سزا ہے، اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں ہے"

"صحیح کہا کزن" ارسلان کی آواز میں ایک شیطانیت تھی، بیک گراؤنڈ میں اس کے ماں باپ اسے بندوق پھینکنے کا کہہ رہے تھے "اس لڑکی کا کوئی قصور نہیں یہ تو بس مہرا تھی" ہانیہ

سمجھ گئی تھی کہ ارسلان کیا کرنے والا تھا، وہ لڑکی کا ہاتھ چھوڑ کر انجم کی طرف بھاگی تھی

"قصور تو تمہارا ہے"

بندوق چلی تھی۔ ڈر کے مارے انجم نے اپنی آنکھیں بند کر دی تھیں۔ مگر جب کچھ لمحوں بعد اسے درد نہ ہوا تو اس نے اپنی آنکھیں کھولیں۔ اس کے سامنے وہ کھڑی تھی۔ وہ جس کی سبز آنکھوں میں انجم کا جہان بستا تھا۔ ہانیہ اس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔ گولی ہانیہ کی کمر میں لگی تھی، اس کی سبز آنکھیں بند ہونے لگیں، وہ اپنا توازن کھو کر انجم کی باہوں میں گری تھی۔ جو کپڑے چند لمحے پہلے خون سے لال نہیں ہوئے تھے وہ اب لال ہو رہے تھے، مگر انجم سمجھ ہی نہ پایا کہ جو درد اسے ابھی ہو رہا تھا کیا وہ زیادہ تھا یا وہ درد زیادہ ہوتا جو اسے گولی لگنے سے ہوتا تھا۔

اس ہلچل میں آمنہ نے ارسلان کو پکڑ لیا تھا۔ کچھ لوگ اندر بھاگ رہے تھے، جمگھٹ ان کے گرد جمع تھے۔ ہارون بھی وہاں آ گیا تھا۔ انجم کی ماں بھی تھی۔ اس کی نانی بھی۔ بھائی، بہن۔ مگر اسے ان سے کوئی غرض نہیں تھا۔ اسے غرض تھا تو بس اس عورت سے جو اس کی باہوں میں ساکن پڑی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

****

****

باب 3: اسے ایکارس (Icarus) سے محبت تھی نہ اس کے باپ سے

ارحم چنگیز عالم کے گھر پر رکھی پارٹی ایک گن شوٹ کے ساتھ ختم ہوئی تھی۔ وہاں آئے مہمان ابھی تک صدمے میں تھے۔ اس گھر سے نکلتی ایمبولینس پر سب کی نظر تھی۔ جس میں اس بدقسمت لڑکی کو ہسپتال لے کر جایا جارہا تھا، جس پر ارحم چنگیز عالم کے بیٹے نے گولی چلائی تھی۔

دور جاتی ایمبولینس کے اندر انجم اور ہارون بیٹھے تھے۔ اندر لگے بستر پر ہانیہ لیٹی تھی۔ بے حس، بے جان۔ مگر اس کی سانسیں چل رہی تھیں۔ دل دھڑک رہا تھا۔ وہ زندہ تھی۔ اس

بستر کی بائیں طرف انجم کے مقابل، ایک نرس بیٹھی تھی، مگر انجم اس سے بے خبر تھا۔ انجم نے ہانیہ کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ اس کی آنکھیں بھیگ رہی تھیں۔ آنسوؤں سے دھندلاتے منظر میں ماضی کی یادیں اس کے دماغ پر چھانے لگی تھیں۔

ایمبولنس میں بے حس پڑی ہانیہ کا منظر دھندلاتا گیا اور انجم کی آنکھوں کے سامنے ان کی پہلی ملاقات کا منظر نمودار ہوا۔ وہ یونی پہلی بار آیا تھا۔ کافی نروس تھا۔ انجم ذہین تھا، مگر لوگ اسے ڈرایا کرتے تھے۔ وہ سب سے، کرسیوں کی ایک تقریباً خالی لائن، میں جا کر بیٹھ گیا تھا۔ کچھ لمحے گزرے اور اس کے دائیں جانب ایک لڑکی آکر بیٹھی تھی۔ ہاف سلیوٹی شرٹ، اور جینز پہنے، سفید رنگ اور بڑے بالوں کی مالک۔ اس کی سبز نظریں انجم پر جمی تھیں۔

"ہائے، میں ہانیہ" اس نے مسکرا کر کہا۔

"انجم" انجم نے جواب دیا۔ اس لڑکی میں کچھ تو خاص تھا۔ مگر انجم سمجھ نہیں پایا تھا۔

"سو، تم اکیلے کیوں بیٹھے ہوں؟" ہانیہ نے بنا کسی فکر کے پوچھا۔ وہ انجم سے فرینک ہو گئی تھی۔ اور اس لمحے انجم کو سمجھ آیا کہ اس لڑکی میں کیا خاص تھا۔ وہ نڈر تھی۔

impulsive تھی۔پہلے عمل کرتی، پھر نتائج کا سوچتی تھی۔انجم سے بالکل برعکس۔اور یہ تو اصولِ دنیا ہے کہ متضاد میں کشش ہوتی ہے۔

تیزی سے چلتی ایمبولنس نے اچانک رائٹ ٹرن لیا تو انجم ہڑبڑا کر حال میں واپس لوٹا۔ہانیہ اس کے سامنے بے جان پڑی تھی۔آنسو اب بھی موجود تھے۔وہ یہ منظر نہیں دیکھ سکتا۔وہ ہانیہ کو یوں نہیں دیکھ سکتا۔دماغ کے گھوڑے بھاگنے لگے، یہ منظر پھر دھندلانے لگا،اور اس دھند کے پیچھے سے ایک نیا منظر ابھرنے لگا۔

وہ تینوں یونی کے کیفے میں بیٹھے تھے۔انجم اور ہارون کسی بات پر بحث کر رہے تھے۔ہانیہ اپ سیٹ تھی۔انھوں نے اس کے برے موڈ کا سبب پوچھا تھا مگر اس نے بتانے سے انکار کر دیا تھا۔کچھ لمحے اور گزرے تو ہانیہ نے چلا کر ان کی توجہ اپنی طرف کی۔

"یار میں تنگ آگئی ہوں فرقان سے" فرقان ان کی کلاس میں پڑھتا تھا۔

"کیوں؟" ہارون نے اسے چھیڑنے کا منصوبہ بنایا "ایسا کیا کر دیا فرقان نے؟"

"کیا کیا؟" ہانیہ کا پارا ہائی ہو "یار اس بر گر نسل کو نا جانے کیا مسلہ ہے، جب دیکھو لوگوں کو بری طرح ٹریٹ کرتے ہیں، خود کو پتہ نہیں کیا سمجھتے ہیں، میں یہ عورت نما لڑکوں سے

بہت نفرت کرتی ہوں، یہ جو سفید رنگ، پتلے جسم، اور برانڈڈ کپڑوں والے بنا گوشت کے بکرے ہیں، میرا تو دل کرتا ہے-دل کرتا ہے——"

"کہ ان کو کرسی سے باندھ کر ان کے منہ پر تھپڑوں کی بارش کرتے رہو ا"س کے پاس اپنے غصے کو ظاہر کرنے کے لیے الفاظ نہیں تھے۔ جب سپاٹ سے انداز اور ہلکی آواز میں انجم نے اس کا جملہ مکمل کیا تھا۔

اس لہجے میں کچھ ایسا تھا کہ وہ دونوں اسے گھورتے رہے تھے۔ ان کی نظروں کو محسوس کرتے ہوئے انجم ہنس دیا۔ وہ دونوں بھی ہنس دیے۔ اس دن انجم کا دل ہانیہ پر آیا تھا۔ وہ ارسلان جیسے لڑکوں سے اتنی ہی نفرت کرتی تھی جتنی انجم کرتا تھا۔

آنسوؤں کا پانی اس منظر پر پڑا اور وہ گہرائیوں میں ڈوب گیا۔ یہ ان کے پہلے سمسٹر کے آخری پیپر کی بات ہے۔ انجم ایگزام روم سے پہلے نکل آیا تھا۔ وہ ادھر ادھر ٹہل رہا تھا جب فرقان بھاگتا ہوا اس سے ٹکرا گیا تھا۔ فرقان کا آئی فون زمین پر گر گیا تھا۔ خوش قسمتی سے زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا لیکن فرقان انجم پر برس پڑا تھا۔ انجم نے غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں تھیں، یوں کے ناخن ہتھیلی میں پیوست ہو گئے۔ مگر وہ بولا کچھ نہیں۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر جب ہانیہ ایگزام روم سے باہر نکلی تو وہ فرقان پہ برس پڑی تھی۔اس نے فرقان کو بہت سنائی تھیں۔مسلہ ایچ اوڈی تک جا پہنچا تھا۔مگر ہانیہ آخری قدم تک انجم کے ساتھ رہی تھی۔کوئی آج تک انجم کے لیے یوں کھڑا نہیں ہوا تھا۔کسی نے آج تک انجم کو یہ احساس نہیں دلایا تھا کہ وہ اہم ہے۔مگر ہانیہ کے اس عمل نے انجم کو محسوس کروایا کہ ہانیہ اسے اہم رکھتی تھی۔اور یہ وہ لمحہ تھا جب انجم علی خان ہانیہ کی محبت میں گرفتار ہو گیا تھا۔

ایمبولنس رکی تو آنسوؤں میں بھیگا ماضی کا فسوں ٹوٹا۔انجم اور ہارون ایمبولنس سے باہر نکلے۔اب ہانیہ کو سٹریچر پر ہسپتال میں لے جایا جارہا تھا۔وہ دونوں سٹریچر کے ساتھ بھاگ رہے تھے۔سٹریچر آپریشن روم میں داخل ہوا تو دروازہ ان دونوں پر بند کر دیا گیا۔انجم دروازے کے ساتھ دیوار سے ٹیک لگائے زمین پر بیٹھ گیا۔ہارون نے ساتھ بیٹھ کر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا "وہ ٹھیک ہو جائے گی انجم۔مجھے یقین ہے وہ ٹھیک ہو جائے گی" انجم سے زیادہ اس نے خود کو تسلی دی۔

****

****

ہانیہ کو آپریشن تھیٹر میں بند ہوئے ایک گھنٹہ گزرنے کو تھا۔ہارون اور انجم ابھی بھی دروازے کے سامنے بے چین ادھر ادھر چل رہے تھے۔جب انجم کو کچھ یاد آیا۔اس نے اپنا فون نکلالا،اور کان سے لگالیا۔گویا کسی کی کال آئی ہوئی ہو۔

"کیا،اومائی گاڈ"اس کی آواز کانپ رہی تھی"آف کورس میں بس ابھی آیا"

"کیا ہوا؟"انجم نے فون بند کیا ہی تھا کہ ہارون بولا۔

"ہارون،مجھے جانا ہوگا"اس نے ناجانے کیسے یہ آواز نکالے۔

"انجم"ہارون کو یقین نہ آیا۔

"مجھے پتہ ہے ہارون"اس نے ہارون کے ہاتھ پکڑے"مجھے پتہ ہے تم کیا سوچ رہے ہو، مگر تم جانتے ہو تمہاری بہن سے زیادہ میرے لیے کوئی چیز اہم نہیں،مگر میری امی کی طبیعت خراب ہوگئی ہے،اور ریحان گھر نہیں ہے،رامش اور رمشہ ابھی بچے ہیں،میں انھیں ہسپتال چھوڑ کر واپس آجاؤں گا"

"تو یہاں سے ایمبولنس بھیج دو"ہارون اتنے شاک میں بھی سمجھدار تھا۔

"کم آن ہارون، امی یہ ہسپتال آفارڈ نہیں کر سکتیں، اور یہ بالکل بھی نہ کہنا کہ تم کر سکتے ہو"

"اوکے "انجم کو پیسے ادھار مانگنا زہر لگتا تھا۔اور ہارون یہ بخوبی جانتا تھا۔

انجم کو یوں ہانیہ کو چھوڑ کر جانا بہت برا لگا تھا۔ مگر جانا ضروری تھا۔اس کے اندر لگی آگ کو بجھانے کا ایک ہی طریقہ تھا۔

****

****

ضامن خوابوں کی دنیا میں گم تھا۔اس جہنم میں خواب ہی تھے جو اسے سکون دیتے تھے۔ دھڑام سے دروازہ کھلا تو اس کے خواب غائب ہو گئے۔انجم آگیا تھا۔اس کی موت کا فرمان سنانے۔

"مبارک ہو"انجم نے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی تو روشنی سے ضامن کی آنکھیں چندھیا گئیں"دنیا تمہیں مارنا نہیں چاہتی۔پانچ سو ووٹ سے بچ گئے تم۔اب تم ساری زندگی

یہاں میرے ساتھ گزارو گے "اور ضامن کے اندر کچھ ٹوٹ گیا۔اسے یہ زندگی نہیں چاہیے تھی۔اس کی آنکھوں سے پانی بہنے لگا تو انجم نے اس کے منہ سے بھی پٹی اتاری۔

"ایک کام ہو سکتا ہے" ضامن کی آنکھوں سے بہتا پانی آج زمین پر گر رہا تھا۔وہ زمین جس میں کچھ دن بعد ضامن نے دفن ہو جانا تھا۔

انجم نے اپنی بات مکمل کی اور ضامن نے حامی بھر دی۔آدھے گھنٹے بعد دنیا بھر میں لوگوں کے فون پر نوٹیفکیشن آ رہے تھے۔ فیس کلر نے ایک نئی ویڈیو ریلیز کی تھی۔

وہ ضامن تھا۔کرسی سے بندھا ہوا۔اس کے چہرے پر تھپڑوں کے نشان واضح نمایاں تھا۔اس کی آواز کانپ رہی تھی، کمزور تھی۔"میں ضامن ہوں، اور یہ جان کر مجھے بہت دکھ ہوا کہ آپ لوگوں نے مجھے معاف کر دیا، میں معافی ڈیزرو نہیں کرتا، میں موت قبول کرتا ہوں۔" ضامن خاموش ہوا تو ایک دھندلا سا سایہ کیمرے کے پیچھے سے نکل کر اس کے پاس آیا۔وہ سایہ اس کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔پھر اس کے ہاتھ ضامن کی گردن پر آئے۔ آرام سے گردن کو بھرتے ہاتھ، جب اپنی منزل پر پہنچے تو طاقتور ہو گئے۔ضامن کی آنکھیں باہر نکلنے لگیں، اس کا سانس تنگ ہونے لگا، وہ کرسی پر بندھی رسیوں سے نکلنے کی کوشش

کرنے لگا۔ مگر اس کی محنت بے سود تھی، اس دھندلے سائے کے ہاتھوں کے زیرِ اثر آج اس نے اپنے مالکِ حقیقی سے ملنا تھا۔ اور جب اسے اپنی موت نظر آئی تو اس نے توبہ کر لی۔ ماں باپ سے بدتمیزی کے لیے، لڑکیوں کو چھیڑنے کے لیے، سگریٹ کے لیے، منشیات کے لیے اور سب سے بڑھ کر حسنین کے لیے۔ اور جب اس کی روح پرواز کرنے لگی تو اس نے سوچا کیا اتنے سالوں کے گناہ، ان دو ہفتوں کی سزا کے عوض بخش دیے جائیں گے ؟

پر کیا وہ گناہ ایسے تھے کہ بخشے جا سکتے۔

اور یوں ضامن کی روح اس ظالم دنیا سے کوچ کر گئی۔

****

****

اگلی صبح آسیہ کیفے میں بیٹھی چائے پی رہی تھی۔ کل رات ریلیز ہوئی ویڈیو نے اس کا دل توڑ دیا تھا، نیند حرام کر دی تھی۔ اس کی نیلی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔ اس نے کپ منہ سے لگایا ہی تھا کہ ایک بوڑھا شخص اس کے سامنے آ کر بیٹھ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ہائے" اس نے اپنائیت سے کہا۔ خاکی پینٹ پر، ہلکے گلابی رنگ کی شرٹ پہنے، ساٹھ سال کا عاصم اپنی عمر سے کافی جوان لگتا تھا۔

"ڈیڈ" اس کے چہرے پر مسکراہٹ آئی "آپ یہاں کیسے؟"

"تم فون نہیں تھی اٹھا رہی۔" اس کی بھاری اور مستحکم آواز آمنہ کو پر سکون کرتی تھی "غلام بخش نے بتایا تم آفس بھی نہیں آئی۔ تو میں تمہاری تلاش میں یہاں آ گیا"

"آئی ایم سوری" وہ شرمندہ ہوئی "میں بس ذرا اپ سیٹ ہوں"

"پتہ مجھے، فیس کلر نے ایک اور بندے کو قتل کر دیا" عاصم نے اپنی بیٹی کو تسلی دینا شروع کی، انھوں نے آمنہ کو اکیلے پالا تھا، وہ اس کی رگ رگ سے واقف تھے "مگر اس میں تمہارا کوئی قصور نہیں ہے۔ پر اگر تمہیں لگتا ہے کہ قصور ہے تو یہاں بیٹھ کر خود کو کوسنے سے کچھ نہیں ہو گا۔ تم جانتی ہو نا کہ میں ہمیشہ کیا کہتا ہوں؟"

"غلطی پر پچھتانے سے اچھا ہے، معافی مانگو، سزا بھگتو، اس کا کفارہ ادا کرو۔" اس کا موڈ اچھا ہو رہا تھا۔

"تو پھر تم یہاں کیا کر رہی ہو" انھوں نے آنکھیں سکوڑ کر اسے دیکھا۔

"کافی پی رہی ہوں" وہ دونوں ہنس دیے۔تو آمنہ کا فون بجنے لگا۔آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ سے کال۔وہ کال سننے اٹھی تو عاصم اٹھ کر غائب ہو گیا۔

دور ٹیبل پر بیٹھی حجاب میں بیٹھی عورت حیران ہوئی۔عاصم کہاں جارہا تھا۔وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی جب پیچھے سے آئی آواز نے اسے حیران کیا۔

"ہائے" وہ مڑی تو وہاں عاصم کھڑا تھا۔اس عورت کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔

"کیا حال ہے" وہ مسکرا کر کہتا ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا

"ٹھیک" اب وہ عورت نارمل ہو گئی تھی "آپ سنائیں"

"ہمم۔ابھی بھی آپ کھو گی؟" عاصم کے چہرے پر ایک افسردہ مسکراہٹ دھر آئی "اب تو کوئی رشتہ نہیں ہمارے درمیان"

"رشتہ نہ صحیح عاصم صاحب، رابطہ تو ہے نا، ہماری ایک عدد بیٹی ہے"

"جسے تم بچپن میں چھوڑ گئی تھی۔" انھوں نے گلہ گیا "اب واپس کیوں آئی ہو؟"

"واپس نہیں آئی، بس اس کی محبت"۔

"اور میری محبت؟" عاصم نے اس کی بات کاٹی۔

"آئی ایم سوری عاصم،"

"ہم نے محبت کی تھی مگر تم نے اس محبت کا مان نہ رکھا، خبردار" ان کے چہرے پر اب غصہ ابھرا تھا "میری بیٹی کی زندگی میں آنے کی کوشش کی تو"

وہ حجاب والی عورت کھڑی ہوئی "ہماری بیٹی" کہتی وہ وہاں سے غائب ہو گئی۔

کچھ دیر بعد ہانیہ واپس آئی تو خوش لگ رہی تھی "آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ والوں نے فیس کلر کی ویب سائٹ کو ٹریس کر لیا ہے۔ بہت جلد ہمیں پتہ چل جائے گا کہ وہ ان لڑکوں کو ٹریپ کیسے کرتا ہے"

****

****

وہ تھانے میں تھوڑی دیر پہلے ہی پہنچی تھی۔ کالا سوٹ، کالی پینٹ، کالا ہینڈ بیگ اور کالے سن گلاسز میں چھپا اس کا سفید چہرا لوگوں کی آنکھیں موڑ رہا تھا۔ کالے بال کھلے چھوڑے تھے۔ وہ چلتی تو اعتماد ٹپکتا تھا۔ کانسٹیبل نے اسے انسپکٹر کے کمرے کی طرف بھیجا۔ اس نے

دروازہ کھولا تو وہاں ارحم اور ماہین اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے انسپکٹر سے بحث کر رہے تھے۔

اس لڑکی کے پیچھے اس کا وکیل بھی تھا۔

"آنٹی ماہین "اس نے اپنی حالا کو سلام کیا۔

"سحر "ماہین بھاگ کر اس کے گلے لگ گئی "شکر اللہ جو تمہ یہاں پہنچ گئی"

سحر نے مسکرا کر ماہین کو پیچھے کیا۔اس کے کندھے تھپتھپا کر اسے تسلی دی اور اس کی کرسی پر جا کر بیٹھ گئی۔

"ارسلان ابھی تک جیل میں کیوں ہے ؟"بغیر کسی جذبات کے، کرائے کے قاتل کی طرح،اس نے انسپکٹر پر حملہ کیا۔

"کیونکہ اس نے بھری محفل میں ایک لڑکی کو گولی ماری ہے "انسپکٹر اس کے انداز پر تپ گیا تھا۔

"اوہ "اس نے ہاتھ ہلا کر اپنے وکیل کو اشارہ کیا تو اس نے ایک فائل سحر کو پکڑائی۔سحر نے اپنے سن گلاسز اپنے ماتھے پر اٹکائے۔فائل کھولی۔

"یہ ارسلان کی میڈیکل رپورٹ،"اس نے ایک کاغذ انسپکٹر کے سامنے رکھا"اور یہ ایک جج کا سائن کیا ہو بیل آرڈر"اس نے ایک اور کاغذ اس کے سامنے رکھا"اور یہ اس بیل کی رسید"ایک اور کاغذ،انسپکٹر کچھ بولنے لگا تو سحر نے ایک اور کاغذ اس کے سامنے رکھا"یہ لا سوٹ(law suit)جو آپ کے خلاف فائل ہو سکتا ہے"،پھر ایک اور کاغذ"اور یہ کمپلینٹ کی کاپی جو ایک گھنٹے میں آئی جی صاحب کے پرسنل ای میل پر پہنچ جائے گی اگر آپ نے ارسلان کو ریلیز نہ کیا تو"اس نے فائل وکیل کو پکڑائی اور کھڑی ہو گئی" چلیں پھر، میرے منگیتر کو جیل سے نکالنے"اس نے سن گلاسز واپس اپنی آنکھوں پر پھینکے اور جیل کی طرف چلنے لگی۔اس کی چال میں پر اعتمادی بڑھ گئی کہ اس نے انسپکٹر کی مردانگی وہ کاٹی تھی۔

****

****

انجم کل واپس آیا تھا تو ہارون نے اس سے کوئی سوال نہ کیا تھا۔مگر انجم نے خود ہی بتا دیا تھا کہ بس بلڈ پریشر کا مسلہ تھا۔صبح کی روشنی نے ان کی زندگی میں اجالا نہیں کیا تھا۔ہارون کا باپ ہانیہ سے ملنے نہیں آیا تھا مگر ہارون کو اپنے باپ سے اسی کی امید تھی۔ان کی ماں کی

موت کے بعد جلال اکبر نے اپنا آپ اپنے کاروبار اور سیاست کو دے دیا تھا۔دوپہر کے ایک بجے تھے جب ہانیہ کو ہوش آیا تھا۔گولی اس کو چھو کر گزر گئی تھی۔زیادہ نقصان نہیں ہوا تھا۔ شروعات کے کچھ گھنٹے وہ دوائیوں کے زیرِ اثر رہی تھی۔دوائیوں کا نشہ ہٹا تو اس نے ہارون سے کہا کہ وہ انجم اور اسے اکیلا چھوڑ دے۔

انجم اس کے بستر کی دائیں طرف کرسی رکھے بیٹھا تھا۔اس نے ہانیہ کا نالیوں میں جکڑا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔

"انجم "اس کی آواز نازک اور کمزور تھی "جواد کے بعد میں نے کبھی نہیں سوچا تھا کہ میں کسی سے محبت کر سکوں گی۔کیونکہ میں نے لوگوں پر بھروسہ کرنا چھوڑ دیا تھا۔"

"ہانیہ ابھی۔"

"نہیں انجم پلیز،منہ بند کرو،ورنہ توڑ دوں گی "اس حالت میں بھی ہانیہ،ہانیہ ہی تھی

"جواد کافی نائس تھا۔اچھا اور چارمنگ۔اس نے میرے دل میں اپنی محبت پیدا کی۔پھر جب محبت ہو گئی تو اس نے مجھے مارنا شروع کر دیا۔ہر بار وہ کہتا کہ وہ یہ دوبارہ نہیں کرے گا،وعدہ کرتا،مجھے نئے تحفے دیتا مگر۔"

"مگر جو ایک بار مارتا ہے وہ بار بار مارتا ہے" ریحان کا چہرا انجم کے سامنے آیا۔

"ہاں" مگر ہانیہ نے نہیں دیکھا" بہر حال، اس کے اس عمل کے بعد میں ہر کسی کو اس کے جیسا سمجھنے لگی تھی، مجھے لگتا تھا کہ میں کسی سے محبت نہیں کروں گی، کسی کے لیے اپنا آپ مشکل میں نہیں ڈالوں گی، خود کو ہمیشہ پہلے نمبر پر رکھوں گی، پھر کل رات جب میں نے ارسلان کو تمہاری طرف بندوق تانے دیکھا تو میرے دل میں ایک ہی خیال آیا تمہارے بغیر زندگی کا کوئی فائدہ نہیں، اور میں بھاگتی تمہارے نام کی گولی کھانے چلی آئی" ہانیہ نے آنکھیں بند کیں اور گہری سانس لی" میں تم سے شادی کرنا چاہتی ہوں انجم، کیونکہ تم نے میرے پتھر دل میں محبت کی روح پھونک دی ہے"

انجم کو اس لمحے یوں لگا کہ دور کہیں گھنٹیاں بجنے لگی تھیں، بہار اس کمرے میں آنے لگی تھی، رنگ رنگیلے ہو گئے تھے۔

"آف کورس" اس کی مسکراہٹ قابو سے باہر تھی۔

****

****

اس رات انجم ضامن کا جسم ٹھکانے لگانے گیا تھا۔ اس نے اس کی رسیاں کھولیں۔ اور اسے گھسیٹتا اوپر لے گیا۔ اسے صوفے پر لٹایا۔ اس کے کپڑے اتارے۔ انھیں ساتھ والے کمرے میں جا کر دھویا۔ پھر سوکایا۔ وہ ابھی بھی نم تھے، مگر ضامن کو کیا پتہ چلنا تھا۔ اس نے کپڑے لاؤنج میں چھوڑے اور ضامن کو اس کمرے میں لے کر گیا۔ اس کے جسم کو نہلایا۔ مکمل چکا چک۔ پھر واپس لاؤنج میں اسے کپڑے پہنائے۔ ہیئر ڈرائیر کے ساتھ اس کے بال بنائے۔ اس کے منہ پر کریم لگائی۔ وہ ایک بار پھر پیارا ہو گیا تھا۔ اس نے لاؤنج کے فرش پر پلاسٹک بچھایا اور ضامن کو اس کے اوپر لٹایا۔ اس کے ہاتھ میں چاقو تھا۔ انجم کے چہرے پر جذبات کا ملا جلا تاثر آن پڑا تھا۔ اس کا دماغ سن پڑ گیا۔ جسم اپنے آپ ہلنے لگ پڑا تھا۔ ہاتھ بے قابو، وہ چاقو، ضامن کے چہرے پر مار رہا تھا۔ اس کا خون نکلنے لگا تھا، اس کی ہڈیاں نظر آنے لگی تھیں، اس کا حسین چہرا سفید، سرخ کا رائتہ بن گیا تھا۔

اگلی دوپہر ضامن کی باڈی کسی جنگل میں پھینکنے کے بعد اس کی لوکیشن اس نے آمنہ کو میسج کر دی تھی۔ آمنہ جواباً انجم کو ابھی بھی میسج نہیں کر سکتی تھی۔

****

****

ہانیہ کو گولی لگے تین دن گزر گئے۔ یہ تین دن انجم نے ہسپتال میں ہی گزارے تھے۔ آج وہ اپنے اپارٹمنٹ میں اپنی دوپہر گزار رہا تھا جب اس کے دماغ میں ایک خیال تھا۔ اگلے شکار کا وقت آ گیا تھا۔ اس نے اپنی ایپ کھولی اور اگلے لڑکے کو میسج کیا۔ وہ میسج ہواؤں میں اڑتا اس لڑکے تک پہنچا تو اس کے چہرے پر ایک مسکراہٹ ابھر آئی۔

"فائنلی" حسین نسوانی نقوش کے مالک اس لڑکے نے دل ہی دل میں سوچا۔

****

****

"یار مجھے بہت غصہ ہے کہ ڈیڈ تم سے ملنے نہیں آئے" ہارون غصے میں تھا۔ اس کا باپ اس کی بہن کی حالت جاننے نہیں آیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"مگر انھوں نے کال تو کی تھی نا" ہانیہ کو جلال اکبر سے اب کوئی فرق نہیں پڑتا تھا،اس نے اپنے ڈیڈی ایشو جواد کے بعد فکس کر لیے تھے "اور ویسے بھی ہارون، اچھا ہے کہ وہ نہیں آئے"

"ہانیہ میں سوچ رہا تھا" ہارون نے ٹاپک بدلا۔

"کیا؟"

"تم کچھ دن ہمارے ساتھ رہ لو تو"

"کیا؟"

"ہاں نا، آئی مین، انجم اور تم نے شادی کا فیصلہ کر ہی لیا ہے تو کیوں نا، تم ایک ساتھ رہ کر ٹیسٹ ڈرائیو کر لو؟"

"ہارون" اسے سمجھ نہ آیا کہ ہارون کو انکار کیسے کرے

"ہانیہ پلیز" وہ افسردہ ہوا تھا "تمہاری حالت ایسی نہیں کہ میں تمہیں اس گھر میں اکیلا چھوڑ دوں"

"تو تم بھی واپس آجاؤنا"

"وہاں سائرہ کی یادیں ہیں" اس کی آواز ہلکی ہوئی "میں اب وہاں واپس نہیں آؤں گا"

"اوکے" سائرہ وہ کارڈ تھا جو ہارون اپنی بہن کے ہر کارڈ کے خلاف کھیل سکتا تھا۔

****

****

(ماضی)

یہ تب کی بات ہے جب ہارون اور ہانیہ چودہ سال کے تھے۔ان کی ماں کینسر کے ہاتھوں اس دنیا سے جا چکی تھی۔جلال اکبر اپنے بچوں کو دیکھتا تھا تو اسے اس کی مری بیوی یاد آتی تھی۔وہ گھر اسے کاٹنے کو آتا تھا۔تو اس نے اپنے بچوں کے لیے ایک عدد نینی(nani) ہائر کی تھی۔

ہارون اور ہانیہ کو جلال اکبر کے آفس میں بلایا گیا۔وہ صوفے پر بیٹھے اپنے پاپا کا انتظار کرنے لگے۔کچھ دیر بعد دروازہ کھلا تو وہ دونوں ایکسائٹمنٹ سے اٹھے۔مگر اپنے باپ کے ساتھ ایک نوجوان عورت دیکھ کر حیران ہو گئے۔کیا ان کی ماں کو اتنی جلدی بدل دیا گیا تھا؟

"بچوں یہ آپ کی نئی نینی ہے" جلال اکبر کہتے ایک صوفے پر بیٹھ گئے۔

"نینی" ہانیہ کو غصہ سا آیا تھا۔

"ہاں نینی" جلال اکبر نے فیصلہ سنایا۔

"ہائے" ہارون نے پیار سے نینی کی طرف ہاتھ بڑھایا۔وہ پہلی نظر میں اس پر مر مٹا تھا۔

"میں ہارون ہوں"

"اور میں سائرہ" سائرہ نے ہارون کا ہاتھ پکڑتے ہوئے کہا۔

****

****

(حال)

"ہائے ارسلان" اس اندھیرے میں وہ اپنے موبائل میں گم تھا جب سحر کی سحر انگیز آواز نے اس کا فسوں توڑا۔

"سحر" وہ جلدی جلدی کھڑا ہوا۔ سحر نے لائٹ آن کی۔ وہ نیلے رنگ کی میکسی پہنے ہوئے تھی۔

"مبارک ہو ارسلان۔ میں نے ہانیہ کے والد سے بات کی ہے۔ ہم نے ایک عدد ڈیل کر لی ہے" وہ اسے اچھی خبر سناتی اس کے پاس آ رہی تھی، جب وہ اچانک رکی "او مائی گاڈ، اسے لگا کہ اس کا سانس بند ہو جائے گا"

"کیا ہوا سحر "ارسلان پریشان ہو گیا۔ وہ اس کے پاس آنے لگا تو سحر نے ہاتھ بڑھا کر اسے روکا۔

"تین دن سے نہائے نہیں لگتا ہے۔ جاؤ جا کر نہا کے آؤ"

"مگر ڈیل، کیا ڈیل "ارسلان جو جاننا تھا

"جاؤ" وہ چلائی تو ارسلان باتھ روم کی طرف بھاگ گیا۔ وہ اس حالت میں نہیں تھا کہ سحر کو غصہ دلایا۔

****

****

Clubb of Quality Content

جلال اکبر اپنے بڑے آفس میں بیٹھے کوئی فائل پڑھ رہے تھے جب ان کے آفس کا دروازہ زور سے کھولتا ہارون اندر داخل ہوا۔ان کی اسسٹنٹ اس کے پیچھے بھاگ رہی تھی۔

"اٹس اوکے ماریہ "انھوں نے فائل بند کر کے سائیڈ پر رکھی۔ان کی اسسٹنٹ دروازہ بند کرتے باہر نکل گئی۔

"آپ نے ارسلان کے خلاف شکایت واپس لے لی۔"ہارون چلا رہا تھا"کیوں ؟اس نے آپ کی بیٹی پر قاتلانہ حملہ کیا اور آپ نے اس کے خلاف شکایت واپس لے لی۔"

انھوں نے اپنے ٹیبل کے سامنے والی کرسی کی طرف اشارہ کیا۔مگر ہارون نہ بیٹھا۔

"کیونکہ ارسلان کے چاہنے والوں کو سائرہ کے بارے میں پتہ چل گیا تھا۔"ان کا لہجہ سپاٹ تھا،نرم آواز ہارون کے کانوں میں گرم سیسے کی طرح اتری تھی"تو میں نے ان سے ڈیل کر دی۔"

"جھوٹ "ہارون نے ماننے سے انکار کر دیا"انھیں کیسے پتہ ؟"

"کیونکہ کچھ عرصے پہلے اس کی اور میری نازیبا تصویریں لیک ہوئی تھیں۔ کیا بھول گئے ہو" وہ ابھی بھی پر سکون تھے "ساری دنیا مان گئی کہ وہ فیک تھیں، مگر سائرہ نے کوئی بیان نہیں تھا، اور انھوں نے دھمکی دی کہ وہ سائرہ کو تلاشے گے "

ہارون کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ وہ کچھ کہہ نہ سکا، بس وہاں سے بھاگ گیا، وہ اپنے باپ کی مسکراہٹ مزید برداشت نہیں کر سکتا تھا۔

****

****

(ماضی)

وہ ایک کالی گہری رات تھی۔ ہارون کا پندرہواں جنم دن قریب آ رہا تھا۔ ہانیہ اپنے کمرے میں سو رہی تھی۔ مگر ہارون بغیر سائرہ سے کہانی سنے نہیں سوتا تھا۔ اس کے کمرے میں اس کے بستر پر وہ اس کے ساتھ لیٹی تھی۔ ہارون اس کی گود میں سر رکھے ہوئے تھا۔ وہ تکیوں سے ٹیک لگائے اسے یونانی میتھالوجی کی کہانی سنا رہی۔ ایکارس (Icarus) وہ لڑکا جو اڑتے اڑتے سورج کے کچھ زیادہ ہی قریب پہنچ گیا تھا۔ سائرہ کو وہ کہانی بہت پسند تھی۔ سائرہ

کو ہارون بھی بہت پسند تھا۔ سائرہ کی انگلیاں اس کے بال سہلا رہی تھی۔ کچھ دیر بعد ہارون نیند کی وادیوں میں تھا۔

سائرہ نے اس کا سر تکیہ پر رکھا اور خود خاموشی سے باہر نکل آئی۔ چلتے چلتے اندھیرے کے باعث وہ ایک دروازے سے ٹکرائی۔ مگر خود کو سنبھالتی وہ اپنی منزل کی طرف چل پڑی۔ اس بات سے بے خبر کے ہانیہ جاگ چکی تھی۔ اور اس کا پیچھا کر رہی تھی۔ نیند میں جھولتے، ہانیہ نے سائرہ کو اپنے باپ کے کمرے کی طرف جاتے دیکھا۔ سائرہ نے کمرا کھٹکھایا تو جلال اکبر باہر نکلے اور سائرہ کو چومتے ہوئے اپنے کمرے میں لے گئے۔ ہانیہ کا دل مایوسی اور غصے سے بھر گیا۔

****

****

(حال)

آمنہ کے آفس میں آج پھر وہ تین لوگ موجود تھے۔ شرمناک ماضی والی پولیس آفیسر آمنہ، اس کا قبر کو جاتا بوڑھا کانسٹیبل غلام بخش، اور غرور مین ڈوبا آئی ٹی اہل کار۔ مگر آج آئی ٹی اہل کار کے پاس فائدہ مند معلومات تھی۔

"تو کیا پتہ چلا ہے آپ کو اب تک؟" آمنہ نے سوال کیا تو گہری سانس لے کر آئی ٹی اہل کار اسے سب کچھ بتانے لگا

("میم ہم اس کی ویب سائٹ کا ایڈریس ڈھونڈنے میں کامیاب رہے تھے۔ وہ ویب سائٹ جیسا کہ میں نے اندازا لگایا تھا بالکل فیس بک جیسی ہے۔ آپ پوسٹس اپ لوڈ کر سکتے ہیں۔ کمنٹس، لائکس اور سب سے بڑھ کر میسجز۔ مگر ایڈمن کو کوئی میسج نہیں کر سکتا سوائے اس کے جسے ایڈمن اجازت دے")

ہانیہ ہسپتال سے نکل کر ہارون اور انجم کے ساتھ رہنے آگئی تھی۔ ایسے میں بیڈروم ہارون اور ہانیہ کو ملا تھا۔ باہر موجود جگہ پر میٹریس بچھائے انجم لیٹا تھا۔ اس کے موبائل پر ڈارک ویب ایپ کھلی تھی۔ اور وہ اپنے نئے شکار سے بات کر رہا تھا۔

("یہ ویب سائٹ جنسی تعلقات کے گرد گھومتی ہے۔اس کا ایڈمن ایسا تاثر دیتا ہے کہ وہ ایک طوائف گھر چلاتا ہے۔اس ویب سائٹ کے اباؤٹ پیج پر کافی ساری لڑکیوں کی تصاویر ہیں۔نازیبا تصویر۔بغیر چہرے کے۔ان کی کوالٹی سے ظاہر ہے کہ وہ ہوم میڈ تھیں۔میرا اندازہ، ہمارے قاتل نے لڑکیوں کا فون ہیک کر کے نکالی ہیں")

انجم سے بات کر رہا نسوانی نقوش والا وہ لڑکا اس ویب سائٹ کے اباؤٹ پیج پر اب لڑکیوں کی تصویریں دیکھ رہا تھا۔وہ ان کے ذاتی اعضا کی تصاویر تھیں۔دھندلی، گھٹیا کوالٹی کی تصاویر۔اس بات کا ثبوت کہ وہ اس علاقے کی لڑکیاں تھیں۔اصلی لڑکیاں۔جن تک اس کو رسائی حاصل تھی۔

("ایڈمن کے مطابق اس علاقے میں ایک سکریٹ کلب ہے، جہاں لوگ مل کر پیسے کے بدلے جنسی کام کرتے ہیں، میرا اندازہ کہ یہ جھوٹ ہے، مگر قاتل نے اس ویب سائٹ پر ثبوت ہی ایسے چھوڑے ہیں کہ لوگ اس کی بات مان جاتے ہیں، پھر وہ ان سے باتیں پوچھتا ہے، اور جو اسے پسند آتا ہے وہ اسے اپنے کلب کا حصہ بنا لیتا ہے")

انجم اس ویب سائٹ کی پوسٹس کے کمنٹس پڑھ رہا تھا۔لوگوں کی نفسیات سمجھ رہا تھا۔ کون تھا جو امیر تھا۔کون تھا جس کے غرور کے پیچھے پیسہ بھی حسن تھا۔کس کا ماضی کا قصہ اس کے کزن سے ملتا تھا۔کون تھا جو انجم کا شکار بن سکتا تھا۔جو جو بن سکتا تھا وہ انجم کے دماغ میں رہتا تھا۔کل کو وہ انھیں اپنے پاس بلا سکتا تھا۔

("اور یہ بے وقوف انسان جسم کی چاہت،اور انٹرنیٹ کے پردے کے پیچھے اپنی زندگی کے راز اسے بتا دیتے ہیں۔اس کی ہر بات مان جاتے ہیں")

انجم نے اس لڑکے سے اس کی زندگی ک سب سے بڑا گناہ پوچھا تھا۔

"تمہارا راز تمہاری خاموشی کی ضمانت ہو گا"

اس لڑکے نے انجم کو اپنی زندگی کا سب سے بڑا گناہ بتا دیا۔انجم اس سے متاثر ہو گیا۔وہ باکل ارسلان جیسا تھا۔ضامن جیسا۔ایک ظالم انسان۔جو اپنے پیسے اور حسن کے غرور میں دنیا کو حقیر سمجھتے تھے۔اور دنیا والوں پر ظلم کے پیاڑ توڑا کرتے تھے۔

****

****

"گڈ" آمنہ خوش تھی، اسے بالآخر اس کیس میں ایک نئی لیڈ ملی تھی "اب ہم اسے روک سکتے ہیں"

"میم" آئی ٹی اہلکار کی آواز میں فکر تھی "مجھے نہیں لگتا کہ اس بات کو لیک کرنا ایک اچھا آئیڈیا ہے"

"اور وہ کیوں؟" غلام بخش کو سمجھ نہ آئی۔

"کیونکہ یہ اس کلر کو پکڑنے کا ہمارا واحد سہارا ہے" آمنہ نے اسے جواب دیا۔ وہ ایک عجیب کشمکش میں پھنس گئی تھی

"یس میم" آئی ٹی اہل کار نے حامی بھری "اور ایک مسلہ یہ بھی ہے کہ ایسی کئی ساری ویب سائٹ اور بھی موجود ہیں۔ ان ویب سائٹس کے نام نہیں ہوتے۔ دکھنے میں ایک سی لگتی ہیں۔ اور ان کو اس ملک کے طاقتور لوگ استعمال کرتے ہیں۔ یہ خبر اگر لیک ہوئی تو آپ پر اس ملک کے مالک برس پڑیں گے، مجھے بس دو سے تین دن چاہیے اس ویب سائٹ کے ایڈمن کو ٹریس کرنے کے لیے۔"

آمنہ نے اس کی بات سنی مگر کوئی جواب نہ دیا۔اس نے اپنی نیلی آنکھیں بند کیں اور گہرا سانس لیا۔

"اوکے"اس نے گویا سرگوشی کی تھی۔

کچھ لمحوں بعد وہ اپنے آفس میں اکیلے بیٹھی تھی۔کیا اس نے صحیح فیصلہ کیا تھا؟کیا مزید لڑکوں کو بچانا،اس قاتل کو پکڑنے سے زیادہ ضروری تھی؟مگر زیادہ اے زیادہ بھی وہ قاتل اب بس ایک لڑکے کو پکڑ پائے گا۔وہ اسے بچا لے گی۔یہ صحیح فیصلہ تھا۔تو پھر اسے پچھتاوا کیوں ہو رہا تھا؟کیوں دل ہی دل میں وہ سوچ رہی تھی کہ اس قاتل کو وہ اپنی شہرت کے لیے پکڑ رہی تھی،یہ لڑکے اس کے لیے اہم نہیں تھے؟

****

****

اگلی صبح انجم اٹھا تو کافی فریش لگ رہا تھا۔ہانیہ جو اس کے ساتھ والے کمرے میں تھی۔مگر کچھ لمحوں بعد جو ہارون نے اسے بتایا اس سے اس کا سارا موڈ خراب ہو گیا تھا۔جلال اکبر نے ارسلان کے خلاف شکایت واپس لے لی تھی۔اور ہانیہ نے اپنے باپ سے کوئی گلہ نہیں کیا

تھا۔ بلکہ ان کی بات مان لی تھی۔ وہ دونوں ابھی بات کر ہی رہے تھے کہ انجم کو رامش کا فون آیا۔

"ہاں رامش "انجم نے فون اٹھالیا۔ ہارون کا منہ بن گیا

"وہ بھائی "رامش پریشان لگتا تھا" پارٹی والے دن میں نے رمشہ اور ارسلان کو باتیں کرتے دیکھا تھا۔ وہ دونوں آنلائن فرینڈز ہیں۔"

"کیا "انجم کا غصہ بڑھتا چلا گیا۔

"میں آپ کو بتانا نہیں چاہتا تھا" اب اس کی آواز میں شرمندگی بھی دھر آئی "مگر کل رات میں نے انھیں فون پر باتیں کرتے سنا تھا۔ بھائی، رمشہ ارسلان سے محبت کرنے لگی ہے، ارسلان اسے استعمال کر کے پھینک دے گا۔ میں رمشہ پر نظر رکھوں گا۔ مگر کب تک؟"

"فکر مت کرو رامش "انجم کا پارا ہائی تھا "اس ارسلان کو میں سنبھال لوں گا۔"

اس نے فون بند کیا۔ گہری سانسیں لے کر خود کو نارمل کیا۔ بے سود۔ پھر ڈارک ویب والی ایپ پر اپنے نئے شکار کو میسج کیا۔ "تیار رہو، آج نہیں تو کل، ہم ملنے والے ہیں" اس کی سانسیں نارمل ہونے لگیں۔

"اب کیا کیا ارسلان نے" ہارون کا دل کر رہا تھا وہ ارسلان کو گولی مار دے۔

"ہارون، مجھے ایک ہفتہ دو، ارسلان کے پورے خاندان کو جہنم میں ڈال دوں گا"

"اوکے" ہارون نے انجم کا بھروسہ کر لیا "میں ناشتہ لے کر آتا ہوں" ہارون باہر نکل گیا تو انجم نے اپنی نانی کو ٹیکسٹ کیا۔

"سب تیار ہے نا؟"

"ہاں"

وہ مسکرایا۔ ہانیہ پر ہوئے حملے کے بدلے کا پہلا مرحلہ شروع ہونے والا تھا۔

****

****

کچھ لمحوں بعد انجم ہانیہ کے سامنے بیٹھا تھا۔

"کوئی بات نہیں انجم،" وہ اسے تسلی دے رہی تھی "میرے باپ کی جائیداد کے لیے مجھے ان کے اٹھانے تو پڑیں گے نا" وہ ہنسی تو انجم بھی ہنس دیا۔

"انجم میں نہیں چاہتی کہ ہم اپنی زندگی نفرت کی نظر کر دیں" وہ سیریس ہو گئی تھی "میں چاہتی ہوں کہ ہم دونوں محبت اور اچھائی میں اپنی زندگی گزاریں۔"

"آف کورس" انجم نے حامی بھری۔

"وعدہ کرو انجم" ہانیہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا "تم جواد کی طرح میرا دل نہیں توڑے گے، منافق نہیں نکلو گے، چہرے پر اچھائی اور معصومیت کا لبادہ اوڑھ کر اندر سے جانور نہیں نکلو گے"

"ہانیہ" اس نے اس کے ماتھے سے بال ہٹائے "میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہیں کبھی دھوکا نہیں دوں گا۔ مگر جانور نہ بننے کا وعدہ نہیں کروں گا۔ کبھی کبھی اپنے محبوب لوگوں کو بچانے کے لیے انسان کو جانور بننا پڑتا ہے۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انجم کی آنکھوں میں کچھ ایسا تھا جس پر ہانیہ کی نظریں جم گئیں۔اسے انجم کی بات بری نہ لگی۔ہانیہ کی محبت عشق میں بدل رہی تھی۔کیا وہ آج محبت کا گناہ سرزد کرنے والی تھی۔

"انجم "ہارون کی آواز نے اس کا فسوں توڑا تو اپنے دھڑکتے دل کو ہانیہ نے نارمل کیا۔شکر اللہ کہ وہ آگیا ورنہ نا جانے ہانیہ کیا کر جاتی۔انجم اس کی طرف بھاگا تو اس کا فون پیچھے ہی رہ گیا۔ ہانیہ نے وہ فون دیکھا۔تجسس اس پر حاوی ہوا تو ہانیہ نے فون اٹھایا۔اس پر نوٹیفیکیشن تھا، مگر فون لاک ہونے کی وجہ سے وہ اسے پڑھ نہ سکی۔اسے انجم کے فون کا پاسورڈ پتہ تھا۔اس نے فون کھولا۔مگر وہ نوٹیفیکیشن اب بھی لاک تھا۔اس نے نوٹیفکیشن کو کلک کیا تو وہ ایک ایپ پر پہنچ گئی۔وہ ایپ لاک تھی۔کیا وہ اس ایپ پر گندی ویڈیوز دیکھتا تھا۔نہیں۔انجم اس بات پر شرمندہ نہیں ہوا کرتا تھا۔تو پھر انجم کیا راز چھپا رہا تھا۔انجم کے قدموں کی آواز آئی تو ہانیہ نے جلدی جلدی فون بند کیا اور پاس پھینک دیا۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد انجم اپنی نانی کے ساتھ ایک کانفرنس روم کے سامنے کھڑا تھا۔اسمہ ہمیشہ کی طرح اپنی عمر سے دو تین عشرے جوان لگ رہی تھی۔

"آر یو شیور کہ آپ یہ کرنے کے لیے تیار ہیں" انجم نے آخری بار اس سے پوچھا۔ وہ ابھی بھی رک سکتے تھے۔

"میں بوڑھی ضرور ہوں مگر کمزور نہیں" اسمہ نے اس کی بات اس کے منہ پر ماری۔ وہ ارحم سے محبت کرتی تھیں، مگر خون ہر رشتے پر فوقیت رکھتا ہے۔ اور ارحم ان کا خون نہیں تھا۔ انجم نے کانفرنس روم کا دروازہ کھولا اور وہ دونوں اندر داخل ہوئے۔

****

****

(ماضی)

انجم اپنی نانی کے کمرے میں بیٹھا تھا۔ اس کے ہاتھ میں وہ فائل تھی جو اس نے دو دن پہلے چرائی تھی۔

"چلو ابھی پڑھو" اپنے بستر پر لیٹی اسمہ چنگیز عالم نے اپنے نواسے کو حکم دیا۔

اس فائل میں دو راز تھا۔ پہلا اس کے ماموں ارحم چنگیز عالم، اسمہ چنگیز عالم کی سگی اولاد نہیں تھے۔ وہ اس کے نانا کے ناجائز رشتے کی سوغات تھے۔ دوسری رپورٹ ارسلان چنگیز

عالم کی تھی۔اسے schizophrenia تھا۔اس کا دماغ خراب تھا۔انجم نے سوالیہ آنکھوں سے اپنی نانی کو دیکھا۔

"میرے شوہر کو پاگل عورتیں پسند تھیں "اور ایک افسردہ ہنسی ہسیں۔"ان کی راکھیل پاگل تھی۔اس کی بیماری کا اثر ارحم پر ہوا تھا۔وہ تھوڑا سا سلو (slow) تھا۔پاگل۔مگر ارسلان۔اس نے تو اپنی نانی کی بیماری وراثت میں پائی ہے۔اور میرے اندر اتنی ہمت نہیں کہ اپنے شوہر کی سلطنت اسے دے دوں۔وہ بے وفا تھا تو کیا ہوا، میں تو وفادار ہوں، میری محبت تو سچی ہے نا"

****

****

(حال)

کانفرنس روم میں کھڑے انجم نے شیئر ہولڈرز سے ووٹ کروایا ہی تھا کہ دروازہ کھول کر ارحم اندر داخل ہوا تھا۔

"یہ کیا ہو رہا ہے"اس کی آواز میں غصہ تھا۔

"ماموں جان" انجم نے آرام اور پیار سے اسے مخاطب کیا" ارسلان نے جو کیا، اس کے بعد بورڈ نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اب آپ سی ای او نہ ہی رہیں تو اچھا ہے"

"تو پھر کون بنے گا سی ای او، تم" ارحم نے اسے گریبان سے پکڑ لیا تو انجم نے پوری طاقت سے اس کے ہاتھوں سے اپنا آپ چھڑایا۔

"آف کورس۔ آئی مین آپ کے پاس صرف دس فی صد شیئرز ہیں اس کمپنی کے، ساٹھ نانی کے پاس ہیں، اور باقی تقسیم شدہ" اس نے بورڈ میمبرز کی طرف اشارہ کیا" اور بورڈ کا فیصلہ ہے، آپ کی دماغی حالت کے مد نظر آپ کو اب بس ایک سائلنٹ پارٹنر ہونا چاہیے، مطلب آپ کو پرافٹ ملنا چاہیے، مگر آپ اب کوئی فیصلہ لے سکتے ہیں نہ کسی فیصلے کا حصہ بن سکتے ہیں"

"تمہیں تو میں" ارحم نے اسے گریبان سے پکڑ کر دیوار کے ساتھ مارا۔

"ماموں جان، بس کریں، کہیں یہ نہ ہو کہ آپ کے باپ کی کمپنی سے آپ کو سکیورٹی گارڈ دھکے دے کر نکالیں" ارحم نے اسے چھوڑا۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ اس کا دماغ اس کا ساتھ چھوڑ رہا تھا۔ اسے یہاں سے چلے جانا چاہیے۔ وہ موڑا، ایک کینہ طور نظر اپنی

ماں پر ڈالی" صحیح کہتے تھے لوگ، سوتیلی ماں دائن ہی ہوتی ہے" وہ کہتا وہاں سے باہر نکل گیا۔
ارحم کی بات اسمہ کے دل پر لگی تھی۔ مگر خون ہر رشتے پر فوقیت رکھتا تھا، اور ارحم ان کا خون نہیں تھا۔

****

****

ہانیہ اپنے کمرے میں لیٹی سوچوں میں گم تھی۔ انجم کے فون پر موجود اس ایپ میں بھلا کیا تھا۔ وہ دنیا سے کیا چھپا رہا تھا۔ کیا وہ ہانیہ پر چیٹ کر رہا تھا۔ سوچیں اس کے دماغ پر بھنور نما چھا رہی تھیں۔ اس کے ماضی کا ڑاما ابھر رہا تھا۔ اسے یادوں کے سمندر دھکیل رہا تھا۔

وہ جواد سے کالج کے زمانے میں ملی تھی۔ جواد ایک حسین اور دلکش انسان تھا۔ نرم دل اور جینٹل۔ وہ ہانیہ کی دوست کا بھائی تھا۔ اسی دوست کے ذریعے وہ ہانیہ کو پیغام پہنچاتا تھا۔ ایسے میں کب بات کاغذات سے میسجز اور پھر رات کی کالز میں بدل گئی اسے پتہ ہی نہیں چلا۔

پہلی بار اس نے جب ہانیہ پر وہ ہاتھ اٹھایا وہ دونوں پارک میں گھومنے آئے تھے۔ ہانیہ کو چاکلیٹ آئس کریم کھانی تھی مگر جواد کو ونیلا۔ بینچ پر بیٹھیں وہ بحث کر رہے تھے۔ جواد اسے

پیار سے سمجھا رہا تھا، مگر وہ ہانیہ تھی، وہی کرتی تھی جو اس کا دل کرتا تھا۔ پھر یہ تو بس آئس کریم تھا، اس پر لڑنے کا کیا مقصد۔ مگر جواد اپنی بات منانا چاہتا تھا۔ ہانیہ کی آواز اونچی ہوئی تو جواد نے اسے تھپڑ مار دیا تھا۔ کچھ لمحے تو ہانیہ کو سمجھ ہی نہ آیا کہ کیا ہوا تھا؟ پھر وہ اٹھ کر وہاں سے بھاگنے لگی تو جواد نے بھاگ کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

بہت معافیاں مانگیں۔ خود کو بہت برا بھلا کہا۔ پھر ہانیہ کو چاکلیٹ آئس کریم بھی لے کر دی۔ وعدہ کیا کہ پھر ہاتھ نہیں اٹھائے گا۔ ہانیہ محبت میں تھی مان گئی۔ مگر جواد نے اس پر پھر ہاتھ اٹھایا تھا۔ ہر چھوٹی بحث جب ہانیہ جیتنے لگتی تو جواد ہاتھ اٹھاتا۔ وہ کسی دوسرے لڑکے سے بات کرتی تو جواد اٹھاتا۔ مگر ہانیہ اسے چھوڑنا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اس سے محبت جو کرتی تھی۔ پھر جواد کی بہن نے ہانیہ کو سمجھایا کہ وہ اس طرح کے رشتے میں کیوں تھی؟ کیا اسے خود سے محبت نہیں تھی۔ ہانیہ نے پہلے تو اس کی بات نہ مانی مگر جب جواد نے ہاتھ اٹھانا نہ چھوڑا تو ہانیہ نے اس سے بریک اپ کا مطالبہ کیا۔

مگر جواد نے اسے دھمکیاں دینا شروع کر دیں۔ کہا کہ وہ اسے برباد کر دے گا۔ ان کی محبت کے قصے پوری دنیا کو سنائے گا۔ ہانیہ نے حدیں پار نہیں کی تھیں، مگر جواد کا جھوٹ اسے

تباہ کر سکتا تھا۔ اکثر لڑکیاں عزت کے ڈر سے مردوں کی ہر بات مان جاتی ہیں، مگر ہانیہ عام لڑکی نہیں تھی۔ اس نے اپنے باپ کی بندوق چرائی۔ جواد کو ملنے کے لیے بلایا۔ وہ معافیاں مانگنے لگا، کہ اس نے ہانیہ کو دھمکیاں دیں۔ وہ بس اسے چھوڑنا نہیں چاہتا تھا۔ مگر ہانیہ اب اسے پہچان گئی تھی۔ اس نے وہ بندوق اس پر تانی تو جواد ڈر گیا۔ وعدے کرنے لگا کہ وہ اسے چھوڑ دے گا۔ کبھی تنگ نہیں کرے گا۔ مگر ہانیہ نے ایک نہ سنی اور گولی چلا دی۔

وہ گولی جواد کی ٹانگ میں لگی تھی۔ وہ آج بھی لنگڑا کر چلتا ہے۔ ہانیہ نے پولیس کو بتایا کہ جواد نے اس کے ساتھ زیادتی کرنے کی کوشش کی تھی تو سیلف ڈیفنس میں اسے گولی چلانی پڑی۔ جلال اکبر کے پیسوں نے ساری بات دبا دی۔

اس کا فون بجا تو یادوں کی لڑی ٹوٹ کر بکھری۔ ہارون کا لنک۔

"آج میں گھر نہیں آ پاؤں گا" اس کی آواز میں ایکسائٹمنٹ تھی "اپنے باپ سے بدلہ لینے لگا ہوں"

ہانیہ نے فون بند کیا۔ چھڑی کے سہارے اٹھی۔ ہارون کے سامان کو تلاشنے لگی۔ پانچ منٹوں بعد اسے وہ چیز مل گئی، جس نے ایک بار پہلے بھی محبت کے سفر میں اس کی مدد کی تھی۔

****

اسمہ چنگیز عالم آج پھر اپنی بیٹی کے گھر آئی تھیں۔ آسیہ علی خان کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں ہوا تھا جب اس نے اپنی بوڑھی ماں کو اپنے دروازے پر کھڑا دیکھا تھا۔ مگر اس کے پاس انھیں اندر بلانے کے علاوہ اور کوئی آپشن نہیں تھا۔ ان کی شکل دیکھ کر اس ہو یقین ہو گیا تھا کہ خون کے رشتوں سے نفرت اصولِ کائنات ہے۔

اب وہ دونوں اس چھوٹے سے گھر کے صحن میں پڑی چار پائی پر بیٹھی تھیں۔

"تم سوچ رہی ہو گی کہ میں یہاں کیوں آئی ہوں" ہاتھ میں پکڑے چائے کے کپ پر نظریں جمائے اسمہ نے اپنی بیٹی سے پوچھا۔

"نہیں" آسیہ نے اسمہ کی طرف نظر دوڑائی، وہ بوڑھی لگ رہی تھیں "مجھے معلوم ہے کہ آپ کو کچھ چاہیے۔اور جب آپ کو کچھ چاہیے ہوتا ہے تو شرم جیسی کمزور چیزیں آپ کو روک نہیں پاتی"

اسمہ اپنی بیٹی کے طنز پر ہلکا سا ہنسی۔چائے کا گھونٹ بھرا۔

" صحیح کہا تم نے "وہ ہار چکی تھیں، تھک چکی تھیں "مجھے تم سے کچھ چاہیے "

پھر انھوں نے اپنے ہاتھ میں اپنے بال پکڑے اور پیچھے کو کھینچے۔وہ بال نکلی تھی، سو سر سے اتر گئے۔آسیہ کا دل بیٹھ گیا۔

"آسیہ مجھے کینسر ہے "انھوں نے بالوں کو واپس سیٹ کرتے ہوئے کہا، نظریں پھر کپ پر جما دیں "اسی لیے میں اس دن بھی تمہارے پاس آئی تھی۔تاکہ تمہیں اپنی زندگی میں واپس لے آؤں۔اسی لیے میں نے تمہارے بیٹے کو اس کی حقیقت بتائی تھی۔میں ایک خود غرض اور مطلبی عورت ہوں۔"ان کی آنکھیں بھرنے لگی تھیں "مگر یہ بھی سچ ہے کہ میں نے تم سے اور تمہارے والد سے سچی محبت کی ہے۔اور میں—"آسیہ نے انھیں گلے سے لگا لیا

تھا۔ہزار گلے صحیح اسمہ چنگیز عالم اس کی ماں تھیں۔اور گرچہ خون کے رشتوں سے نفرت ہو جانا اصولِ کائنات ہے، مگر وہ نفرت خون کی کشش کو کبھی ہرا نہیں سکتی۔

****

****

اس رات انجم گھر پہنچا تو بہت خوش تھا۔اس نے اپارٹمنٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔لاؤنج کی لائٹ آن کی تو اس کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔ہاتھ میں بندوق پکڑے اس کی محبوب اس کے سامنے کھڑی تھی۔

"ہانیہ-" وہ بولا تو ہانیہ نے بندوق اس پر تان دی۔

"فون" اس نے سپاٹ لہجے میں بولا۔اس کے بال بکھرے تھے، سبز آنکھیں رونے کی وجہ سے سوجھی ہوئی تھیں۔

"ہانیہ"

"فون" وہ چلائی تو اس کا پورا وجود کانپ اٹھا۔

انجم نے اپنی جیب سے فون نکالا۔اس کی طرف بڑھایا تو وہ بولی "زمین پر رکھو اور خود بھی نیچے بیٹھ جاؤ" وہ اس سے دور تھی، بندوق اس پر تان رکھی تھی۔ماضی کے زخم اس سے شاید بہت بڑی غلطی کروا رہے تھے۔مگر اسے جاننا تھا۔

"کھولو" ہانیہ نے حکم صادر کیا تو انجم نے فون کھولا۔پھر ہانیہ نے اسے ڈارک ویب والی ایپ کھولنے کو کہا۔

"ہانیہ" اس نے احتجاج کرنے کو منہ کھولا تو ہانیہ نے پاس پڑے پھولدان کو گولی ماردی۔

"او کے او کے"

انجم نے ایپ کھولی۔"کھولو اسے"

"ہانیہ، پلیز" اس نے بھیگ مانگی۔

"انجم مجھے مجبور مت کرو، میں کتراؤں گی نہیں" اس نے انجم کو دھمکی دی تو انجم نے وہ ایپ کھولی۔ہانیہ اس ایپ ہو بہو پہچان گئی تھی۔سیاست دان کی بیٹی کو ڈارک ویپ کا نہ پتہ ہو، ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔اس نے انجم کو پیچھے ہونے کا کہا اور فون پکڑ لیا۔وہ فون پر ہاتھ مارنے لگی۔انجم

نے ادھر ادھر نظریں دوڑائیں۔ پاس میں ہی ایک پھولدان اور تھا، وہ ہانیہ سے فون چھین سکتا۔ مگر پھر کیا؟ کیا وہ ہانیہ کو مار سکتا؟

انجم ان سوچوں میں گم تھا، جب ہانیہ کے منہ سے چینخ نکلی تھی، اور پھر وہ فون اس کے ہاتھوں سے نیچے گر گیا تھا۔ اس فون کی سکرین پر جو ونڈو کھلی تھی وہ انجم کی ویب سائٹ کا ایڈ من پیج تھا۔ ساری ویڈیوز وہاں سے ہی اپ لوڈ کی گئی تھیں۔ ہانیہ نے بندوق اس پر تان دی۔ پورا ملک جس قاتل کو ڈھونڈ رہا تھا وہ اس کے سامنے کھڑا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پولیس اسٹیشن کا یہ کمرا کمپیوٹرز سے بھرا پڑا تھا۔ رات کے اس پہر وہاں صرف ایک کمپیوٹر آن تھا۔ اس کمپیوٹر کو چلانے والے کا نام رضوان تھا۔ رضوان پچھلے کئی دنوں سے فیس کلر کے کیس پر انسپکٹر آمنہ کے ساتھ کام کر رہا تھا۔ داڑھی بڑھی، کپڑے انگریزوں والے۔ کمپیوٹر پر نظر آتی کالی سکرین پر اس کی کی بورڈ پٹختی انگلیوں سے لکھتے لفظ بس فیس کلر کو ہیک کرنے والے ہی تھے۔ بس کچھ لمحے اور۔

****

****

"تم فیس کلر ہو" ہانیہ کی آواز کانپ رہی تھی۔ بندوق انجم پر تنی تھی۔

"ہانیہ، پلیز" انجم نے ہاتھ ہوا میں اٹھائے ہوئے تھے "پلیز میری بات سنو، میں سب سمجھا سکتا ہوں"

"اومائی گاڈ، ہاں تم فیس کلر ہو، تم نے ان سب لڑکوں کو مارا ہے"

"کیونکہ وہ یہ سب ڈیزرو کرتے تھے" انجم ہانیہ کو کھونا نہیں چاہتا تھا۔

****

****

"تو کیا بنا" رضوان نے نظر ہٹائی تو اس کا دوست اس سے پوچھ رہا تھا۔ وہ دونوں ایک ساتھ کام کرتے تھے۔

"یار بننا کیا ہے، میں نے سارے حربے آزمالیے، مگر پتہ نہیں اس بندے نے کہاں سے پروگرامنگ سیکھی ہے۔ ہر حربے کا علاج رکھا ہوا ہے"

"تمہارا مسلہ پتہ کیا ہے؟"رضوان کے سامنے پڑے میز پر اس کا دوست ٹیک لگائے کھڑا ہو گیا۔

"کیا؟"رضوان نے طنزیہ پوچھا۔

"تم ہر نیا ہر بہ استعمال کرتے ہو اور پرانوں کو بھول جاتے ہو"

"تو؟"رضوان تنگ ہوا۔

"تو میری جان کے عذابold is gold"

****

****

"نکل جاؤ یہاں سے"ہانیہ نے انجم سے چلاتے ہوئے کہا۔

"ہانیہ"

"I said get out"

وہ چلاتی اپنے کمرے میں چلی گئی، اور دروازہ زور سے بند کر دیا۔ انجم نے اپنا فون اٹھایا اور باہر نکل آیا۔

****
****

رضوان کے لبوں پر مسکراہٹ تھی، ایک پرانی تکنیک کام کر گئی تھی۔

****
****

انجم کے چہرے پر آنسو تھے۔ ایک پرانے گناہ کی سزا سنا دی گئی تھی۔

****
****

رضوان کی انگلیوں میں نئی جان آگئی تھی۔ وہ بٹنوں کو زور سے پٹخنے لگی تھیں۔ وہ اپنی منزل کے پاس تھا۔

انجم ایک اندھیری گلی میں تھا، جب اس کے منہ پر کوئی زوردار چیز آ کر لگی تھی۔وہ زمین پر گر گیا تھا۔کچھ مرد اسے مارنے لگ پڑے تھے۔

****

****

"تمہارا آئیڈیا کام کر گیا" رضوان نے اپنے دوست کو کہا تھا۔پھر اس نے کچھ بٹنز دبائے۔ مزید کمانڈز لکھیں۔اس کے سامنے کھلے کمپیوٹر کی سکرین پر ٹائم نمودار ہوا۔بس کچھ سیکنڈز میں وہ اس ایپ کا مکمل کنٹرول حاصل کرنے والا تھا۔

****

****

"ارسلان صاحب کا سلام" انجم کے نئے دوستوں نے جانے سے پہلے کہا تھا۔انجم وہاں زمین پر بے حس پڑا تھا۔ارسلان۔ارسلان وجہ تھی اس کے ہر زخم کی۔ارسلان وجہ تھی، اس پر قتل کی، جو انجم نے کیا تھا۔وہ ان لڑکوں میں ارسلان دیکھتا تھا، وہ ارسلان کو مار رہا تھا۔ اس نے اپنا فون کھولا، فون کی سکرین چمکنے لگی۔

****

****

"اب ہم اس سارے فساد کی جڑ پر جانے والے ہیں" رضوان کے کمپیوٹر کی سکرین کا وقت پورا ہو گیا تھا۔

"اب میں اپنی سائیکی کے مسلے کی وجہ کو تباہ کروں گا، خود کو فکس کروں گا" انجم نے ایک بٹن دبایا۔

انجم کا بٹن دباہی تھا کہ رضوان کے کمپیوٹر پر گھومتا پہیا رک گیا اور ایک میسج نمودار ہوا۔

"Server not found"

اور رضوان کا سر پھٹ گیا۔

****

****

اس سب سے دور آمنہ آج اپنے والد کے ساتھ باہر کھانے آئی تھی۔ وہ ایک بڑا ہوٹل تھا۔ اس کے والد ایک کامیاب بزنس مین رہ چکے تھے۔ وہ آرڈر کر چکے تھے اور اب کھانے کا

انتظار کر رہے تھے جب آمنہ کا فون بجا اور وہ کال سننے چلی گئی۔ وہ چلی گئی تو اس کے والد، عاصم صاحب کی نظر پچھلے ٹیبل پر پڑی۔ ان کی سابقہ بیوی آج پھر وہاں آئی تھی۔ اور آج وہ اکیلی بھی نہیں تھی۔ ان کی بیوی کے ساتھ بیٹھی عورت اٹھ کر باتھ روم کی طرف گئی تو وہ ایک بار پھر اپنی بیوی کو باتیں سنانے چل دیے۔

دوسری طرف آمنہ رضوان سے فون پر بات کر رہی تھی۔

"کیا مطلب؟" آمنہ کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی تھی "کیا مطلب کہ اب ہم اسے ڈریس نہیں کر سکتے؟"

"میم سرور غائب ہو گیا ہے، اور آپ سے چیٹنگ کے لیے اس نے جو پیج چھوڑا تھا وہ بھی،" رضوان شرمندہ تھا "اس کا ایک ہی مطلب، اس نے وہ ویب سائٹ ڈیلیٹ کر دی ہے۔ شاید اسے پتہ چل گیا ہو کہ ہم اسے ٹریس کر رہے تھے"

"مگر کیسے؟" آمنہ کا دل خراب ہو گیا تھا

"میں شیور نہیں ہوں" رضوان اسے صفائیاں دینے لگا۔ جب آمنہ رضوان کی صفائیاں سن کر افسردہ ہو رہی تھی۔ اس کا باپ اس کی ماں کے سامنے بیٹھا اسے کوس رہا تھا۔

"عاصم پلیز "اس کی سابقہ بیوی تنگ آگئی تھی "میں یہاں اپنی امی کے ساتھ آئی تھی، آپ کے پیچھے نہیں"

"رئیلی "اسے یقین نہیں آیا تھا "تم میری بیٹی سے دور رہو۔اسے تم نے جو تکلیف دی تھی، تمہیں اندازہ بھی ہے ایک بچے کو کتنا درد ہوتا ہے، جب اس کی ماں اسے چھوڑ جائے تو؟"

"عاصم پلیز "وہ افسردہ ہو گئی تھی "پلیز مجھے معاف کر دیں۔ مگر میرا یقین کریں میں آمنہ کی زندگی میں دخل نہیں دوں گی۔ پلیز"

"تمہارا یقین کروں۔ "کوئی پرانا زخم چھڑ گیا تھا "کیسے کروں تمہارا یقین۔ شادی جیسا پاک وعدہ تو تم سے نبھانے نہ ہوا۔اور تم چا-"

"ہیلو عاصم "آواز پر وہ مڑا تو پیچھے اس کی سابقہ ساس کھڑی تھی۔

"آنٹی اسمہ، السلام علیکم "عزت کے عوض وہ کھڑا ہوا تو اسمہ چنگیز عالم اس کرسی پر بیٹھ گئیں۔

"میں بس یہاں آسیہ کو بتا- "وہ صفائی دینے لگا تو اسمہ نے اس کی بات کاٹی۔

"مجھے فرق نہیں پڑتا تم یہاں کیوں آئے تھے" ان کا لہجہ ہمیشہ کی طرح سپاٹ تھا" مگر اب تم جا سکتے ہو۔ تمہاری بیٹی واپس آرہی ہے"

"مگر۔"

"میں بعد میں کال کروں گی تمہیں" انھیں نے مسکرا کر کہا تو عاصم واپس اپنی کرسی کی طرف چلے گئے۔

"آئی ایم سوری امی" آسیہ علی خان نے اپنی ماں سے معافی مانگی۔

"آسیہ، جب تم نے اس شخص کو چھوڑا تھا میں نے تمہیں روکا تھا، اب اگر تم اس کے پاس واپس جانا چاہتی ہو تو بھی میں تمہیں روکوں گیں۔ زندگی بھی کتنی عجیب ہے نا" وہ مسکرائیں۔

"ہاں امی، زندگی بھی کتنی عجیب ہے نا" آسیہ کی نیلی نظریں اپنی بیٹی آمنہ کی نیلی نظروں پر جمی تھیں۔ نیلی آنکھوں والی ایک اولاد کو انھوں نے چھوڑا تھا، اور دوسری نے ان کو۔

سچ ہے کہ زندگی عجیب ہے۔

****

****

اس کمرے میں نا جانے کتنی ہی نیوز براڈ کاسٹس شوٹ کی گئی تھیں۔ مگر آج کی لائیو نشریات اہم تھیں۔ آج ایک بیٹا اپنے باپ کے خلاف بولنے آیا تھا۔ ہارون جلال اکبر نے اپنے باپ سے بدلا لینے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ سائرہ کی کہانی بتانے والے تھا۔ ساری نہیں، بس اتنی کہ اس کے باپ کو چوٹ پہنچے۔ ایسی چوٹ کہ اس کے باپ کی کراہت ہارون کو سنائی دے۔

شو شروع ہونے میں کچھ ہی وقت رہ گیا تھا۔ کرسی پر بیٹھے سائرہ کی یادیں ہارون کا دماغ گھیر رہی تھیں۔

****

****

سائرہ اس کی نینی تھی۔ وہ اکثر ہارون کو یونانی میتھالوجی کی کہانیاں سناتی تھیں۔ اس کی سب سے زیادہ من پسند کہانی ایکارس کی تھی۔ وہ لڑکا جو سورج کے زیادہ قریب اڑ گیا تھا۔

(پرانے وقت کی بات ہے یونان کے بادشاہ نے ایک جن کو قید کرنے کے لیے ایک بلبلیاں بنوائی تھی۔ مگر جب اسے پتہ چلا کہ بلبلیاں بنانے والے نے اسے دھوکا دیا ہے، اور بلبلیاں سے نکلنے کا راز جن کو بتادیا ہے تو بادشاہ نے جن کی بجائے اسے اور اس کے بیٹے 'ایکارس' کو بلبلیاں میں قید کر دیا۔)

باہر رات تھی۔ ہارون کا پندرہواں جنم دن کل گزر گیا تھا۔ فی الوقت وہ اپنے کمرے میں اپنے بستر پر سائرہ کے ساتھ بیٹھا تھا۔ سفید ٹیوب لائٹس بند تھیں۔ رات کے وقت ہلکی پیلی بتیاں جل رہی تھیں۔ اس کے امیر باپ کے لالچ کے گناہ کے باعث اس جیل نما محل میں قید ہارون کی زندگی میں بس ایک ہی چیز اچھی تھی۔ اور وہ تھی سائرہ۔ اس نے اس کی آنکھوں میں دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے وہ اس کے لب چومنے لگا تھا۔ سائرہ نے اسے نہیں روکا۔ کیوں روکتی، بادشاہ نہ صحیح تو اس کا جانشین ہی صحیح۔

(ایکارس کا باپ بہت عقلمند تھا۔ اسے پتہ تھا کہ بلبلیاں سے نکلنے کا ایک ہی راستہ تھا، اور وہ ہواؤں پر اڑ کر ملنا تھا۔ تو اس نے اس قید سے نکلنے کے لیے پنکھ بنانا شروع کر دیے۔ پنکھ بنے،

اور دونوں باپ بیٹے ان کے سہارے وہاں سے اڑ گئے۔ مگر افسوس کہ ان کی قسمت میں آزادی نہیں تھی")

محبت کے نام پر ہوس میں ڈوبی ایک ایسی شام میں ہانیہ ہارون کے کمرے میں آگئی تھی۔ اس کی چیخ نکلی تو اس کا باپ بھی وہاں بھاگا نکل آیا۔ ہانیہ چلانے لگی۔ سائرہ کو اس نے بہت برا بھلا کہا۔ جب ہارون نے اسے بچانا چاہا تو ہانیہ نے سائرہ اور اپنے باپ کی حقیقت فاش کر دی۔ اور ہارون کا دل ٹوٹ گیا۔ لالچ اور دولت کی اس قید سے وہ دونوں باپ بیٹے ایک ہی راستے آزادی چاہتے تھے۔ ان کے پنکھ ایک ہی عورت تھی۔

(جب ایکارس کو اڑنے میں لطف آنے لگا تو وہ اونچا اڑنے لگا۔ اونچا، اونچا اور اونچا۔ اس کے باپ نے اسے روکا مگر اس نے نہ سنی۔ اور اڑتے اڑتے وہ سورج کے پاس پہنچ گیا۔ سورج کو للکارا۔ اور وہ لوگ جو قدرت کو للکارتے ہیں اکثر ہار جاتے ہیں۔ ایکارس سورج کے پاس پہنچا اور سورج نے اس کے پنکھوں کو جلا دیا)

جلال اکبر سے یہ سب برداشت نہ ہوا۔ وہ سانس لینے کو باہر نکلے تو ہانیہ نے پاس پڑا پھولدان اٹھایا اور سائرہ کو مارنے کو لپکی۔ مگر سائرہ نے پھولدان پکڑ کر دور پھینکا۔ ہانیہ اسے

تھپڑ مارنے لگے تو سائرہ نے اپنا دفاع کیا۔اسی جھگڑے میں ہانیہ زمین پر گر گئی۔سائرہ غصے میں تھی۔اس لڑکی نے سب کچھ تباہ کر دیا تھا۔اس نے پاس پڑا پھولدان اٹھایا اور ہانیہ کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔پھولدان ہوا میں اٹھایا۔مگر اس سے پہلے کہ وہ پھولدان ہانیہ پر پھینکتی اس کی کمر سے ہوتے کوئی نوکیلی چیز اس کے جسم میں داخل ہوئی تھی۔ہارون نے سائرہ کی کمر میں چاقو اتار دیا تھا۔پھر چاقو گھمایا اور اس کے کان میں سرگوشی کی "تمہیں ایکارس سے محبت تھی نہ اس کے باپ سے، تمہیں ان کے ہنر سے محبت تھی۔میرے ہنر یعنی میری دولت سے"

("ایکارس زور سے زمین پر گرا،اس کا جسم اس درد کو برداشت نہ کر پایا۔وہ اس دنیا سے چلا گیا۔)

ہارون نے سائرہ کو بائیں بازو سے پکڑ کر دائیں طرف پھینکا۔وہ زمین پر گری۔وہ یہ درد برداشت نہ کر سکی۔وہ اس دنیا سے چلی گئی۔

(ایکارس کے باپ نے اس کی قبر بنائی)

جلال اکبر نے کسی آدمی کو کال کی،تاکہ وہ سائرہ کی لاش کو ٹھکانے لگا دے۔

(اور ایکارس سب سے بڑی قید سے آزاد ہو گیا)

ہانیہ اس کے بعد سے ہارون کو کہانی سناتی تھی۔سائرہ کی موت کے بعد وہ دونوں کافی قریب آ گئے تھے۔ہارون نے اس امیر پنچرے میں ایک ساتھی پالیا تھا۔

(مگر اس کا باپ اکیلا رہ گیا تھا۔اتنا ہنر، اتنی قابلیت، مگر ایکارس کا باپ اکیلا رہ گیا تھا)

اور اس واقعہ کے بعد جلال اکبر کا رشتہ اس کے بچوں سے ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گیا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

باب 4: وہ کم بخت تا عمر قید رہی ہے۔

(ماضی)

یہ اس زمانے کی بات ہے جب آسیہ چنگیز عالم نے ابھی جوانی میں نیا نیا قدم رکھا تھا۔اس کا امیر باپ اس کے دولہے کی تلاش میں نکل پڑا تھا اور اس کی ماں اسے زندگی گزارنے کے اصول وضوابط سکھانے لگ پڑی تھی۔اسے بڑے محل کی شہزادی وہاں اپنے ہر ملازم پر راج کرتی تھی، مگر ایسے راج کا کیا فائدہ جو تنہا کیا جائے، وہ شہزادی کہاں مال دار جس کے پاس محبت ہی نہ ہو۔

آسیہ چنگیز عالم کی شخصیت اس تنہائی کے زیرِ اثر تلخ ہو گئی تھی۔وہ امیر باپ کی بگڑی ہوئی لڑکی بن گئی تھی۔اسے دیکھنے سے یوں لگتا تھا کہ اس میں جذبات نامی کوئی چیز تھی ہی نہیں۔ وہ اپنے ملازموں کو ان کی اوقات میں رکھتی، دوستوں کو ان کی غربت کا سبق دیتی رہتی، ماں باپ سے بدتمیزی اس کا مشغلہ تھا۔ مگر یہ سب تو بس ڈیفنس میکانزم تھا۔وہ تو بس اپنا درد چھپا رہی تھی۔وہ درد جو اکثر رپنزل فلم دیکھنے پر ابھر آتا تھا۔ حسین راجکماری جو ایک بڑے محل میں تنہا قید تھی۔

وہ اکثر اس فلم کو دیکھتی اور سوچتی کہ میری اس قید کو توڑنے کون آئے گا؟اور کب آئے گا؟

اور وہ آیا تھا۔اس کا نام عاصم تھا۔وہ ہنس مکھ،چارمنگ لڑکا۔وہ آسیہ کا کزن تھا۔آسیہ اسے انتہائی ناپسند کرتی تھی۔وہ شرارتی تھا،اصول توڑتا تھا،ملازموں کے ساتھ کھیلتا رہتا،اور آسیہ کو تنگ کرتا رہتا۔جانے انجانے میں کب آسیہ اس کی شرارتوں کا حصہ بن گئی اسے پتہ ہی نہ چلا۔اسے پتہ ہی نہ چلا کہ کب عاصم اس کا شہزادہ بن گیا تھا،جو اس تنہائی کی قید میں اسے بچانے آیا تھا۔اس نے شادی کی ضد کی،اور ہمیشہ کی طرح اس کی ضد مان لی گئی۔اور یوں آسیہ چنگیز عالم کی پہلی شادی عاصم سے ہوئی۔وہ شادی جو حالات کی نظر ٹوٹ جانی تھی۔مگر رشتوں کے ٹوٹ جانے سے محبتیں تھوڑی ہی ٹوٹ جاتی ہیں۔شاید یہی وجہ تھی کہ جب سالوں بعد انجم نے آسیہ سے عاصم کو چھوڑنے کی وجہ پوچھی تو وہ عاصم کے خلاف کوئی بات نہ کر سکی۔اپنے محبوب کا کردار مسخ نہ کر سکی۔

****

****

(حال)

ائیر پورٹ پر ہمیشہ کی طرح رش تھا۔اپنی فلائٹس کو پکڑنے مسافر بھاگ رہے تھے،اور فلائٹس سے اترنے والے اپنے رشتہ داروں کو ڈھونڈ رہے تھے۔ان ڈھونڈنے والوں میں سے ایک وہ بھی تھا۔وہ جو چلنے کے لیے چھڑی کا سہارا لے رہا تھا۔سفید رنگ، بڑے جیل سے سیٹ کیے بال، نسوانی حسین نقوش اور پتلا پتنگ جسم۔وہ فیس کلر کے شکاروں جیسا تھا۔ بر گر۔چھڑی پر زور ڈالتے وہ مڑا اور اسے اپنا ڈرائیور نظر آیا۔وہ اس کے ساتھ چلتا گاڑی میں بیٹھا۔

اس نے اپنا فون نکالا، گیلری کھولی اور ایک سبز آنکھوں والی لڑکی کی تصویر نکالی۔

"ہانیہ میں واپس آگیا ہوں"اس لڑکے نے سوچا"اور اس بار ہم دونوں ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائیں گے"

"گھر جانا ہے جواد صاحب"ڈرائیور نے پوچھا۔

"ہاں، فی الحال تو گھر ہی چلو"اس نے ڈرائیور سے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تم سے بعد میں ملوں گا، تسلی سے، تیاری سے "اس نے ہانیہ کی تصویر انگلی سے سہلاتے ہوئے سرگوشی کی۔وہ ہانیہ کو پانے پاکستان واپس آیا تھا،اور اس بار وہ ہار ماننے والا نہیں تھا۔

****

****

اس چھوٹے اپارٹمنٹ کے بیڈروم میں ہارون اپنی بہن کے سامنے بیٹھا تھا۔ہانیہ افسردہ لگتی تھی۔

"تمہیں ڈیڈ کے خلاف نہیں جانا چاہیے تھا"ہانیہ اس سے خفا لگتی تھی "اگر کسی کو سائرہ کے بارے میں پتہ چل گیا تو؟"

"ڈونٹ وری ہانیہ'ہارون بالکل پر سکون تھا"میں نے صرف اتنا بتایا ہے کہ سائرہ ہماری نینی تھی،اور ڈیڈ کا اس کے ساتھ افیئر تھا،اور کچھ نہیں بتایا"

"پر اگر ڈیڈ۔"

"وہ کچھ نہیں کریں گے "ہارون اس بارے میں مزید بات نہیں کرنا چاہتا تھا "اور اگر کریں گے بھی تو میرے سے ابھی بدلا نہیں لے پائیں گے، فی الحال تو وہ ڈیتھ کنٹرول میں بی زی ہیں" وہ ہنس دیا۔ پھر کسی سوچ کے تحت پریشان ہو گیا۔

"انجم کہاں ہے؟ "اس نے ہانیہ سے پوچھا "کل گھر آیا نہ فون پک کر رہا ہے"

"انجم۔" اور اس ایک لمحے میں ہزار سوچیں ہانیہ کے دماغ سے گزر گئیں۔ فیس کلر کے وکٹمز کی تصویریں، انجم کا معصوم چہرہ، جب وہ اس سے پہلے دن ملی تھی، جب انجم نے اس سے محبت کا اقرار کیا تھا، جب وہ بچوں کی طرح اس کی باہوں میں ٹوٹ کر رو یا تھا، جب موم بتیوں کی مدھم روشنی میں ہانیہ نے اس کی محبت قبول کی تھی، وہ بھی اب اس سے محبت کرنے لگی تھی، مگر اس کے وکٹمز کے چہرے۔

"ہانیہ "ہارون نے اس کی سوچوں کا فسوں توڑا

"انجم اور میری کسی بات پر لڑائی ہوئی ہے "ہانیہ نے ہارون سے نظریں چرائیں "وہ مجھے سپیس دے رہا ہے۔"

"کس بات پہ؟ "ہارون پریشان ہو گیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"یہ اہم نہیں ہے ہارون" ہانیہ اس سے نظریں نہیں ملا پا رہی تھی" مگر وعدہ کرو تم اس میں انٹرفیئر نہیں کرو گے"

"مگر!" ہارون نے احتجاج کرنا چاہا۔

"وعدہ کرو" ہانیہ نے بغاوت کچلی۔

"اوکے" اس نے ہار مان لی۔ کچھ دیر بعد وہ بہانا بنا کر وہاں سے چلا گیا۔ ہانیہ جانتی تھی کہ وہ انجم سے بات کرنے والا تھا۔ مگر وہ یہ بھی جانتی تھی کہ انجم ہارون کو کچھ بتانے والا نہیں تھا۔ پر کیا وہ ہارون کو کچھ بتانے والی تھی؟ کیا وہ انجم کی حقیقت سب کو بتا سکتی تھی؟ اتنے سارے لوگ مارے گئے۔ پر کیا وہ بے قصور تھے؟ یا وہ سب بھی ضامن کی طرح تھے؟ کیا انجم جو کر رہا تھا وہ انصاف تھا؟ یا ظلم؟ اور سب سے بڑھ کر کیا ہانیہ کی انجم سے محبت اتنی طاقتور تھی کہ وہ اسے اتنے سارے قتلوں کے لیے معاف کر سکتی؟

یہ سوچیں ہانیہ کو اپنے اندر کسی بلیک ہول کی طرح کھینچی جا رہی تھیں، اور ان کے آگے ہانیہ کمزور تھی، بے بس، محبت میں برباد ہوا کسی زمانے کا نواب۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

****

****

کچھ لمحے پہلے اسے ہارون کی کال آئی تھی۔اپنے بڑے آفس میں پڑی کرسی پر بیٹھے اس نے آرام اور صبر سے وہ کال سنی تھی۔کل رات اس پر ہوئے حملے کے اثرات اس کے چہرے پر خوب نمایا تھے۔اس نے پین کلرز لی تھیں، مگر درد ابھی تک ختم نہیں ہوا تھا۔مگر یہ درد اسے تنگ نہیں کر رہا تھا، کیونکہ وہ بہت جلد ارسلان سے بدلا لینے والا تھا۔

ہارون کی کال سے صاف ظاہر تھا کہ ہانیہ نے ہارون کو انجم کی حقیقت نہیں بتائی تھی۔مگر کیوں؟ کیا ہانیہ بھی انجم سے محبت کرنے لگی تھی؟ یا وہ کوئی منصوبہ بنا رہی تھی؟ نہیں۔وہ انجم سے پیار کرتی تھی۔انجم یہ مان ہی نہیں سکتا تھا کہ وہ اس کے خلاف کوئی منصوبہ بنا رہی تھی۔

وہ ان سوچوں میں گم تھی جب اس کا دروازہ کھلا اور وہ اندر داخل ہوئی۔اس نے سفید رنگ کا سوٹ اور پینٹ پہنی تھی۔اس کے بال کھلے تھے۔وہ چلتی تو اس کی چال سے اعتماد ٹپکتا تھا۔وہ انجم کے سامنے پڑی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔

"سحر" بیٹھتے ساتھ ہی اس نے اپنا تعارف کروایا۔

"معلوم ہے "انجم اس سے متاثر نہیں ہوا تھا۔

"تو آپ ہیں انجم "وہ بھی متاثر نہیں ہوئی تھی۔اس کے سامنے بیٹھے لڑکے نے تھری پیس سوٹ پہننا شروع کر دیا تھا، مگر اس کی حقیقت اس کے حلیے پر صاف صاف لکھی تھی۔

"جی "انجم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"میں یہاں آپ کو بتانے آئی ہوں کہ کل سے میں ارحم صاحب کی جگہ اس کمپنی میں کام کروں گی "سحر کا اعتماد لاجواب تھا۔

"کیوں؟"انجم خیران ہوا"ارحم صاحب کو اس کمپنی سے خارج کر دیا گیا ہے۔تو آپ ان کے گھر میں ان کی جگہ کام کر سکتی ہیں، یہاں نہیں"

"اوہ انجم صاحب "وہ انجم کی بات سے محظوظ ہوئی تھی"آپ نے بھلے ہی ارحم صاحب کو یہاں سے نکال دیا ہو، مگر ان کے مرحوم والد، آپ کے نانا، کی وصیت کے مطابق اس کمپنی کا پچیس فیصد حصہ ان کا ہی بنتا ہے، اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے حصے کو میں ریپریزنٹ کروں"

"مگر۔"انجم اپنی دلیل دینے لگا، مگر سحر نے اسے موقع ہی نہ دیا۔

"آپ نے انھیں یہاں سے اس بہانے سے نکالا ہے کہ وہ دماغی طور پر" اس نے انگلی سر کے پاس گھما کر پاگل کا اشارہ کیا" مگر ان کے شیئرز آپ ان سے نہیں لے سکتے۔ سو" وہ کھڑی ہوئی" آپ سے صبح ملاقات ہو گی۔ پارٹنر" وہ مسکرائی اور باہر نکل گئی۔ اس نے دروازہ بند کیا ہی تھا کہ انجم نے اپنا موبائل زور سے دروازے کی طرف پھینک دیا۔

"ایک نئ مصیبت"

****

****

آمنہ کے آفس میں رضوان اس کے مقابل بیٹھا تھا۔ آمنہ کا فون ٹیبل پر کھلا پڑا تھا۔ اس پر ایک انجان نمبر سے میسج آیا تھا۔

"میں فیس کلر ہوں۔ اور میں اب مزید قتل نہیں کروں گا۔ کوئی ثبوت نہیں آپ کے پاس۔ کوئی راستہ نہیں آپ کے پاس۔ بہتر ہے آپ مجھے بھول جائیں اور اپنی زندگی آرام و سکون سے گزاریں"

"میم ہم اس نمبر کی ڈیٹیلز نکالنے کی کوشش کر رہے ہیں" رضوان نے آمنہ کو بتانا شروع کیا" تھوڑا ٹائم لگے گا، مگر کلر نے اپنی ویب سائٹ ڈیلیٹ کر دی ہے، وہ پیج جو اس نے آپ سے گفتگو کے لیے رکھا تھا وہ بھی ڈیلیٹ کر دیا ہے۔ مجھے لگتا ہے کہ وہ ڈر گیا ہو گا کہ کہیں ہم اسے پکڑ نہ لیں۔ اس لیے اب وہ یہ سب چھوڑ دے گا"

"نہیں" آمنہ کا سر درد سے پھٹ رہا تھا، وہ اس کلر کے اتنا قریب آ کر بھی اسے نہیں پکڑ پائی تھی "وہ اگر چاہے بھی تو رک نہیں سکتا، وہ پھر قتل کرے گا اور ضرور کرے گا، آج نہیں تو کل، کل نہیں تو پرسوں، نہیں تو سالوں بعد، وہ قتل کرے گا، کیونکہ اس طرح کے لوگوں کو جب کسی چیز کی لت لگ جائے تو وہ اسے چھوڑ نہیں پاتے، ان کی شخصیت compulsive ہوتی، و گرنہ وہ اپنے ہر وکٹم کا چہرا خراب نہ کرتا"

"تو پھر؟" رضوان نے سوال کیا" پھر اب ہم اسے کیسے پکڑیں گے، مطلب ہمارے پاس کوئی ثبوت وغیرہ تو ہے نہیں۔"

"ہمم" آمنہ سوچنے لگی "وہ مرد ہے۔ اور مغرور بھی۔"

"تو؟"

"تو رضوان صاحب" وہ مسکرائی "مردوں کی انا پر چوٹ لگاؤ تو وہ جواباً حملہ کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں"

"اور آپ اس کی انا پر چوٹ کیسے لگائے گیں؟"

"میڈیا کے ذریعے"۔ آمنہ نے ٹیبل سے اپنا فون اٹھایا اور اپنی نیوز رپورٹر دوست کو کال ملائی۔

****

****

وہ ریسٹورنٹ اس شہر کا سب سے بڑا ہوٹل تصور کیا جاتا تھا۔ اس ہوٹل کے ایک پرائیوٹ کواٹر میں آسیہ اور اسمہ بیٹھی لنچ کر رہی تھیں۔ جب سے آسیہ کو اپنی ماں کی بیماری کا پتہ چلا تھا وہ ہر دن اس کے ساتھ لنچ کیا کرتی تھی۔

"تو عاصم" اسمہ نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے اپنی بیٹی سے سوال کیا۔

"امی پلیز" آسیہ اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"کیا پلیز آسیہ، تم اسے سٹاک کر رہی ہو،" اسمہ نے منہ بنایا۔

"ایسا نہیں ہے" آسیہ نے آنکھیں چرائیں۔

"ایسا ہی ہے آسیہ "اسمہ چنگیز عالم اپنا موقف بدلا نہیں کرتی تھیں" عاصم نے بتایا مجھے کہ تم پچھلے کئی دنوں سے اس کا تعاقب کر رہی ہو"

"اس کا نہیں امی" "اب اپنی ماں سے کیا بچانا" "آم۔۔" اپنی بیٹی کا نام لینا انتہائی مشکل تھا۔ گلے میں اٹکے آنسو آنکھوں کو بھاگتے تھے۔

"آمنہ کا؟" انھوں نے سوال کیا۔

آسیہ بس منہ ہی ہلا سکی۔

"تم سے کہا تھا میں نے پچھتاؤ گی" اسمہ بھی افسردہ ہو گئی تھی "کہا تھا میں نے کہ پہلی اولاد کی کشش باقی اولادوں کی کشش سے بڑھ کر ہوتی ہے، پھر تم نے تو اس کے ساتھ پانچ سال گزارے تھے، تم تو اس کی محبت میں گرفتار تھی"

آسیہ کچھ نہ بولی۔

"مجھے معلوم تھا آسیہ کہ ایک دن تم اپنی بیٹی کی طرف بھاگتی ہوئی جاؤ گی، تم جتنا مرضی انکار کرو میں جانتی ہوں کہ تین بچوں کے بعد بھی تمہارے دل میں ایک خلا ہے۔اور اس خلا کا نام آمنہ ہے"

آسیہ کچھ نہ بولی تو اسمہ خاموش ہو گئی۔ پھر کچھ یاد آیا تو آسیہ سے سوال کیا" ویسے اتنے سال اس سے دور رہی تم، تو پھر اب ایسا کیا ہوا کہ اس کے پیچھے پڑ گئی ہو؟"

آسیہ نے ایک گہری سانس لی" کچھ دنوں پہلے اسے ٹی وی پر دیکھا تھا میں نے۔پہلے تو مجھے یقین نہ آیا کہ وہ میری بیٹی ہی ہے۔ مگر اس کی آنکھیں، وہ نیلی آنکھیں، وہ مجھ سے بات کرتی تھیں۔ پھر جب ارحم کے گھر ہم پارٹی پر آئے تھے تو وہ بھی آئی تھی۔ پھر میں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس کے باپ کا نام پتہ چلا۔امی یہ سارا کھیل آنکھوں کا ہے۔اولاد کو ایک بار دیکھ لو، تو اس کا پورا جسم ایک ایسی کشش سے آپ کو کھینچتا ہے کہ کہ -"اس کو الفاظ نہ ملے۔

"کہ دل کرتا ہے ہر چیز کو تباہ کر کے اسے گلے سے لگا لیں، اسے اپنی آغوش میں یوں چھپا لیں کہ دنیا کی شیطانیت اسے چھو تک نہ سکے" اسمہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"آئی ایم سوری امی" آسیہ کا دل بیٹھ گیا تھا۔

"کس لیے؟"

"اتنے سال آپ سے دور رہنے کے لیے" وہ حقیقتاً شرمندہ تھی۔

"کوئی بات نہیں آسیہ۔" اسمہ نے مسکرا کر کہا "اولاد سے ماں باپ کبھی ناراض نہیں ہوتے" اسمہ نے آسیہ کا ہاتھ پکڑا "عاصم سے بات کرو، آمنہ پر تمہارا ابھی حق ہے"

"نہیں امی" اس نے آرام سے انکار کیا "میں آمنہ کو چھوڑ گئی تھی، میرے اندر اتنی ہمت نہیں کہ اس کا سامنا کر سکوں" اسمہ اس پر مزید دباؤ ڈالنا چاہتی تھی، مگر اس کا چہرا دیکھ کر خاموش ہو گئی۔

آسیہ نے اسمہ کا چہرا دیکھا تو اپنی موت کے دہانے پر کھڑی ماں سے جھوٹ بولنے پر شرمندہ ہو گئی۔ وہ عاصم سے یہ بات اس لیے نہیں کرنا چاہتی تھی کہ کہیں انجم کی حقیقت عاصم کو پتہ نہ چل جائے۔ انجم کو عاصم سے دور رکھنا، عاصم کی سزا تھی۔ اور عاصم کا گناہ اتنا بڑا تھا کہ آسیہ اتنے سالوں بعد بھی اسے معاف کرنے کو تیار نہیں ہوئی تھی۔

****

****

(ماضی)

یہ وہ زمانہ ہے جب آسیہ کی شادی ہوئی تین سال گزر گئے تھے۔ آمنہ دو سال کی تھی اور خدا نے ایک بار پھر آسیہ کو خوشخبری سے نوازا تھا۔ وہ حاملہ تھی۔ عاصم ان دنوں بزنس میں لگا رہتا تھا۔ یہ رشتہ جس کی بنیاد دولت کی زنجیروں سے آزادی تھی، وہ اب دولت کی دور میں پھر اٹک گیا تھا۔ آسیہ سارا دن گھر رہتی، آمنہ کا خیال رکھتی، پارٹیز مین جاتی، اپنی دوستوں کو اپنے شوہر سے ملے مہنگے تحفے دکھاتی، پھر شام کے وقت اکیلے بیٹھ کر کھانا کھاتی۔

یہ بات نہیں تھی کہ عاصم کو اس سے محبت نہیں تھی، جب وہ آسیہ کے ساتھ ہوتا تو آسیہ خود کو دنیا کی خوش ترین عورت تصور کرتی تھی۔ مگر یہ تصور بہت جلدی ٹوٹ جاتا تھا۔ عاصم کی توجہ کا محور اس کا بزنس ایک فون کال سے بن جاتا۔ آسیہ اس سے گلہ کرتی، کہ تم میرے پاس نہیں ہوتے، میں اس محل میں اکیلی ہوتی ہوں، ہماری بیٹی، اور یہ ہونے والا بچہ، یہ تمہاری یاد میں مجھ سے سوال کرتے ہیں۔ مگر عاصم بھی کیا کرتا، وہ کبھی معافی مانگتا، تو کبھی

آسیہ پر جو ابا برس پڑتا، وہ بزنس اپنے خاندان کی بھلائی کے لیے ہی تو کر رہا تھا۔ مگر آسیہ یہ بات ماننے سے انکاری تھی۔ اسے لگتا تھا کہ وہ ایک محل سے نکل کر دوسرے محل میں قید ہو گئی ہے۔ وہ اپنے آپ کو ایسی راپنزل سمجھنے لگی تھی جس کی زندگی میں بس قید لکھی ہو۔

وہ ریحان سے ان دنوں میں ملے تھی جب اس کی پریگنینسی کے آخری ماہ چل رہے تھے۔ اس کا پیٹ بڑا، پاؤں سوجھے تھے۔ مگر ریحان اسے گھنٹوں دیکھتا رہتا تھا۔ وہ اس کا ڈرائیور تھا۔ اور جب امیر مرد، اپنی بیویوں کو حسین مرد، ملازم کے طور پر دے دیں، تو ان کی تنہا بیویوں کو نئ صحبت ڈھونڈنے میں وقت کہاں لگتا ہے۔ آسیہ بھی ریحان کو دیکھنے لگی تھی۔ مگر وہ کچھ کرتی نہیں تھی۔ وہ عاصم کی وفادار رہنا چاہتی تھی۔

پھر ایک دن وہ بیڈ سے اترتے اپنے کمرے میں گر گئی تھی۔

"عاصم، عاصم" وہ چلاتی رہی، مگر عاصم نہ آیا۔ وہ تو کسی میٹنگ میں مصروف تھا۔

ایک گھنٹے وہ وہاں بے بسی میں گری رہی۔ اس کے شوہر کی لالچ نے اس کی ناپید اولاد کو مار دیا تھا۔ اور اس دن کے بعد ریحان کی باہوں میں سکون ڈھونڈنے میں آسیہ کو کوئی شرم کوئی

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

گلٹ نہیں ہوتا تھا، کہ اس دن کے بعد وہ ایک بیوی نہیں رہی تھی، وہ ایک ماں تھی، جس کی نامولود اولاد کے قتل کا الزام اس نے اپنے شوہر کے سر لگایا تھا۔

****

****

(حال)

وہ امیروں کی دنیا میں امیروں کے لیے بنایا گیا کیفے تھا۔ رمشہ وہاں پہلی بار آئی تھی اور آتے ساتھ ہی اس کے عشق میں گرفتار ہو گئی تھی۔ وہ یہاں ارسلان سے ملنے آئی تھی۔ ریسپشنسٹ اسے اس کے پرائیوٹ روم میں لے گئی۔ ارسلان ٹیبل کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھا، وہاں اس کا انتظار کر رہا تھا۔ وہ اس کے مقابل پڑی کرسی پر بیٹھ گئی۔ ارسلان نے ویٹر کو آرڈر دیا۔ اور رمشہ سے باتیں کرنے لگا

"تمہارا کونٹینٹ بہت یونیک ہے" وہ اسے اکثر سراہتا تھا" مجھے تو کبھی کبھی یقین نہیں ہوتا کہ تم انجم کی ہی بہن ہو"

"تھینک یو" رمشہ کو انجم کی بے عزتی سنائی نہیں دیتی تھی، اسے بس اپنی تعریف سنائی دیتی تھی، یا ارسلان کی دولت دکھائی دیتی تھی۔

"تم خود بھی کافی یونیک ہو" ارسلان نے رمشہ کا ہاتھ پکڑا تو جھٹک کر رمشہ نے اپنا ہاتھ پیچھے کر لیا۔ وہ دولت میں ابھی مکمل اندھی نہیں ہوئی تھی۔

"آئی ایم سوری" ارسلان نے معافی مانگی۔ ابھی مچھلی جال میں نہیں پھنسی تھی، ابھی اسے کھانا بے وقوفی تھی۔

****

****

دوپہر کے بارہ بجنے کو تھے۔ سورج اپنی آب و تاب چمک رہا تھا۔ ایسے میں اس چھوٹے سے گھر کے ایک بکھڑے، خستہ حال کمرے میں رکھے سنگھار میز کے سامنے وہ بیٹھی تھی۔ ایک عرصہ گزر گیا تھا جب کسی مرد کو ملنے سے پہلے آسیہ نے تیاری کی تھی۔ یا وہ اس قدر پریشان ہوئی تھی۔ آخر اس نے کیوں اپنی ماں کی ضد کے آگے ہار مان لی تھی؟ اس نے آئینے میں اپنا چہرا دیکھا تو جھڑیوں میں گم ایک عورت اسے گھور رہی تھی۔ وہ بھلا اتنی پریشان کیوں

تھی؟اس نے سر جھٹک کر سوچوں کے طوفان کو پر سکون کیا اور پھر رمشہ کے کمرے سے لایا میک اپ اپنے چہرے پر لگانے لگی۔

****

****

آمنہ کل رات پھر گھر نہیں آئی تھی۔ مگر عاصم کو اب اس کی عادت ہو چلی تھی۔اس کی بیٹی اکثر راتیں آفس میں گزارنے لگی تھی۔وہ اپنے کمرے میں لگے وال مرر میں اپنا عکس دیکھ رہا تھا۔اس کے بال بکھرے تھے مگر نیلے رنگ کا سوٹ پہنے وہ کافی دلکش لگتا تھا۔عاصم نے ناجانے کتنی بار انجان ملکوں میں،اجنبیوں کے ساتھ ہونے والی میٹنگ کو لیڈ کیا تھا۔ مگر آج وہ نروس تھا۔اس نے سر جھٹک کے اپنی سوچوں کے طوفان کو پر سکون کیا اور کنگے سے بال صحیح کرنے لگا۔

****

****

آسیہ کو رکشے میں سفر کرنے کی عادت ہو گئی تھی۔ مگر آج کا دن خاص تھا تو اس کی ماں نے گاڑی بھیجی تھی۔ آسیہ انکار کر دیتی مگر عاصم اس سے ملنے کے لیے راضی ہی اسمہ چنگیز عالم کی وجہ سے ہوا تھا تو آسیہ کے پاس اپنی ماں کی مدد قبولنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہ تھا۔ ڈرائیور نے دروازہ کھولا اور وہ گاڑی کی بیک سیٹ پر بیٹھ گئی۔ کیا عاصم سے ملنے کا فیصلہ صحیح تھا؟ وہ پھر سوچوں میں گم ہو گئی۔ ڈرائیور اگلی سیٹ پر بیٹھا اور زور سے دروازہ بند کیا۔

****

****

عاصم گاڑی کا دروازہ بند کر کے ڈرائیور سیٹ پر بیٹھا ہی تھا کہ اس کے معدے میں تتلیاں اڑنے لگیں۔ وہ بھلا آسیہ سے ملنے کے لیے اتنا نروس کیوں ہو تھا۔ وہ جانتا تھا کہ آسیہ اس سے کیا مانگنے والی تھی۔ وہ جانتا تھا کہ وہ آسیہ کو کیا جواب دینے والا تھا۔ تو پھر اس کے دل میں تتلیاں کیوں اڑ رہی تھیں؟ اس نے اپنا دماغ سوچوں کے بھنور میں جاتا محسوس کیا تو گاڑی سے نکل کر ڈرائیور کو بلایا۔ خود پیچھے بیٹھ گیا۔ اپنی سوچوں میں گم وہ کب اپنی منزل پر پہنچ گیا اس کے پتہ ہی نہ چلا۔ وہ اٹھا اور اس ہوٹل کے اندر جا کر بیٹھ گیا۔ کچھ دیر بعد آسیہ اسے اپنی طرف

آتی دکھائی دی۔ ہلکے لال رنگ کی شلوار قمیض کو گلابی رنگ کی چادر سے ڈھانپے وہ اس عمر میں بھی اتنی ہی حسین لگتی تھی جتنی پہلی ملاقات کے دنوں میں تھی۔

ہانیہ اس اپارٹمنٹ میں اکیلی تھی۔انجم کی حقیقت جاننے کے بعد باہر نکلنے کی اس میں ہمت نہیں ہوتی تھی۔وہ سارا دن اپنے کمرے میں موبائل پر فیس بک سکرول کرتے گزار دیتی تھی۔وہ اسی طرح اپنے موبائل میں گم تھی جب اسے گھنٹی بجنے کی آواز آئی۔

"کون کم بخت آگیا" وہ کڑاہتی اٹھی۔پاس پڑی شال کو اپنے بازوؤں کے گرد لپیٹتی وہ دروازے کی طرف بڑھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

اس نے دروازہ کھولا تو اس کے اوسان خطا ہو گئے۔

جلدی سے دروازہ بند کیا تو سامنے کھڑے شخص نے دروازے اور دیوار کے درمیان اپنی چھڑی اٹکا دی۔

"پلیز ہانیہ میری بات سن لو" جواد کی آواز آج بھی کافی نشیلی تھی۔

****

****

اس ریسٹورنٹ میں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ویٹر ان کا آرڈر لے آیا تھا، مگر ابھی تک انھوں نے کوئی بات نہ کی تھی۔ عاصم اور آسیہ دونوں ایک دوسرے سے ملنا نہیں چاہتے تھے۔ اور دونوں کو اس ملاقات پر آمادہ کروانے والیں اسمہ چنگیز عالم ہی تھیں۔

"مجھے نہیں لگا تھا کہ آپ مجھ سے ملنے آئے گے" آسیہ نے بالآخر خاموشی توڑی

"تمہاری والدہ کو نہ سننے کی عادت جو نہیں ہے" وہ مسکرایا۔

"میں—" آسیہ نے اپنی ہمت اکٹھی کی "میں آمنہ سے ملنا چاہتی ہوں"

"نہیں" عاصم نے صاف صاف انکار کر دیا۔

"وہ میری بیٹی ہے" آسیہ کی آواز قابو میں رہی، مگر جذبات بے قابو ہو رہے تھے۔

"جسے تم چھوڑ گئی تھی" عاصم نے اسے ماضی یاد دلایا۔

"میں نے اسے نہیں آپ کو چھوڑا تھا" آسیہ نے اس کی یادداشت درست کی۔

"تو پھر اسے ساتھ لے جاتی" عاصم بزنس مین تھا، ہار نہیں مانتا تھا۔

"اگر لے کر جاتی تو آپ میرا پیچھا نہیں چھوڑتے" کسی پرانے زخم کا درد اس کی آنکھوں میں چمکا "اور اگر آپ میرا پیچھا نہ چھوڑتے تو میں اپنے بچے کی موت کے زخم سے کبھی نجات نہ پاتی"

"آسیہ، ہمارے بچے کی زندگی لکھی نہیں تھی" یہ وہ عنوان تھا جس کے مضمون میں آسیہ ہی نہیں، عاصم بھی خود کو قصوروار لکھتا تھا "ہمارا اس خادثے میں کوئی قصور نہیں"

"ہمارا نہیں ہے" اس کا لہجہ سرد ہوا "مگر آپ کا تو ہے"

"ہمم" وہ طنزیہ ہنسے "اگر میں قاتل ہوں تو تم بھی غدار ہو، اور کسی بھی ملک کا قانون اٹھا کر دیکھ لو آسیہ، غدار کی سزا قاتل کی سزا سے بدتر ہوتی ہے"

یہ سننا تھا کہ آسیہ کھڑی ہو گئی "یہ ملاقات ایک غلطی تھی، آپ اس قابل ہی نہیں کہ آپ سے ملاقات کی جائے" یہ کہہ کر وہ مڑ گئی۔

"ہاں جیسے میں تو مرا جا رہا ہوں تم سے بات کرنے کو" عاصم نے پیچھے سے اسے آواز دی تھی، مگر وہ اب کہاں سن رہی تھی۔

****

****

"میں تمہیں ایک اور موقع دوں؟ تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟" دروازے کو دباتے ہوئے ہانیہ چلائی تھی، دروازے اور دیوار کے درمیان اٹکائی چھڑی کے باعث وہ دروازہ بند نہیں کر پا رہی تھی

"ہاں ہانیہ، ہاں" جواد ایکسائٹڈ تھا "میں تمہارے عشق میں پاگل ہوں۔ جب سے تم سے دور گیا ہوں، صرف تمہارا ہی سوچتا ہوں"

"ہاہاہا" ہانیہ ہنسی "یہ عشق نہیں ہے، ضد ہے، میں تمہارے چنگل سے بھاگ نکلی تھی، اب تم مجھے واپس ایک پنجرے میں بند کرنا چاہتے ہو"

"ہانیہ ایسا نہیں ہے،" اس نے درخواست کی "بس مجھے ایک موقع دے کر دیکھو، میں بدل گیا ہوں" ہانیہ کچھ نہ بولی بس دروازے کو دباتی رہی۔

"اور اگر تم مجھے موقع نہیں دو گی تو میں پوری دنیا کو سائرہ کے بارے میں بتا دوں گا" ہانیہ کے پیروں تلے زمین نکل گئی "تم نے مجھے اس کے بارے میں بتایا تھا، مگر میں بھول گیا تھا،

مگر جب تمہارے باپ اور اس کی تصاویر لیک ہوئی تو میں نے اسے سرچ کرنا شروع کر دیا، مگر وہ مجھے کہیں نہ ملی، یعنی یا تو وہ مر گئی ہے یا تمہارے باپ نے اسے چھپا رکھا ہے"

"جواد شٹ اپ اینڈ لیو" ہانیہ چلائی تو جواد خاموش ہو گیا۔ پھر اس نے اپنی چھڑی پیچھے کھینچی تو دروازہ زور سے بند ہوا۔

"یہ میرا فون نمبر ہے" دروازے کے نیچے سے ایک کاغذ اس نے دروازے کے اندر پھینکا "دو دن ہیں تمہارے پاس فیصلہ کرنے کو، ورنہ بہت برا ہو گا" اور پھر ہانیہ نے اس کے دور جاتے قدم سنے۔ اس نے دروازے کو لاک لگایا اور وہیں زمین پر گر گئی۔ دروازے کے ساتھ ٹیک لگائے وہ اکڑو بیٹھ گئی۔ اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا۔

باہر جواد دور جا رہا تھا۔ اسے دور جاتے ہانیہ کی پڑوسن دیکھ رہی تھی۔ جس نے یہ سارا قصہ انجم کو ٹیکسٹ کر دیا تھا، جس نے اسے جاسوسی کا معاوضہ پہلے ہی دے رکھا تھا۔

****

****

انجم اپنے آفس میں بیٹھا لیپ ٹاپ پر کچھ پڑھ رہا تھا۔ اس کے چہرے کے تاثرات سے صاف ظاہر تھا کہ لیپ ٹاپ پر لکھے الفاظ اس کی پسند کے نہ تھے۔ وہ الفاظ جن کا عکس اس کی آنکھوں میں نمایاں تھا۔

"پولیس آفیسر آمنہ کا کہنا ہے کہ فیس کلر ایک کائر ہے، جیسے ہی اسے لگا کہ پولیس اس کے قریب پہنچ گئی ہے اس نے اپنا سامان باندھا اور چلتا بنا۔ مس آمنہ کے مطابق فیس کلر یقیناً ایسا مرد جو مردانہ کمزوری کا شکار ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اس کی کمزوری اس ریٹ پر پہنچ گئی ہے کہ وہ ایک فی میل آفیسر سے ڈر گیا۔"

وہ ایک نیوز آرٹیکل تھا جو فیس کلر کو ایک ڈرپوک کائر بتا رہا تھا۔ ایسے دس آرٹیکلز ابھی تک انجم پڑھ چکا تھا۔ آمنہ نے اس کی انا پر حملہ کیا تھا۔ یہ ڈائن اب اس سے پرسنل جنگ کا آغاز کر چکی تھی۔ اور انجم چنگیز عالم جنگیں لڑتا نہیں، جیتتا تھا۔

انجم آمنہ کے خلاف منصوبہ بنا رہا تھا کہ اس کا فون بجا۔ وہ اس کی پڑوسن کا میسج تھا۔ ایک لڑکیوں کے خدوخال والا لڑکا کچھ دیر پہلے اپارٹمنٹ میں ہانیہ کے ساتھ بدتمیزی کر کے گیا تھا۔

"ارسلان؟" اس نے سوچا۔ نہیں۔ اس کی وہ گرل فرینڈ اسے اتنی بڑی غلطی نہیں کرنے دے گی۔ لیپ ٹاپ کی سکرین پر اپنا عکس دیکھا۔ اپنے چہرے پر زخموں کو دیکھ کر اسے یقین ہو گیا کہ ارسلان غنڈے بھیج سکتا ہے، خود نہیں آئے گا۔ تو پھر، کون کون کون۔۔۔۔ وہ سوچتا گیا اور اس کے دماغ نے بالآخر دو جمع دو چار کر لیا۔ جواد۔

"او مائی گاڈ" اسے جلد از جلد ہانیہ کے پاس جانا چاہیے۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ کر پاتا اس کا فون پھر بجا۔ یہ اس کے بھائی کا میسج تھا جس میں اس نے فیس بک پوسٹ کی لنک بھیجی تھی۔ انجم نے وہ لنک کھولی تو انجم سکتے میں چلا گیا۔ وہ ارسلان اور رمشہ کی تصویر تھی جو رمشہ کے پروفائل پر اپ لوڈ کی گئی تھی۔ وہ دونوں کسی فینسی کیفے میں ڈیٹ پر گئے تھے۔ انجم کا غصے سے خون کھولنے لگا تھا۔ اس نے موبائل ٹیبل پر رکھا اور مٹھیاں بھینچ لیں یوں کے ناخن ہتھیلیوں مین دھنس گئے۔ مگر اسے سکون نہ آیا۔ آج اسے یوں سکون نہ آیا۔ اس نے اپنا موبائل پکڑا اور دیوار پر دے مارا۔ اس کا فون ٹکڑوں میں بٹ گیا۔ ایک عجیب سا سکون اس کے حواس پر طاری ہوا

وہ اپنا لیپ ٹاپ اٹھا کر پھینکنے لگا تھا جب دروازا کھٹکھٹا کر اس کی اسسٹنٹ اندر داخل ہوئی۔

"مس سحر کی کال تھی، انھوں نے شیئر ہولڈرز کی میٹنگ رکھوائی ہے"

"ہاں" انجم بس چہرا ہلا سکا۔اس کی اسسٹنٹ باہر گئی تو انجم کرسی پر گر گیا۔یہ بکرے اس کی زندگی کا عذاب بن گئے تھے۔اس کا دماغ خراب ہونے لگا۔مگر وہ انجم چنگیز عالم تھا۔اتنی آسانی سے ہار نہیں مانے گا۔اس نے گہری سانس کی اور بٹن دبا کر اپنی اسسٹنٹ کو اندر بلایا۔

"جی سر؟" اندر داخل ہوتے ہی اسسٹنٹ نے عقیدت سے پوچھا۔

"وکیل صاحب کو کال کرو ذرا" سحر جن شیئرز پر اتنا اترا رہی ہے ذرا ان کا توبندوبست کیا جائے۔وہ ان پرابلمز کو ہینڈل کر سکتا تھا۔بس انھیں ایک ایک کر کے حل کرنا تھا۔

****

****

اس ریسٹورنٹ کے ایک ٹیبل پر وہ ماں بیٹی آمنے سامنے بیٹھے تھے۔اسمہ کی حالت دن بدن بگڑتی جا رہی تھی۔آسیہ اپنی ماں کے لیے پریشان تھی۔

"تو عاصم کی کال آئی تھی مجھے" مگر اسمہ کو آسیہ پر ذرا رحم نہ آتا تھا۔

"امی جان چھوڑیں اسے" آسیہ نے بھیک مانگی

"نہیں۔" اسمہ کو بھیک دینا پسند نہیں تھا" آسیہ تم نے گناہ کیا تھا، تو تم معافی کیوں نہیں مانگ لیتی"

"امی جان" وہ خیران ہوئی۔

"او پلیز" مگر اسمہ اسے جانتی تھی "تم جانتی ہو جو تم نے کیا تھا وہ غلط تھا۔ تو پھر کیوں، کیوں معافی نہیں مانگ لیتی اس سے؟"

"غلط؟" وہ اب بھی خیران تھی "امی جان میرے دو عدد کامیاب بچے ہیں اس فیصلے کے نتیجے میں۔"

"اور دو عدد ناکام بچے بھی ہیں" اسمہ نے طنز کیا "ایک جس کو ماں کی محبت نہیں ملی، اور دوسرا جسے باپ کی"

"تو کیا میں ان کی خوشی کے لیے اپنی محبت قربان کر دیتی؟'

"کیوں؟ کیا تم نے اپنی خوشی کے لیے اسے قربان نہیں کیا؟"

"امی جان، ریحان میری محبت تھا"

"عاصم بھی تمہاری محبت تھا" آسیہ لاجواب ہو گئی "آسیہ میں جانتی ہوں کہ تم دل ہی دل میں اپنا گناہ مانتی ہو تو پھر کیوں معافی نہیں مانگ لیتی؟"

"کیونکہ" آسیہ افسردہ ہوئی "کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ وہ مجھے معاف کر دے گا"

"اوہ" اسمہ نے اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ پر رکھا "میں اکثر سوچتی تھی کہ تم ریحان کے ساتھ کیوں رہ رہی ہو؟ اور آج مجھے پتہ چل گیا" آسیہ نے اپنی ماں کی آنکھوں میں دیکھا، وہاں بس محبت تھی یا افسوس "تم اپنے آپ کو سزا دے رہی ہو" آسیہ نے ہاں میں سر ہلایا "آسیہ تم آمنہ سے ملنا چاہتی ہو، اس کے پیچھے جاتی ہو، مجھے لگتا ہے کہ یہ ثبوت ہے، کہ تم اپنے آپ کو معاف کر چکی ہو۔ تو شاید اب وقت آگیا ہے کہ تم لوگوں سے معافی مانگنا بھی شروع کر دو" آسیہ کی آنکھیں بھیگ چکی تھیں۔ مگر اس کی ماں صحیح کہتی تھی۔ ماضی کو سنوارنے کا وقت آگیا تھا۔

****

****

سحر کی میٹنگ سے فارغ ہو کر انجم اپنے بھائی سے ملنے گیا تھا۔اس نے رامش کو ایک یو ایس بی دی اور اس سے کہا کہ وہ اسے رمشہ کے لیپ ٹاپ میں لگا دے۔رامش گھر پہنچا تو رمشہ کچن میں مصروف تھی۔بھاگتے بھاگتے وہ اس کا لیپ ٹاپ ڈھونڈنے لگا۔پانچ منٹوں میں اسے لیپ ٹاپ مل گیا۔

اس نے لیپ ٹاپ آن کیا تو اس پر پاسورڈ لگا تھا۔اس نے انجم جو کال کی۔انجم اپنی کار میں بیٹھا اپنے اپارٹمنٹ کی طرف جا رہا تھا جب اسے رامش کی کال آئی۔

"بس یو ایس بی لگا دو باقی سب اپنے آپ ہو جائے گا۔" رامش نے یو ایس بی لیپ ٹاپ میں لگائی۔تاروں کا کنکشن بنتے ہی یو ایس بی کا وائرس لیپ ٹاپ میں چلا گیا تھا۔انجم کو نوٹیفکیشن ملا تو اس کے چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ بکھر گئی۔

"مردوں کو پھانسنے میں ان کی ٹانگوں کے درمیان لٹکتے نفس کا استعمال ہمیشہ کار آمد ثابت ہوتا ہے۔" ارسلان کی موت تصور کرتے اس نے دل ہی دل میں سوچا۔

****

****

اس رات ریحان گھر آیا تو کافی اکھڑا اکھڑا سا لگتا تھا۔ آسیہ نے اپنے شوہر سے وجہ پوچھی مگر اس نے پریشان ہونے سے انکار کر دیا۔ آسیہ بھی مان گئی۔ کچھ دیر بعد وہ اپنے بستر پر لیٹ کر سو گئی۔ ریحان کمرے میں داخل ہوا اور اپنی بیوی کو دیکھنے لگا، جس کا چہرا نیند کی آغوش میں معصوم سا لگتا تھا۔ مگر وہ جان گیا تھا کہ اس کی بیوی اتنی معصوم نہیں تھی۔ اس کی بیوی جو فینسی ریسٹورنٹ میں تیار ہو کر اپنے پہلے شوہر سے ملنے جاتی تھی۔ ریحان اپنے ایک دوست کے ساتھ وہاں گیا تھا جب اس نے آسیہ اور عاصم جو ساتھ دیکھا تھا، اور اب وہ تصویر اس کے دماغ سے نکل نہیں رہی تھی۔

****

****

اس نیلی آنکھوں والے لڑکے کے چہرے پر ڈر تھا۔ ایک ایسا ڈر جس کے پیچھے فکر چھپ گئی تھی۔ اس نے نا جانے کیسے اپنا ہاتھ اٹھایا اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ دروازہ کی کھٹکھٹاہٹ ہواؤں کے ذرّات تھر تھراتی بھیگی سبز آنکھوں والی لڑکی کے کانوں میں پہنچی۔ وہ گھبرا کر

اٹھی۔ کیا اس کا سابقہ عاشق واپس آ گیا تھا؟ کیا اسے دروازے کی طرف جانا چاہیے؟ یا اپنے بھائی کا انتظار کرنا چاہیے؟ وہ ان سوچوں میں گم تھی جب دروازہ پھر کھٹکھٹایا گیا

"ہانیہ" دروازہ کھٹکھٹانے والے نے اسے نام سے پکارا۔ وہ آواز نشیلی نہیں تھی۔ نسوانی نہیں تھی۔ اس میں صدیوں کا درد تھا۔ گلہ تھا۔ پچھتاوا تھا۔ وہ آواز، وہ آواز تو۔۔۔۔۔۔---- وہ بھاگی۔ ہاتھ نے کب تالی کھولا، کب دروازہ ان کے درمیان سے گم ہوا، کب وہ ایک دوسرے کے مقابل ہوئے اسے کچھ پتہ نہ چلا۔

"انجم" اس کے منہ سے بے تحاشہ نکلا۔

"ہانیہ" ہانیہ کی آنکھوں میں نمی نے انجم کے دل میں شیشہ اتار دیا تھا۔ وہ اس کی حالت پوچھنے لگا جب وہ مڑ کر اندر کو چلی گئی۔ دروازہ کھلا چھوڑ دیا۔ انجم اس کے پیچھے ہوا۔ اندر پہنچتے ہی دروازہ بند کیا۔

کچھ لمحوں بعد وہ ہال نما کمرے میں ایک دوسرے کے سامنے کھڑے تھے۔

"آئی ایم سوری" "انجم نے خاموشی توڑی تو ہانیہ دوسری طرف مڑ گئی۔ وہ اس کا چہرا نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

ہانیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"میں جانتا تھا ہانیہ کے تم ایک ٹاکسک رشتے سے بحال ہو کر میرے ساتھ رشتے میں آئی تھی "انجم کی آواز آہستہ تھی، اس میں گلہ ہی گلہ تھا "اور میں۔۔۔ میں اتنا خود غرض ہوں کہ تمہیں ایک بار پھر ایک ٹاکسک اور ان سٹیبل رشتے میں ڈال دیا،"

"انجم "ہانیہ کی انجم کی طرف کر تھی "انجم میں بے وقوف نہیں ہوں۔ مجھے معلوم تھا کہ تم کوئی دودھ کے دھلے فرشتے نہیں ہو۔ تم ایک ایسی فیملی سے تھے جہاں ہر دن تمہاری انسلٹ کی جاتی تھی، تمہیں بے قدر سمجھا جاتا تھا۔ مجھے پتہ تھا کہ تم خود غرض ہو گے، اور تمہاری عقل اور achievements نے تمہیں ایک narcissist بنا دیا ہو گا، مجھے اس بات کا بھی اندازہ تھا "آخر کو ہانیہ نفسیات کی طلبہ تھی "میں نے جب تمہارے ساتھ رشتے کے لیے خامی بھری تو میں نے یہ نہیں سوچا تھا کہ تم کسی پاکستانی ڈرامے کی ہیروئن ہو جو تھپڑ کھانے پر دوسرا گال آگے کر دے۔ "ہانیہ نے گہری سانس لی "مگر مجھے یہ نہیں لگا تھا کہ تم ایک کولڈ بلڈڈ قاتل ہو گے "

"ہانیہ میں اقبالِ جرم کر چکا ہوں، اب میں انکار نہیں کروں گا مگر۔"

"نہیں انجم" ہانیہ نے اسے ٹوکا،اس کی آواز میں کچھ ٹوٹا تھا"پہلے تم نے قاتل ہونے کا اقرار کیا تھا، کولڈ بلڈڈ قاتل ہونے کا نہیں، دونوں میں فرق ہے" وہ اس کی طرف مڑی، اس کی آنکھوں سے پانی بہہ رہے تھے "اپنا دفاع کرو انجم، پلیز، اپنے لیے نہ صحیح میرے لیے اپنا دفاع کرو"

"ہانیہ میں کولڈ بلڈڈ نہیں ہوں" انجم کو اس کی بات سمجھ آئی تو اس کا دل چڑ گیا تھا"میں اگر ان امیر جانوروں کو قتل کرتا ہوں تو وہ اس کو ڈیزرو کرتے ہیں۔مت بھولو ضامن کے لیے تم نے پھانسی کا آپشن چنا تھا۔ہانیہ یہ لوگ جانور ہیں، میرا ہر شکار ایک جانور تھا، اس نے کسی نہ کسی بے قصور کی زندگی تباہ کی تھی۔ جس طرح ارسلان نے میری زندگی میں آگ لگائی تھی۔میں قسم کھاتا ہوں ہانیہ وہ یہ ڈیزرو کرتے تھے"

کیا وہ سچ کہہ رہا تھا؟ ہانیہ کے دماغ میں سوال دوڑنے لگے

"وہ سب جانور تھے"

کیا وہ سب جانور تھے؟ ارسلان کی طرح؟ ضامن کی طرح؟ جواد کی طرح؟

"انھوں نے کسی نہ کسی کی زندگی برباد کی تھی"

اس کے دماغ میں حسنین کو اخروٹ کھلاتا ضامن آیا؟ اسے تھپڑ مارتا جواد آیا؟ لڑکی سے زیادتی کرتا ارسلان آیا۔

"میں نے ان کے ساتھ جو کیا، وہ ان کے گناہوں کی سزا تھی"

مگر ان کو سزا دینے والا وہ کون تھا؟

"کیونکہ قانون نے پیسے کھا کر منہ موڑ لیا اور خدا کی لاٹھی ان کے پیسوں کے پہاڑ تلے دب گئی"

وہ صحیح تھا۔ کیا وہ صحیح تھا؟ کیا وہ مسیحا تھا؟ کیا اس کا طریقہ درست تھا؟ کیا ظلم کی حدیں پار ہو جائیں تو انسانوں کو ظالم کا قتل کرنے کی آزادی ہوتی ہے؟ کیا پہلے ظالم کو سدھارنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔

"میں چاہتا تھا کہ ان کے طریقے بدل دوں۔ مگر امیروں کے بچے اپنے علاوہ کسی کی کہاں سنتے ہیں؟"

وہ صحیح تھا۔ ہانیہ نے فیصلہ کر لیا تھا۔ انجم صحیح تھا۔ وہ اس کی طرف بھاگی۔ اس کے گلے لگ گئی۔ وہ صحیح تھا۔ اس کا محبوب صحیح تھا۔

ہانیہ ایک ٹاکسک گھر سے تھی۔ایک ایسا گھر جہاں ماں مر چکی تھی اور باپ اپنے بچوں سے دور رہتا تھا۔ایسے گھروں کے بچوں یہی کرتے ہیں۔محبت میں پاگل ہو کر اپنے محبوب کی ہر خطا ہر گناہ فراموش کر دیتے ہیں۔

اس دن،اس اپارٹمنٹ میں، لمحات کی تنہائی تھی،ایک مرد تھا،ایک عورت تھی، محبت کے عشق کو بھرتے جذبات تھے،ایسے میں کب جسم کی چاہت دماغ پر حاوی آگئی تھی انھیں پتہ نہیں چلا تھا۔کب محبت ہونٹوں کے ملاپ سے ہوتی جسموں کے ملاپ میں بدلی تھی انھیں پتہ نہیں چلا تھا۔

ایک گھنٹے بعد انجم کسی کام کو جارہا تھا جب ہانیہ نے اسے روکا

"میں نہیں چاہتی کہ تم اب مزید قتل کرو"

"ڈونٹ وری،میں پہلے ہی یہ فیصلہ کر چکا تھا"

"مگر،"وہ کچھ لمحے خاموش رہی"جواد میری زندگی میں نہیں آسکتا،اسے روک دو، چاہے جو مرضی کرو"

انجم نے اس کے ماتھے پر لٹکتی بالوں کی لٹ انگلی سے ہٹائی۔

"بے فکر رہو"

وہ باہر نکلا تو کچھ لمحوں پہلے کیے عمل کی حقیقت ہانیہ پر ظاہر ہونے لگی۔ کیا اس نے کوئی غلطی کی تھی؟

****

****

وہ آئی جی کے آفس میں پچھلے آدھے گھنٹے سے بیٹھی آئی جی صاحب کی باتیں سن رہی تھیں۔ آمنہ کو کوئی لیڈ نہیں ملی تھی۔ میڈیا پولیس کی عزت کی دھجیاں اڑا رہا تھا اور آئی جی صاحب کا پارا ہائی تھا۔

"آپ کے پاس کوئی لیڈ نہیں، کوئی سسپیکٹ نہیں، ایک ویب سائٹ تھی، وہ بھی گوا دی، آپ کی ڈگریوں کا کیا فائدہ ہے آمنہ جی اگر آپ سے کچھ ہونا نہیں ہے تو؟"

وہ کچھ نہ بولی۔ بس نظریں نیچی کر کے بیٹھی رہی۔

"او اللہ کا نام ہے اب کچھ بول بھی دیں، بت بنی بیٹھیں ہیں"

"سر" اس نے کسی طرح ہمت کی "میں نے اس کی انا پر حملہ کیا، مجھے یقین ہے کہ وہ ضرور جواب دے گا"

"سیر یسلی" آئی جی صاحب نے طنز کیا" وہ ہماری تاریخ کا سب سے شاطر قاتل، وہ اپنا آپ حطرے میں ڈالے گا کیونکہ اس کی انا پر چوٹ لگی ہے، واہ کیا بات ہے"

"سر میری ڈگری-" وہ اپنا دفاع کرنے والی تھی جب اس کا فون بجا۔ کسی سوچ کے تحت اس نے سکرین دیکھی۔ اسی نمبر سے میسج جس سے پہلے بھی فیس کلر نے اسے میسج کیا تھا۔ اس نے جلدی سے فون کھولا اور میسج پڑھنے لگی۔ ایک مسکراہٹ اس کے لبوں پر سج گئی۔

"ہیلو، ناک ناک،" آئی جی صاحب نے پھر طنز کیا

"آئی ایم سوری سر" اس نے جلدی سے معافی مانگی اور فون ان کی طرف کیا" یہ فیس کلر کا نمبر ہے، دیکھیں اس نے کیا میسج کیا ہے۔"

آئی جی صاحب نے فون دیکھا اور میسج پڑھنے لگے۔

"میرے چلے جانے سے لگتا ہے آپ کو سکون نہیں ملا۔اوکے۔ صحیح ہے۔میں مزید لوگ مار دیتا ہوں۔مگر اگلا شکار اپاہج ہے مگر پیدائشی نہیں۔وہ پاکستان کا تھا نہیں مگر اب پھر ہے۔گڈ لک"

"تو پھر ادھر کیوں بیٹھی ہیں آپ، جائیں ڈھونڈنے اس اپاہج بکرے کو" آئی جی صاحب نے آمنہ کو جانے کا اشارہ کیا۔

****

****

اس چھوٹے سے گھر کی صفائی کرنا آسان کام نہیں تھا۔مگر اب آسیہ کو عادت ہو گئی تھی۔ اس نے صحن کو جھاڑو لگانا مکمل کیا ہی تھا کہ دروازہ کھٹکھٹنے لگا۔

"آئی" وہ چلاتی دروازے کی طرف گئی۔چادر صحیح کی اور دروازہ کھولا۔دروازہ کھلا ہی تھا کہ وہ وہی جامد ہو گئی۔

"اسلام علیکم امی" انجم نے عقیدت سے کہا تو وہ اپنے سکتے سے نکلی۔

"والسلام" وہ اس کے گلے لگ گئی۔ وہ اس کا بیٹا تھا۔ تھری پیس سوٹ، بال جیل سے سیٹ، ہاتھ میں کوئی فائل پکڑے ہوئے، وہ شخص کوئی امیر بزنس مین لگتا تھا۔ مگر آسیہ کے لیے وہ صرف انجم تھا۔ اس کا بیٹا۔

کچھ دیر بعد وہ صحن میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ رامش اور رمشہ گھر پر نہیں تھے۔ انجم کو اندازہ تھا۔ اسی لیے وہ اس وقت یہاں آیا تھا۔

"امی مجھے آپ کی مدد چاہیے" انجم نے آسیہ سے کہا

"ہاں بیٹا جو بولو" وہ اپنے بیٹے کے لیے اپنی جان تک دے سکتی تھی۔

"یہ کچھ پیپرز ہیں" اس نے وہ فائل آسیہ کو پکڑائی "نانا جان نے کمپنی کا کچھ حصہ آپ کے نام چھوڑا تھا مگر اس کو حاصل کرنے کی شرط یہ تھی کہ آپ ریحان علی خان جو طلاق دے دیں۔ بہر حال آپ اس کو ابھی بھی استعمال نہیں کر سکتیں، لیکن اگر آپ وہ حصہ کسی اور کے نام کر دیں اور وہ شخص ریحان علی خان کے نکاح میں نہ ہو، تو وہ اس حصے کی ملکیت پا لے گا"

"تو اس لیے تم یہاں آئے ہو" آسیہ کا دل دکھا تھا "اپنی نانی جیسے ہو گئے ہو۔ مفاد پرست"

"کیا کروں امی اپنے باپ کو جانتا جو نہیں ہوں وگرنہ ان کے جیسا ہو جاتا"

"انجم، ریحان تمہارا باپ ہے"

"تو ریحان جیسا ہو جاؤں کیا؟"

انجم کا سوال ایسا تھا کہ آسیہ کی بولتی بند ہو گئی۔ اس نے وہ فائل جھپٹ کر پکڑی، اندر کو بھاگی۔ زمین پر گرا ایک پین اٹھایا۔ فائل پر سائن کیے اور واپس آکر فائل انجم کے منہ پر دے ماری۔

"یہ لو انجم" اس کا لہجہ سرد تھا۔ فائل پکڑ کر انجم کھڑا ہوا۔ وہ مڑا۔ آگے کو بھرنے لگا جب کسی خیال کے تحت مڑا اور اپنی ماں کو گلے لگا لیا۔

"تھینک یو" اس نے سرگوشی کی "میں اپنی نانی جیسا ہی ہوں امی، مگر اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں یا نانی جان آپ سے محبت نہیں کرتے"

"مجھے پتہ ہے" آسیہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگا۔ اس کی زندگی کے چار رشتے تھے جنھیں اس نے نیست و نابود کر دیا تھا۔ اس کی ماں، عاصم، آمنہ، انجم۔ اور اس لمحے دو رشتے بحال ہو گئے تھے۔ دو رہ گئے تھے۔

****

****

ارسلان سحر کے ساتھ اپنے کمرے میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا جب اسے رمشہ کا میسج آیا تھا۔

"کہاں ہو"

"گھر"

"کیا کر رہے ہو؟"

"کھانا کھا رہا ہوں"

"ایک بات کہنی تھی۔"

"کون ہے ارسلان" سحر نے اکتا کر اس سے پوچھا۔

"رمشہ ہے" ارسلان نے بے دیہانی میں جواب دیا۔

"اوکے" سحر ارسلان اور رمشہ کے بارے میں جانتی تھی۔ارسلان واپس سے رمشہ کو میسج کرنے لگا۔

Clubb of Quality Content

"کہو"

"میں تیار ہوں"

"کس لیے؟"

"محبت کے اگلے قدم کے لیے"

"سیریس؟"

"ہاں"

"کب؟ کہاں؟"

"آج۔جگہ۔۔۔۔۔۔تم کوئی روم بک کرلو"

"اوکے"

اس نے فون بند کیا اور سحر کو مخاطب کیا" مچھلی جال میں پھنس گئی ہے"

"Don't have to much fun

اور یاد رکھنا وقفہ ضروری ہے" کہہ کر سحر ہنسنے لگی۔

ان دونوں سے میلوں دور اپنی کار میں بیٹھا انجم مسکرا رہا تھا۔اس نے پچھلے کچھ میسج ڈیلیٹ کیے۔ارسلان کو شک تک نہیں ہوا تھا۔ بالآخر وقت آگیا تھا،ارسلان کو اس کے کیے کی سزا دینے کا۔اور اس کے بعد انجم اپنی اس حامی سے آزاد ہو گا۔وہ کبھی کسی کا قتل نہیں کرے گا۔

****

****

ہانیہ اپنے کمرے میں بیڈ پر بیٹھی تھی۔سبز آنکھیں بند۔سر دیوار کے ساتھ اٹکائے۔ کانوں میں ہیڈ فونز۔جن میں کوئی انگریزی گانا چل رہا تھا۔ماضی اس کے دماغ میں فلموں کی طرح چل رہا تھا۔

(ہانیہ جواد کے ساتھ موبائل پر بات کر رہی تھی۔باتوں باتوں میں اس نے اپنے ایک دوست کا ذکر کیا تھا جو کہ لڑکا تھا۔جواد غصے میں آگیا تھا۔ہانیہ پر برس پڑا رہا تھا۔تم اس سے کیوں ملتی ہو؟کیا مین تمہیں کافی نہیں؟کیا وہ مجھ سے زیادہ پیارا ہے؟ہانیہ نے اس سے معافیاں مانگی اور وعدہ کیا کہ اب وہ اس سے کبھی بات نہیں کرے گی)

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

ہانیہ کا واٹس ایپ انجم کے لیپ ٹاپ میں تھا۔اس واٹس ایپ سے جواد کو میسج کیا گیا تھا۔ ہانیہ اس سے ملنا چاہتی تھی۔لوکیشن اس نے جواد کو بھیج دی تھی۔

جواد سے کچھ میل دور اپنے گھر میں بیٹھی آمنہ کوئی فائل پڑھ رہی تھی جب اس کا فون بجا تھا۔فیس کلر کا میسج۔اس لوکیشن پر آئیں،اکیلے آیئے گا،یہاں کچھ ہے آپ کے لیے،اور اگر آپ اکیلی نہ آئیں تو ایک اور لڑکا مر جائے گا۔اس نے اپنی بندوق چیک کی اور اکیلے فیس کلر کو پکڑنے نکل گئی۔فیس کلر کو پکڑنا اس کے لیے اتنا ضروری تھا کہ وہ اس کی عقل ماند پر چکی تھی۔

(ہانیہ اور جواد کالج کی ایک پارٹی پر گئے تھے۔وہاں ہانیہ غلطی سے کسی لڑکے سے ٹکرا گئی تھی۔جواد اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتا ایک طرف لے گیا تھا۔

"کیوں کرتی ہو تم ایسا؟"

"کیسا؟"ہانیہ پریشان ہوئی۔جواد نے اسے تھپڑ مارا تھا۔

"آگے مت کرنا،ورنہ مجھ سے برا کوئی نہیں ہوگا")

آمنہ گاڑی بھگاتی اس لوکیشن پر پہنچ گئی تھی۔ وہ ایک گیس سٹیشن تھا۔ اس نے گاڑی سائیڈ پر پارک کی۔ اتر کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ اتنے میں جواد کی گاری بھی وہاں پہنچ گئی۔ دروازہ کھلا۔ پہلے ایک چھڑی باہر نکلی، پھر اس چھڑی پر زور ڈالتا ایک نوجوان۔ آمنہ کی نظر اس طرف گئی۔ سفید رنگ، پتلا جسم، نسوانی نقوش۔ وہی اگلا شکار تھا فیس کلر کا۔ وہ اس کی طرف بھاگی۔

(یوں تو ہانیہ نے جواد کو اس لیے چھوڑا تھا کیونکہ جواد کی بہن نے اس کی آنکھیں کھولی تھیں۔ مگر اس کی محبت اس دن ختم ہوئی جب وہ جواد کو ملنے اس کے گھر گئی تھی۔ اس دن ان کی بحث کس بات پر ہوئی، ہانیہ کو یاد نہیں۔ اسے اتنا یاد ہے کہ جواد نے اس کا بازو پکڑا تھا۔ اس نے اپنا بازو چھوڑایا تھا۔

کچھ لمحوں بعد جب وہ جواد کی بہن کے ساتھ بیٹھی تھی کوئی گرم چیز اس کے بازو کے ساتھ لگی تھی۔ اتنی گرم، اتنی ناقابلِ برداشت کہ اس کے منہ سے چیخ، آنکھوں سے آنسو نکل گئے تھے۔ جواد اسے وہاں روتا چھوڑ گیا تھا۔ ہانیہ نے یہ بات کسی کو نہیں بتائی، وہ شرمندہ تھی، کہ ایک جانور سے وہ لڑ نہیں پائی تھی)

آمنہ بھاگتی جواد کے سامنے آئی۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتی، کوئی گرم چیز اس کے منہ پر پڑی، اس کی آنکھیں بند ہو گئیں، پوڑا منہ اس گرم شے کے زیرِ اثر آگیا۔ ارد گرد لوگ چلاتے بھاگ رہے تھے۔ آمنہ کا جسم کانپنے لگا تھا۔ کانپتے ہاتھ وہ منہ تک لائی۔ گرم مائع آنکھوں سے ہٹانے لگی۔ وہ لال تھا۔ آنکھیں کھلنے لگیں تو سامنے کا منظر واضح ہوا۔

وہ لڑکا زمین پر گرا تھا، اور اس کا منہ بری طرح خراب ہو چکا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ گولی اس کے چہرے پر ماری گئی تھی، گولی کے اثر سے وہ پیچھے گاری سے پڑکا تھا، جہاں خون کا نشان تھا۔ پھر روح کے بغیر اس کا مردہ جسم زمین پر گر گیا تھا۔

آمنہ وہاں نمک کا مجسمہ بنی کھڑی رہی۔ یہ اس نے کیا کر دیا تھا۔ اسے یہاں اکیلے نہیں آنا چاہیے تھا۔

****

****

شام کا وقت ہو چکا تھا۔ سورج کی روشنی نارنجی ہو چکی تھی اب ختم ہونے کو تھی۔ ایسے میں وہ گاڑی ایک سنساں گلی کے پاس رکی تھی۔ اس سنسان گلی میں ارسلان نے رمشہ کو پک

کرنا تھا۔ مگر وہ وہاں آئی نہیں تھا۔ ارسلان نے تنگ آکر اسے کال ملائی کوئی جواب نہیں۔ وہ تنگ آکر باہر نکلا۔ دوبارہ رمشہ کو کال لگائی۔

ایک بیل، دو بیل، تین بیل اور ٹھا۔

کوئی سخت چیز اس کے سر پر لگی تھی۔ اس کا توازن بگڑا اور وہ زمین پر گر گیا۔

"چلو ارسلان، میرے نانا اور تمہارے دادا کی حویلی چلیں، وہ جگہ جگہ ہماری دشمنی شروع ہوئی تھی۔"

آسیہ آج اپنی ماں کے ساتھ لنچ کرنے آئی تو دیکھ کر خیران ہو گئی کہ ان کے ساتھ کوئی مرد بیٹھا تھا۔ اس نے غور کیا تو وہ اسے پہچان گئی۔ وہ عاصم تھا۔ اسمہ چنگیز عالم کو ہارماننا نہیں آتا تھا۔ اپنی نظریں ان پر جمائے وہ ان کی طرف بڑی۔ عاصم اور اسمہ بزنس کی کوئی بات کر رہے تھے جب آسیہ ان کے پاس پہنچی۔

"او کم آن" عاصم تنگ ہوا۔

"عاصم،"اسمہ نے اسے مخاطب کیا"چپ کر کے بیٹھے رہو"پھر وہ کھڑی ہوئیں"چلو آسیہ بیٹھو۔اور اللہ کا نام اب بس کرو تم دونوں"

کہتیں وہ وہاں سے چلی گئیں۔

"قسم سے عاصم مجھے نہیں پتہ تھا"آسیہ نے صفائی پیش کی۔

"پتہ ہے مجھے۔"اس نے کرسی کی طرف اشارہ کیا"اب بیٹھ جاؤ ورنہ وہ واپس آجائیں گیں۔"

"میں ہماری پچھلی ملاقات کے بارے میں سوچ رہی تھی"آسیہ نے بیٹھتے ہی گفتگو شروع کردی"آپ نے صحیح کہا تھا عاصم،غدار کی سزا بدتر ہوتی ہے قاتل سے"اس نے گہری سانس لی"مگر آپ نے بھی غداری کی تھی۔جب ہماری شادی ہوئی تھی،تب آپ نے وعدہ کیا تھا کہ آپ میری حفاظت کریں گے،مگر آپ نے نہیں کی"عاصم کچھ بولنے لگا تو آسیہ نے ہاتھ اٹھا کر اسے روکا"پلیز،مجھے بول لینے دیں،آپ نے میری حفاظت نہیں کی اور میرا۔ہمارا بچہ اس دنیا میں آنے سے پہلے ہی مر گیا۔"اس نے گہری سانس لی"آپ نے معافی مانگی،مگر ہر معافی کے بعد اپنا دفاع کرنے لگ پڑے۔عاصم مجھے آپ کی دلیلیں نہیں سننی

تھیں۔وہ دلیلیں تو آپ کے حق میں میں نے خود دی تھیں۔مجھے بس آپ کے منہ سے معافی چاہیے تھی"

"آئی ایم سوری" وہ بنہ ہچکچاہٹ بول دیے۔اور پھر خاموش ہو گئے۔کچھ لمحے خاموشی رہی۔ان تین الفاظ کا اثر خلا میں خائل ہوتا رہا۔

پھر آسیہ نے اپنے ہاتھ جوڑ لیے "آئی ایم سوری عاصم،میں آپ کی گناہگار ہوں،مجھے معاف کر دیں"

عاصم نے اس کے ہاتھ پکڑ لیے "مجھے بھی تو بس یہی سننا تھا۔اور اس لمحے میں یوں لگا کہ گھڑی کی سوئیاں پیچھے کو بھاگ گئی ہوں۔وہ لڑکی بڑے محل کی شہزادی تھی،وہ لڑکا اس کا دور کا کزن۔اور وہ دونوں محبت میں تھے۔اور کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ محبت وہ جذبہ ہے جو کبھی نہیں مرتا۔

اس کے بعد وہ رات حسین گزری۔عاصم نے آسیہ کو آمنہ سے ملنے کے لیے آنے کی دعوت کی۔آسیہ نے انجم کی حقیقت اسے بتانے کی کوشش کی۔مگر ابھی نہیں۔ابھی وہ خوش تھے۔پھر کبھی صحیح۔بعد میں۔

ڈنر ختم ہوا۔ وہ ہوٹل سے باہر نکلے۔ پارکنگ لاٹ میں آسیہ نے اسمہ کو اس کی گاڑی میں بٹھایا۔ عاصم اندر کوئی چیز بھول گیا تھا تو وہ واپس بھاگا۔ آسیہ رکشہ ڈھونڈنے کو سڑک کی طرف جانے لگی۔

وہ گاڑی نا جانے کہاں سے آئی تھی۔ وہ کب آسیہ کو لگی اسے پتہ نہیں چلا تھا۔ اسے تو بس یہ پتہ چلا تھا کہ کوئی چیز زور سے اس کے پورے جسم سے ٹکرائی تھی اور وہ اڑتی دور گری تھی۔ پھر کوئی پہاڑ اس کے جسم سے ہوتا گزر گیا تھا۔ اس کے جسم میں درد کی لہریں اٹھ رہی تھیں۔ وہ کانپ رہی تھی۔ اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔ آنکھوں کے سامنے ایک پرانا منظر آ رہا تھا۔

"امی امی مجھے کہانی سنائیں نا" وہ چھوٹی سی آمنہ کی آواز تھی۔

(پرانے زمانے کی بات ہے ایک بڑے سے مینار میں ایک شہزادی اور اس کی ماں رہتے تھے۔ شہزادی کے بڑے میناروں سے لمبے بال تھے جن میں لوگوں کو جوان کرنے کی طاقت تھی۔ تو اس کی ماں اسے مینار میں چھپا کر رکھتی تھی تاکہ کوئی اس کے بالوں کو چرا نہ لے)

ہانیہ اپنے کمرے میں بیٹھی تھی۔موبائل پر جواد کے قتل کی خبر چل رہی تھی۔کسی نے اس کے چہرے پر گولی ماری تھی۔پولیس کے اندر موجود میڈیا کے ذرائع کا کہنا تھا کہ یہ قتل فیس کلر نے کیا تھا۔اس اپارٹمنٹ میں اکیلے بیٹھے اسے سائرہ کے جسم میں دھنسا چاقو یاد آیا تھا۔انجم حقیقتاً اس قید شہزادی کا وہ شہزادہ تھا جس کی پیش گوئی کب کی، کی جاچکی تھی۔

(ایک دن جب شہزادی کی ماں مینار سے باہر کھانا لینے گئی تھی،اس مینار میں ایک لڑکا آیا۔ کافی حسین و دلکش لڑکا۔مگر شہزادی کو لگا کہ وہ اس کے بال چرانے آیا ہے۔تو شہزادی نے اس کے سر پر زور سے ڈنڈا مارا اور اسے کرسی کے ساتھ باندھ دیا")

ارسلان کا ہوش بحال ہوا تو اس کی آنکھوں پر پٹی بندھی تھی۔جیسے جیسے اس کی حسیں جاگنے لگیں اسے احساس ہوا کہ وہ کرسی پر بیٹھا ہے۔اس کے ہاتھ پاؤں کرسی کے ہتھوں سے بندھے ہیں۔اس نے اٹھنے کی کوشش کی مگر بے سود۔

"بس کرو یار" جانی پہچانی آواز گونجی۔

"کون ہو تم؟"ارسلان چلایا

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"ایک منٹ" ارسلان اپنے چہرے کے پاس آتے ہاتھ کو محسوس کر سکتا تھا۔اس نے چہرا پیچھے کرنے کی کوشش کی مگر بے سود۔اس ہاتھ نے اس کی آنکھوں سے پٹی ہٹائی۔روشنی سے اس کی آنکھین چندھیا گئیں۔آنکھیں روشنی کی عادی ہونے لگی تو سامنے کھڑے شخص کی شکل واضح ہوئی۔

"تم؟" انجم مسکرایا۔اس کے منہ پر رسی باندھی۔آنکھیں یوں ہی چھوڑ دیں اور وہاں سے جانے لگا۔ارسلان پیچھے سے چلا رہا تھا مگر انجم نہیں سن رہا تھا۔

(جب لڑکے کو ہوش آیا تو وہ شہزادی سے پیار سے باتیں کرنے لگا۔اسے باہر کی دنیا کی کہانیاں سنانے لگا،شہزادی اس کے پیار میں پاگل ہو گئی۔اس کے ساتھ اس مینار سے بھاگنے پر آمادہ ہو گئی۔جب اس کی ماں کو پتہ چلا تو وہ شہزادی کے پیچھے آئی۔مگر وہ لڑکا ایک اصلی شہزادہ تھا۔اس نے شہزادی کی ماں کو سلطنت سے نکال دیا اور شہزادی سے شادی کر لی۔اب شہزادی کو لگا کہ وہ آزاد تھی۔مگر وہ غلط تھی۔)

عاصم پارکنک لاٹ میں آیا تو اس نے آسیہ کو دیکھ لیا تھا۔عاصم کی جان نکل گئی۔وہ بھاگتا آسیہ کی طرف پہنچا۔وہ چلا رہا تھا تا کہ لوگ اکھٹے ہو جائیں۔اس نے 1122 کو کال ملائی۔پھر

جھک کر آسیہ کو ہمت دینے لگا۔اور اس لمحے میں آسیہ نے عاصم کو وہ راز بتادیا تھا جو آسیہ سمجھتی تھی کہ وہ قبر میں لے کر جائے گی۔

"انجم تمہارا بیٹا ہے عاصم، پلیز اسے ایک اچھے باپ کی محبت کا احساس دلانا، پلیز"

(شہزادے کا محل بڑا تھا۔وہاں ایک سے زیادہ کمرے تھے۔مگر وہ تھا تو محل ہی نا۔وہاں کے اصول مختلف تھے۔وہاں شہزادی ایک نئی قید میں پھنس گئی۔

"تو پھر امی شہزادی نے کچھ کیا کیوں نہیں؟ وہ وہاں سے بھاگی کیوں نہیں؟" آمنہ نے معصومیت سے پوچھا۔

کیوں کہ شہزادی سمجھ گئی تھی کہ اس دنیا میں عورت کم بخت تاعمر قید رہتی ہے۔)

وہ بھاگتا ہسپتال آیا تھا۔اس کی ماں کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔مگر جب تک وہ وہاں پہنچا بہت دیر ہو چکی تھی۔انجم کے وہاں پہنچنے تک آسیہ مر چکی تھی۔وہاں اسکی نانی تھی اور ایک اجنبی مرد۔

"امی" وہ بھاگتا اپنی ماں کے سرہانے پہنچا "پلیز اٹھ جائیں امی، میں آگیا ہوں، امی" مگر اب دیر ہو چکی تھی اس کی ماں مر چکی تھی۔

اس اجنبی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"سب ٹھیک ہو گا"

انجم نے آگ بھری آنکھوں سے اسے دیکھا۔ یہ کون ہوتا ہے یہ کہنے والا۔

"میں عاصم ہوں" عاصم اس کی آنکھیں پڑھ چکا تھا" تمہاری ماں کا پہلا شوہر۔ تمہاری ماں نے مجھے سب -" انجم اس کے گلے لگ گیا تھا۔ آنسو اس کی آنکھوں سے بھی جارہے تھے۔

عاصم نے اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"سب ٹھیک ہو جائے گا بیٹا۔ اب میں آگیا ہوں" نا جانے وہ لفظ تھے یا سر پر رکھا ہاتھ، جو انجم کو لگ رہا تھا کہ اس کے گرد سیسہ پلائی دیوار کھڑی تھی، وہ محفوظ تھا، ہر مصیبت ہر آفت سے، اپنے باپ کے حصار میں، وہ محفوظ تھا۔

****

****

Clubb of Quality Content

پانچواں باب: انسان سے شیطان تک

(ماضی)

یہ اس سال کی بات ہے جب انجم پانچ سال کا ہوا تھا۔اس کا جنم دن اس کے گھر منایا نہیں جاتا تھا۔لحاظا سارے مہینے اس کا موڈ آف رہتا تھا۔اس دن وہ اپنی ماں جے ساتھ بازار گیا تھا۔ رامش کے لیے کوئی چیز خریدنی تھی اور آسیہ کو گھر سے اکیلے باہر نکلنے کی اجازت نہیں تھی۔ بازار میں دکانیں پھرتے آسیہ اپنی بھابھی سے ٹکرا گئی تھی۔ماہین کے گرد جیولری کا ایک گھیرا تھا۔وہ امیری کا نمونہ تھی۔انجم نے اسے دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔سونے کی اس ملکہ کے پلو سے لپکا وہ لڑکا تھا۔وہ جس کے چہرے پر معصومیت اور پیسوں کا حسن تھا۔بالوں میں خوشبودار تیل، چہرے پر لوشن اور اچھی کوالٹی کی پینٹ شرٹ پہنے وہ انجم کو دیکھی جا رہا تھا۔

یہ پہلی بار تھا جب انجم نے ارسلان کو دیکھا تھا۔اور اس پہلی ملاقات میں انجم کے دل میں اسے جاننے کی چاہت پیدا ہو گئی تھی۔وہ اس کا کزن تھا اور امیر بھی۔اسے اپنے ننھیال کے بارے میں کچھ نہیں پتہ تھا۔مگر آج پتہ چل گیا تھا۔ارسلان اور انجم نے آنکھوں آنکھوں

میں ہی کھیلنے کا اشارہ کر لیا۔ ارسلان بھاگا تو انجم اس کو پکڑنے اس کے پیچھے نکلا۔ ماہین اور آسیہ ان کو پکارتی رہ گئیں۔

اور اس طرح شروع ہوئی تھی انجم اور ارسلان کی دوستی۔ ارسلان ضد کر کے انجم کو اپنے گھر بلوا لیا کرتا تھا۔ اس کی ضد کا ہی نتیجہ تھا جو انجم اس کے پرائیوٹ سکول میں پڑھتا تھا۔ ارسلان کو انجم اس لیے پسند تھا کیونکہ وہ اس کی ہر بات مان جاتا تھا، اور انجم اس کی باتیں اس لیے مانتا تھا کیونکہ اس کے بدلے انجم کو ارسلان کی استعمال شدہ چیزیں ملتی تھیں۔ مگر ہر رشتے کا اندھ ہوتا ہے۔ اور وہ اندھ یا رشتے کی تباہی ہوتی ہے یا رشتہ داروں کی موت۔

****

****

(حال)

موت، ایک ایسی حقیقت جس سے انکار دنیا کا کوئی مذہب کرتا ہے، نا سائنس۔ یہ وہ حقیقت ہے جس سے قائدِ اعظم بچے نہ ہٹلر۔ مگر انسان اکثر سوچتے ہیں کہ موت اچھی چیز ہے

یا بری؟اور اکثر اس سوال کا ایک ہی جواب ہوتا ہے، اچھی ہو یا بری، موت اثر انداز بہت ہوتی ہے۔

آسیہ علی خان کی موت بھی اثر انداز تھی۔اس کی کینسر میں لپٹی ماں پر جس کی حالت خراب سے خراب تر ہونے لگی تھی، اس کی اولاد پر جو ٹوٹ کے بکھر چکی تھی، اس کے سابقہ شوہر پر جو اپنے اس بیٹے سے مل گیا تھا جس کے وجود کا اسے علم ہی نہ تھا، اور اس کے موجودہ شوہر پر جس کا دل اسے کاٹے جا رہا تھا۔

(موت کا پہلا دن)

پہلے دن مرنے والے کو غسل دے کر اس کے رشتے دار اسے چار کندھوں پر اٹھائے قبر میں اتار دے دیتے ہیں۔ بڑی اولاد اپنے بھائی بہنوں کو گلے سے لگا لیتا ہے۔آنسو ابھی تازہ ہوتے ہیں۔ایسے میں بڑی اولاد کی تکلیف بھی بڑی ہوتی ہے۔انجم کے لیے اچھی خبر تھی کہ وہ بڑی اولاد نہیں تھا۔ مگر اس کا باپ ابھی اس کی بڑی بیٹی کو بتانے کو تیار نہیں تھا۔عاصم نے اس سے وقت مانگا تھا۔آمنہ، آفیسر آمنہ، انجم کی زندگی میں ایک اور عذاب آ پڑا تھا۔اسے پنجرے میں بند کرنے کی کاوشیں کرنے والیں اس کی اپنی بہن تھی۔اس نے ارسلان کے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

موبائل سے اس کے گھر والوں سے رابطہ برقرار رکھا تھا تا کہ انھیں شک نہ ہو کہ وہ اغوا ہو گیا ہے۔ ابھی انجم اپنی زندگی کے اس پہلو سے نہیں لڑ سکتا تھا۔ اسے اپنی ماں کی موت پر اسس کرنی تھی۔

(دوسرا دن)

دوسرے دن موت کا زخم بھرنے لگتا ہے۔ چسکے لگانے والے گدھوں کا ضمیر انھیں اپنے مفاد کے پیچھے بھاگنے کی اجازت دے دیتا ہے۔ ایسے میں آسیہ کے گھر بظاہر سوگ منانے کے لیے آئے مہمان اس کی موت پر بحث و مباحثہ شروع کر چکے تھے۔ دو آنٹیوں کی بحث کے نتیجے میں رمشہ نے اچھا خاصا سین بھی بنایا تھا۔ وہ سوشل میڈیا سٹار تھی، تماشا بنانا جانتی تھی۔

ایسے میں ایک گدھ انجم کے آفس میں بھی تھی۔ سحر نے اس موقع کا فائدہ اٹھا کر بورڈ ممبرز کو اسے سی ای او بنانے پر آمادہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ مگر وہ اس بات سے انجان تھی کہ انجم کی گرل فرینڈ کو انجم نے اپنی جگہ فائز کر دیا تھا۔ ہانیہ نے سارے بورڈ ممبرز کے سامنے سحر کی اچھی خاصی بے عزتی کی۔

"ویسے قسم سے سحر تمہارا منگیتر بکرا ایک طرف اور تم لومڑی ایک طرف، کیا کپل ہے، چڑیا گھر کھول لو،"

(تیسرا دن)

تیسرے دن تک آنسو سوکھنے لگتے ہیں۔ قل کے ختم ہونے پر مہمان اپنی راہ کو نکل پڑتے ہیں۔ ایسے میں رات کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ انجم بھی اس گھر میں نہیں رکا تھا بلکہ اپنے اپارٹمنٹ میں آ گیا تھا۔ دروازہ کھٹکنے کی آواز آئی تو ہارون نے دروازہ کھولا۔ عاصم وہاں کھڑا تھا۔

"جی آپ کون" ہارون ابھی نیند میں تھا

"عاصم۔ انجم کا باپ" عاصم نے جواب دیا تو ہارون کی آنکھیں کھل گئیں۔ کچھ دیر بعد انجم اور عاصم ہال نما کمرے میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ ہانیہ اور ہارون بیڈروم میں دروازے کے ساتھ کان لگائے کھڑے تھے۔

"اپارٹمنٹ اچھا ہے" عاصم نے گفتگو کا آغاز کیا "چھوٹا مگر اچھا"

"میرے روم میڈ کی پسند تھی" انجم نے اکھڑا اکھڑا سا جواب دیا

"ناراض ہو؟" عاصم نے اس کا اکھڑا پن بھانپ لیا تھا

"ہاں۔" انجم نے جواب دیا "میں آپ سے اس لیے ناراض نہیں کہ آپ میری زندگی کے اتنے سال مجھ سے دور رہے۔ وہ آپ کی غلطی نہیں۔ مگر میری ایک بہن ہے۔ اور اس بہن سے آپ مجھے چھپا رہے ہیں"

بیڈ روم کے اندر ہارون نے سوالیہ آنکھوں سے ہانیہ کو اشارہ کیا۔ "تمہاری کرش آفیسر آمنہ" ہانیہ نے سرگوشی کی۔

"آئی ایم سوری" باہر عاصم نے معذرت کی "مگر آمنہ حساس ہے۔ آسیہ کے جانے کے بعد وہ نفسیاتی طور پر ڈسٹرب ہو گئی تھی۔ کچھ سالوں پہلے امریکہ میں اس کا نروس بریک ڈاؤن بھی ہوا تھا، بہت مشکل سے اسے پولیس میں جاب ملی تھی، شاید اسی لیے وہ اس قدر محنت کرتی ہے" وہ خاموش ہو گئے۔ یہ عنوان کافی دردناک تھا۔

"اور اس سب کا کیا تعلق ہے میرے مسلے سے؟"

"Cold"

ہارون نے سرگوشی کی۔

"انجم ابھی اسے بتانا" عاصم نے جواب دیا" صحیح نہیں ہے۔کچھ دنوں پہلے وہ ایک ڈرامیٹک حادثے سے گزری ہے۔تم نے نیوز سنی ہوگی۔جواد نامی کسی لڑکے کا چہرا اس کے سامنے—"وہ اگلے الفاظ نہ بول سکے" بہر حال میں اسے بہت جلد بتادوں گا"

"وعدہ"انجم نے چھوٹے بچوں کی طرح کہا۔

"وعدہ"عاصم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی"اب خوش ہو؟"

"نہیں"وہ ضد کرنے لگا۔

"کیوں؟"عاصم خیران ہوئے

"کیونکہ آپ بغیر کسی گفٹ کے معافی مانگ رہے ہو"انجم کوئی فینٹسی جینے لگا تھا"میں ایسے نہیں مانوں گا"

"اچھا بابا یہ لو"انھوں نے کاغذ کا ایک ٹکڑا نکال کر اسے دیا

"یہ کیا ہے؟"انجم خیران ہوا۔

"یہ پی ایس ایل کی دو ٹکٹس ہیں۔" عاصم نے مسکرا کر اسے بتایا "اس ویک اینڈ دونوں باپ بیٹا ایک ساتھ چلے گے" اور کوئی خواب تھا جو پورا ہو گیا تھا۔ انجم کے دل میں ایک ایسی خوشی آئی تھی جو اس نے آج تک محسوس نہیں کی تھی۔ اس کا باپ بالآخر اس سے محبت کرنے لگا تھا۔

****

****

آسیہ کی موت کو پانچ دن گزر گئے تھے۔ انجم آج آفس آیا تھا۔ اسے سحر نامی بلا کو تباہ کرنا تھا۔ اس کی نانی صدمے میں تھیں۔ یہ کام اسے اکیلے ہی کرنا تھا۔ سحر کو اس نے میٹنگ کے لیے اپنے آفس میں بلایا تھا۔ طے کردہ وقت سے آدھے گھنٹے بعد وہ وہاں پہنچی۔ پاور پلے۔ وہ اس کے مقابل پڑی کرسی پر آکر بیٹھ گئی۔

"جی انجم صاحب، اس بلاوے کا مقصد؟" سحر نے پراعتمادی سے سوال کیا۔

"یہ فائل "اس نے ایک فائل سحر کو دی، سحر وہ فائل پڑھنے لگی "میری ماں نے مرنے سے پہلے اپنے سارے شیئرز میرے نام کر دیے تھے،اب میں اس کمپنی کی 75 فیصد ملکیت رکھتا ہوں "

"تو؟"سحر متاثر نہیں ہوئی تھی۔

"تو،اب میں آپ کو بائے آؤٹ کروں گا" بائے آؤٹ مطلب اس کا حصہ خرید کر 100 فی صد ملکیت حاصل کرے گا۔

"ہاہاہا" وہ پاگلوں کی طرح قہقہہ لگانے لگی۔

"مجھے اس ردعمل کی امید نہیں تھی "انجم خیران ہوا۔

"وہ اس لیے کیونکہ آپ مجھے جانتے نہیں ہیں انجم۔"سحر نے ترچھی آنکھیں اس پر جمائیں۔

"تو ذرا تعارف دیں اپنا" انجم کی دلچسپی بڑھی۔

"ایک منٹ ذرا" وہ اپنے فون پر کوئی تصویر نکالنے لگی، پھر اپنا فون انجم کو پکڑاتے بولی" یہ دیکھیں ذرا"

"اور یہ کیا ہے" انجم نے پوچھا

"یہ کاغذات ہیں، جن سے صاف ظاہر ہے کہ ارحم صاحب جب اس کمپنی کے سی ای او تھے تو وہ غیر قانونی کام کرتے تھے،" انجم کچھ کہنے لگا مگر سحر نے است موقع ہی نہ دیا" پہلے تو کوئی یہ مانے گا ہی نہیں کہ کمپنی کے باقی شیئر ہولڈرز کو اس بارے میں نہیں پتہ تھا، لیکن اگر بالفرض مان بھی جائے تو کوئی فرق نہیں پڑے گا، گورنمنٹ اس کمپنی کو انویسٹیگیٹ کرے گی، ان ثبوتوں کی تصدیق ہو گی، اور ٹھا (مٹھی ہاتھ پر ماری) سیل لگا کر یہ کمپنی بند کر دے گی"

انجم لاجواب ہو گیا

"اور کچھ "سحر نے مسکرا کر پوچھا مگر انجم کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

"اوکے گڈ" وہ کھڑی ہوئی اور انجم کے ہاتھوں سے اپنا فون کھینچا۔" اللہ حافظ انجم صاحب" وہ مڑ کر دروازے کی طرف جانے لگی، راستے میں رکی اور مڑی" آپ کی ماں کا سن کر بہت افسوس ہوا، خدا ان کی مغفرت فرمائے" مسکرا کر کہتی وہ مڑی اور اس آفس سے باہر نکل گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انجم اپنی کرسی پر بیٹھا سوچتا رہا کہ ہوا کیا تھا۔ سحر اس جنگ میں ساری طاقت اپنے پاس لے گئی تھی۔ اب وقت آگیا تھا کہ سکیلز برابر کیے جاتے۔ سحر کو ہرانے کے لیے اب اس کی ذات پر حملہ کرنا ضروری ہو گیا تھا۔ اس نے فون اٹھا کر اپنی اسسٹنٹ کو کال ملائی "ہاں وہ پرائیوٹ انویسٹیگیٹر کو تو ذرا فون ملاؤ"

****

****

انجم کے آفس سے باہر نکل کر سحر نے ارسلان کا واٹس ایپ کھولا تھا۔

"میں بہت جلد واپس آجاؤں گا، ڈونٹ وری" تین دن پہلے کا میسج۔ ارسلان کہاں گیا تھا؟ سحر کو فکر ہونے لگی تھی۔ اس نے ارسلان کے نمبر پر کال ملائی۔ رنگ ہوتی رہی مگر کوئی جواب نہیں۔ اس نے یوں دس بار کال ملائی مگر کوئی جواب نہیں۔ پھر پندرہ کوئی میسج بھیجے مگر بے سود۔ ارسلان کی فکر میں اس کا دل تیزی سے دھڑکنے لگا تھا۔ کچھ تو غلط تھا۔ اس نے مڑ کر انجم کے آفس کی طرف دیکھا۔ دروازہ بند تھا۔ آفس کے اندر انجم پرائیوٹ انویسٹیگیٹر کو فون

پر ہدایات دے چکا تھا۔اس نے ارسلان کا فون کافی پہلے ہی توڑ کر پھینک دیا تھا۔وہ اس بات سے بے خبر تھا کہ اس ٹوٹے ہوئے فون ہر کوئی کالیں ملا رہا تھا۔

****

****

جمعرات کے دن انجم ریحان کے گھر آیا تھا۔دیہاتی علاقوں میں چالیس دن پورے ہونے تک ہر جمعرات مرنے والے کے گھر والے سوگ مناتے ہیں۔اس سوگ پر رشتے دار اور آس پڑوس کے لوگ بھی شریک ہوتے ہیں۔توانجم کا آنا ضروری تھا۔ریحان کا گھر چھوٹا تھا تو مہمان،پڑوسیوں کے گھر میں بٹھائے گئے تھے۔انجم اپنے کمرے میں بیٹھا فون پر بزنس کال پر تھا جب دروازہ زور سے کھولتا رامش اندر داخل ہوا۔وہ پریشان لگتا تھا۔انجم نے جلدی سے فون بند کیا۔

"کیا ہوا ہے؟"انجم نے جلدی سے پوچھا۔

"وہ وہ بھائی پولیس وہ"اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔

"کیا مطلب پولیس؟"انجم کے دل کو کسی نے زور سے جکڑا تھا۔

"وہ رمشہ کا پوچھ رہی تھیں، انسپکٹر آمنہ، فیس کلر کے بارے میں، ارسلان "انجم کو مزید سننے کی ضرورت نہیں تھی۔ وہ بھاگتا کمرے سے باہر نکلا۔ چھت سے وہ گھر نظر آتا تھا جہاں عورتوں کو بٹھایا جاتا تھا۔ پولیس اس طرف جا رہی تھی۔ انجم کو وہاں پہلے پہنچنا تھا۔ وہ رمشہ کو گرفتار نہیں ہونے دے سکتا تھا۔

مگر کیسے؟

چھتوں سے۔

وہ چھتیں پھلانگتا اس گھر کی طرف بھاگا۔ راستے کی رکاوٹوں کو پیچھے دھکیلتا۔ دیواروں کے اوپر چڑھتا، ہانپتا، وہ بس وہاں پہلے پہنچنا چاہتا تھا۔ ایک نظر پولیس، ایک اپنے ہدف پر رکھتا وہ اس گھر کی چھت پر پہنچ گیا تھا۔ وہاں بچے بیٹھے تھے

"انجم بھائی آپ "انھوں نے اسے مخاطب کیا، مگر انجم انھیں نظر انداز کرتا نیچے بھاگا۔

وہاں عورتیں ہی عورتیں تھیں۔ وہ سب سے پوچھ رہا تھا۔

"کیا آپ نے آمنہ کو دیکھا ہے؟"

"آمنہ کہاں ہے؟"

کوئی اسے دائیں طرف بھیجتا تو کوئی بائیں طرف، کوئی آگے کوئی پیچھے، مگر اسے آمنہ نہیں مل رہی تھی۔

اتنے میں آمنہ بھی وہاں پہنچ گئی تھی۔ انجم ادھر ادھر بھاگ رہا تھا جب اس نے دیکھا کہ آمنہ سے بات کرتی کوئی عورت اس کی طرف اشارہ کر رہی تھی۔

"شٹ" اس نے سوچا۔ آمنہ اسی کی طرف آرہا تھی۔

"السلام علیکم" آمنہ نے پاس آکر جواب دیا، انجم کا سانس پھولا ہوا تھا "ارے آپ انجم ہو نا؟" آمنہ نے سوال کیا۔

اس کا سانس پھولا ہوا تھا۔ وہ بس سر ہلا سکا۔

"کیسے ہیں آپ؟ آئی ایم سوری، آپ کی ماں کا سن کر بہت افسوس ہوا" انجم کو اس پر بہت ترس آیا۔ کاش کہ وہ اسے آسیہ کی سچائی بتا سکتا۔ مگر وہ اس سے اتنا فرینڈلی کیوں ہو رہی تھی۔

"تھینکس" انجم کا سانس قابو میں آیا۔

"ہمیں بہتر حالات میں ملنا چاہیے۔ پچھلی بار جب ہم ملے تھے تو آپ کی گرل فرینڈ کو گولی لگی تھی، اور اس بار—" اوہاں سچ۔ آمنہ اور انجم ارحم کی پارٹی پر بھی ملے تھے

"ضرور۔" انجم نے خود کو نارمل کرتے ہوئے سوال کیا" بتائیے میں آپ کی کیا مدد کر سکتا؟"

"ہم آپ کی بہن سے بات کرنا چاہتے ہیں"

"کیا میں پوچھ سکتا ہوں کس بارے میں؟" اس کا لہجہ پروفیشنل ہو گیا تھا۔ آمنہ یہ بھانپ گئی تھی۔

"آپ پوچھ سکتے ہیں۔" اس نے جواب دیا۔ اور خاموش ہو گئی۔

"آپ میری بہن سے کیا بات کرنا چاہتی ہیں؟" انجم بھی نفسیات پڑھ چکا تھا۔ یہ چال اس پر نہیں چلنے والی تھی۔

"آپ ان کے وکیل ہیں" آمنہ کو انجم کا طریقہ کار مشکوک لگ رہا تھا۔

"نہیں" اس نے سیدھا سیدھا جواب دیا۔

"تو پھر آپ کیوں پوچھ رہے ہیں؟"

Clubb of Quality Content

"کیونکہ میں اس کا بڑا بھائی ہوں۔ والدین کی غیر موجودگی میں اس کا لیگل گارڈین۔ اور کیونکہ وہ ابھی اٹھارہ کی نہیں ہوئی ہے تو آپ پر فرض ہے کہ آپ مجھے، یعنی اس کے لیگل گارڈین کو بتائیں کہ آپ اس سے کیا پوچھنا چاہتی ہیں"

آمنہ خیران ہوئی۔ تو یہ نوجوان وکیل وکیل کھیلنا چاہتا تھا۔

"انجم صاحب بات یہ ہے کہ ہم پاکستان میں ہیں امریکہ میں نہیں۔ یہ جو بندے دیکھ رہے ہیں نا میرے پیچھے "اس نے پیچھے کھڑے افسران کی طرف اشارہ کیا" یہ آپ کو بھی اٹھا کر لے کر چلے جائیں گے، وجہ یہ ہو گی کہ میں نے انھیں کہا تھا۔ probable cause نامی کوئی چیز نہیں یہاں"

"انسپیکٹر صاحبہ، میں جس کمپنی کا سی ای او ہوں نا وہ ہر سال کے دس میلین خرچ کرتی ہے وکیلوں پر، آپ اٹھا لیں مجھے، پھر دیکھتے ہیں کیا ہوتا ہے"

"انجم بھائی" رامش چلاتا ہوا وہاں آیا تھا۔ اس کا سانس پھول رہا تھا۔

"رمشہ وہ وہ کہیں نہیں ہے" اپنے گھٹنوں ہر ہاتھ رکھے وہ اپنا سانس بحال کرتے بولا۔

"کیا مطلب کہیں نہیں۔" انجم کا دل بیٹھ گیا۔

"مطلب کہیں نہیں ہے بھائی۔ کسی کو نہیں مل رہی وہ"

"کیا؟" انجم برف کا مجسمہ ہوا۔ آمنہ اپنے افسران کو ہدایت دینے لگی۔ کیا کوئی سحر کو اٹھا لے گیا تھا؟

****

****

ارسلان کی آنکھوں پر پٹی نہیں باندھی گئی تھی مگر اس تہہ خانے میں اندھیرا تھا۔ وہ اس تہہ خانے کے اندھیرے سے بخوبی واقف تھا۔ مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ یہاں یوں اکیلے بند ہو جانا کتنا ہولناک تھا۔ تنہائی میں گر انسان کو اس کی سوچوں کے ساتھ اکیلا چھوڑ دو تو وہ پاگل ہونے لگتا ہے۔

ارسلان سوچ رہا تھا کہ کیا انجم ہی فیس کلر تھا؟ اور اگر تھا تو پچھلے پانچ دنوں میں جب وہ اسے کھانا کھلانے آیا تھا تو اس پر تشدد کیوں نہیں کرتا تھا۔ ارسلان سوچوں میں گم تھا جب اسے اوپری منزل پر کسی کے چلنے کی آوازیں آئیں۔ جب اوپر کوئی چلتا تھا تو تہہ خانے میں یوں

لگتا تھا کہ جیسے چھت گرنے والا ہو۔ تہہ خانے کا دروازہ کھلا، پھر کسی کے سیڑھیاں اترنے کی آواز آئی۔ کچھ لمحوں بعد بتی جلائی گی۔

روشنی نے اس کی آنکھیں چندھیاں دیں۔ کچھ لمحے بعد آنکھوں میں اس کا عکس نمایاں ہوا۔ وہ انجم تھا۔ اور اس کے چہرے پر ملے جلے تاثرات کا ایک عجیب سا سایہ تھا۔ ارسلان نے وہ سایہ پہلے بھی دیکھا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ انجم کے چہرے پر آئے اس سائے کا کیا مطلب تھا۔ مگر آج تک اس نے اس سائے کو اتنی شدت میں دیکھا تھا نہ اس سائے کی موجودگی کے دوران انجم کو آزاد دیکھا تھا۔ ایک سرد لہر اس کی ریڑھ کی ہڈی میں اتر گئی تھی۔

"کیسے ہو ارسلان" اس نے سپاٹ لہجے میں کہا۔ ہاتھ میں پکڑا شاپر وہیں رکھ کر وہ اس کے سامنے آ کھڑا ہوا۔

"چلانا مت" کہہ کر اس نے ارسلان کے منہ سے پٹی اتاری۔ پھر پاس پڑی کرسی سامنے کی اور اس پر بیٹھ گیا۔

Clubb of Quality Content

کچھ لمحے خاموشی رہی۔پھر انجم اچانک اٹھا اور اس نے ارسلان کے منہ پر تھرام سے تھپڑ مارا۔اور اس تھپڑ نے ارسلان کے چودہ تبک روشن کر دیے تھے۔انجم ہی فیس کلر تھا۔ضرور کچھ ہوا تھا جس نے ابھی تک اسے جانور بننے سے روک رکھا تھا۔

"میں نے سوال پوچھا تھا تم سے" واپس بیٹھتے ہوئے اس نے کہا۔

"کیسا ہو اسکتا ہوں میں" ارسلان نے جواب دیا۔

"تمہیں پتہ ہے میں کون ہوں" ارسلان جواب بولنے لگا جب انجم جلدی جلدی بولا

"نہیں نہیں۔کیا ہوں؟ تمہیں پتہ ہے میں کیا ہوں؟"

"فیس کلر" ارسلان نے جواب دیا۔

"درست۔" انجم مسکرایا "کیا تمہیں پتہ کہ میں ایسا کیوں ہوں؟"

"مجھے کیا پتہ؟"

تھرام۔انجم نے اسے ایک اور تھپڑ مارا

"تمہاری وجہ سے۔اس سب کی وجہ سے جو یہاں ہوا۔ان الفاظ کے باعث جو تم نے یہاں کہے تھے۔تم ارسلان تم وجہ ہو میرے فیس کلر ہونے کی۔میرے اندر غصہ ہے۔اتنا غصہ کہ اگر اسے آگ میں بدلا جائے تو وہ دنیا کا سب سے بڑا آتش فشاں بن جائے،اگر اسے پانی مین بدلا جائے تو وہ سات سمندروں کے ملاب سے بھی بڑا ہو،ارسلان چنگیز عالم تم ہو میری object of hatred،وہ شخص جسے میں اپنے وکٹمز میں بار بار مارتا تھا،کیونکہ وہ پانچوں فرقان، سمی، سقلین،ضامن اور جواد،وہ چاروں تمہارے جیسے تھے،بے پناہ کے امیر اور بے ہس جانور۔تو میں نے انھیں مار دیا کیونکہ وہ مجھے تمہاری یاد دلاتے تھے"

"تو اس لیے تم نے مجھے یہاں بلایا ہے۔کیونکہ اب مرنے کا وقت میرا ہے؟"

"نہیں نہیں نہیں۔ارسلان۔ تمہیں یہاں میں اپنا آپ فکس کرنے کے لیے لایا ہوں۔ تم میرے غصے کی وجہ ہو۔اور میں اب اس غصے کا غلام نہیں رہنا چاہتا" انجم کھڑا ہوا اور ارسلان کے پاس گیا،دونوں ہاتھ اس کے بازوؤں (جو کرسی کے ہتھوں سے بندھے تھے"پر رکھتا اس پر جھک گیا،چہرا بالکل اس کے سامنے "تمہیں تڑپا تڑپا کر مارنے کے بعد،میرا غصہ

ختم ہو جائے گا" اس نے ارسلان کے بازوؤں پر زور ڈالا تو ارسلان کراہنے لگا" اور پھر شاید میں ایک عام اور خوش زندگی گزار سکوں"

وہ سیدھا کھڑا ہوا۔" وہ کھانا پڑا ہے" اس نے سیڑھیوں کے پاس پڑے شاپر کی طرف اشارہ کیا" کھا سکو تو کھا لینا" وہ جانے کے لیے مڑا جب اسے کچھ یاد آیا۔

"ایک اور چیز" اس نے ارسلان کے بائیں ہاتھ کی شہادت کی انگلی پکڑی اور زور سے پیچھے کو مروڑ دی۔ ارسلان کی چینخ ٹوٹتی ہڈیوں کی آواز میں چھپ گئی۔

"نائٹ" کہتا انجم اوپر کی طرف نکلا۔ اوپر پہنچ کر اسے رمشہ کی فکر ستانے لگی تو اس نے آمنہ کو میسج کیا۔" آپ کی حراست میں جو گواہ ہونا چاہیے اسے انجانے اٹھا لے گئے۔ آفیسر صاحبہ آپ کی قابلیت کو میرا سلام"

****

****

وہ میسج ہواؤں کے سہارے آمنہ کے آفس کو پہنچا، جہاں آمنہ اور غلام بخش ہرے رنگ کے نوٹس بورڈ کے سامنے کھڑے تھے۔اب اس نوٹس بورڈ پر بس دو لوگوں سے متعلق تصاویر تھیں۔جواد اور ارسلان۔آمنہ نے میسج پڑا اور فون ٹیبل پر پھینک دیا۔

"مگر آپ کو ایسا کیوں لگتا ہے میم کہ فیس کلر ان دونوں کے جاننے والوں میں سے ہی ہے؟" غلام بخش نے میسج پڑھ کر سوال کیا۔

"کیونکہ یہ پہلی بار تھا جب فیس کلر نے اپنا طریقہ استعمال نہیں کیا۔جواد کو سرِ عام بغیر ٹارچر کیے گولی سے مارا گیا، اور ارسلان کو اغوا کرنے کے لیے رمشہ نامی لڑکی کا سہارا لیا گیا۔ مجھے یقین ہے کہ اب یہ قاتل devolve ہونے لگا ہے۔یعنی اب وہ اپنے اصل ٹارگٹ کی طرف جا رہا ہے۔اب وہ غلطیاں کرے گا"

"اور اگر اس کا اصل ٹارگٹ جواد ہی ہوتا تو؟ کیونکہ ارسلان کا کنفرم نہیں ہے میم کہ اسے بھی فیس کلر نے اغوا کیا ہے، پر اگر ارسلان اس کا اصل ٹارگٹ ہے، تو کیا اس کو مارنے کے بعد وہ رک جائے گا؟"

"پہلی بات یہ جو میسج آیا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ ارسلان کو فیس کلر نے ہی اغوا کیا ہے۔اور دوسری بات کہ مجھے نہیں لگتا وہ رکے گا غلام بخش۔شاید وہ اس طرح کے لڑکوں کو قتل نہ کرے۔مگر اسے قتل کا نشہ لگ گیا ہے،اور قتل وہ نشہ ہے جس کی کوئی دوا نہیں، جس کا کوئی توڑ نہیں۔"آمنہ کے چہرے پر فکر کے اثرات نمایاں تھے۔اگر ارسلان ہی فیس کلر کا ٹارگٹ تھا تو نا جانے اسے مارنے کے بعد وہ کیا کرے گا۔آمنہ نے سامنے نوٹس بورڈ کو دیکھا جس پر suspects والے حصے میں تین تصویریں لگی تھیں۔انجم،ہارون اور جلال اکبر۔

****

****

اس بڑے گھر کے سب سے بڑے کمرے کے بستر میں وہ لیٹی تھی۔اس کا دماغ دوائیوں کے نشے کے زیر اثر تھا، مگر اس کے جسم کا درد ابھی باقی تھا۔ہلنا محال ہو گیا تھا۔اولاد کی موت اکثر ایسا نقصان کر ہی دیتی ہے۔

"مس اسمہ آپ کی حالت خراب ہوگئی ہے، ٹریٹمنٹ کام نہیں کر رہا" اس کے سرہانے کھڑے ڈاکٹر نے افسردہ انداز میں کہا۔

"کتنا وقت ہے میرے پاس" اسمہ نے بہ مشکل الفاظ نکالے

"زیادہ سے زیادہ ایک مہینہ میم" ڈاکٹر نے نظریں جھکائے جواب دیا "میں نے آپ کے ملازموں کو کچھ نئی دوائیاں لکھنے کا کہا ہے، وہ آپ کے درد کو مینیج کرنے میں آپ کی مدد کریں گی۔"

"شکریہ ڈاکٹر" اسمہ نے اپنی ملازمہ کو دیکھا جو دروازے کے پاس کھڑی تھی۔ وہ ڈاکٹر کے پاس آئی اور اس کا بیگ اٹھایا۔

"اللہ حافظ میم" اسمہ کو کہتا وہ ڈاکٹر کمرے سے باہر نکل گیا۔ دوائیوں کے باعث اسمہ پر ہر وقت غنودگی کا شکار رہتی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کیں تو نیند اس پر چھا گئی۔ نا جانے کتنا وقت وہ یوں ہی بے ہوش رہی۔

"امی" کسی کی آواز اس کے کانوں میں گونجی۔

"آسیہ" دھندلا منظر صاف کرتی اس کی آنکھیں کھلیں، تو دل ایک بار پھر ٹوٹ گیا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"نہیں" وہ ارحم تھا، اس کا بیٹا، جس پر اس نے اپنے خون کو فوقیت دی تھی۔

"ارحم" اس نے ٹوٹی آواز میں اسے پکارا

"میں آپ کو دیکھنے آیا تھا امی" وہ اس کے سرہانے بستر پر بیٹھ گیا، اس نے اسمہ کا ہاتھ پکڑا "آپ نے جو میرے ساتھ کیا، میں اس کے لیے آپ کو کبھی معاف نہیں کروں گا امی،"

"ارحم—" وہ اس سے معافی مانگنا چاہتی تھی

"ہش ہش" اس نے اسمہ کو خاموش رہنے کا اشارہ کیا "کچھ نہ کہیں امی، پلیز۔" ارحم نے گہری سانس لی "زندگی میں آپ نے مجھے ہمیشہ دوسرے نمبر پر رکھا۔ آسیہ آپ کی فیورٹ تھی۔ مجھے پتہ تھا۔ مجھے یہ بھی پتہ تھا کہ کیوں۔ اور یہ بات اکثر مجھے تکلیف دیتی تھی۔ آپ میری ماں نہیں تھیں، میری ماں تو بس کوئی غریب پاگل ڈورت تھی جس کے ساتھ آپ کے شوہر کے ناجائز تعلقات تھے۔ مگر مجھے یاد ہے، جب پہلی دفعہ مجھے دورا پڑا تھا، میں غصے سے پاگل ہو رہا تھا، اور کیسے آپ نے مجھے گلے لگا لیا تھا، مجھے comfort کیا تھا، امی اس دن مجھے لگا کہ آپ مجھ سے بے شک آسیہ جتنی محبت نہیں کرتی تھیں، مگر محبت کرتی تھیں"

وہ خاموش ہوا، تو کچھ لمحے خاموشی کی نظر ہو گئے۔

"میں یہاں آپ کو معاف کرنے آیا ہوں امی۔ آپ نے آسیہ کی اولاد کو مجھ پر فوقیت دی، جیسے آپ آسیہ کو مجھ پر فوقیت دیتی تھیں، مگر میں سمجھ سکتا ہوں۔ میرا بیٹا تقریباً ڈیڑھ ہفتے سے گم شدہ ہے۔ پولیس کو لگتا ہے کہ فیس کلر نے اسے اغوا کیا ہے" اور وہ نام سن کر اسمہ کا ادھ سویا دماغ جاگ گیا تھا، بالآخر وہ ہو گیا تھا جس کا اسے انتظار تھا" اور میں سمجھ گیا ہوں امی، خون کی کشش کو، آپ کے ہر عمل کو، اور میں آپ کو معاف کرتا ہوں امی"

اسمہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے "شکریہ" وہ بس یہی کہہ پائی۔ ارحم اگلے گھنٹے اس سے باتیں کرتا رہا۔ جب وہ چلا گیا تو اسمہ نے اپنی ملازمہ کو اندر بلایا۔

"ذرا مسٹر ہاشم کو تو بلاوا بھیجو" اسمہ نے حکم صادر کیا اور کچھ لمحوں بعد ایک مرد تھری پیس سوٹ پہنے اس کے سامنے کھڑا تھا۔ ہاشم ایک پرائیوٹ انویسٹیگیٹر تھا۔

"سو مسٹر ہاشم آپ مجھے کب بتانے والے تھے کہ میرے نواسے نے کسی کو اغوا کر لیا ہے" اس نے ہاشم سے سوال کیا۔

"آئی ایم سوری میم، مگر آپ کی طبیعت۔"

"بھاڑ میں گئی میری طبیعت" اسمہ میں گویا کسی نے نئی روح پھونک دی تھی "آپ اپنی رپورٹ دو۔ کیا انجم نے کسی اور کو اغوا کیا ہے؟"

"یس میم،" ہاشم نے گہری سانس لی "آپ کے پوتے کو۔"

****

****

وہ اس صبح اٹھی تو کافی تھکی ہوئی تھی۔ ہانیہ کے جسم میں درد تھا۔ کچھ لمحے وہ بستر سے اٹھ نہ سکی۔ اس نے صبح کے وقت بھاگنا شروع کر دیا تھا، مگر آج اس میں ہمت نہ تھی۔ کچھ لمحوں بعد وہ ناشتے کے لیے باہر آئی۔ اس کا بھائی ہارون اس کی من پسند دکان سے کھانا لے کر آیا تھا۔ مگر آج اس کی خوشبو کچھ زیادہ ہی طاقت ور تھی۔ اتنی طاقت ور کہ ہانیہ کا دل خراب ہونے لگا۔ وہ باتھ روم کی طرف بھاگی اور جھک کر متلی کرنے لگی۔ آج اس کی طبیعت خراب رہنے والی تھی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد اس کا موڈ نارمل ہوا تو وہ اپنے کمرے سے دوبارہ باہر نکلی تو اس کی نظر انجم پر پڑی جو لیپ ٹاپ لیے زمین پر بیٹھا تھا۔انجم اپنی بہن رمشہ کی تلاش میں پاگل ہوا جا رہا تھا۔

"انجم" وہ اس کے ساتھ زمین پر بیٹھی "پولیس رمشہ کو ڈھونڈ رہی ہے، وہ ہمیں بہت جلد مل جائے گی"

"ہاں مگر یہ دیکھو" اس نے لیپ ٹاپ کی سکرین کی طرف اشارہ کیا، ہانیہ اسے دیکھنے لگی "یہ Chan4 کا ایک تھریڈ ہے، فیس کلر کے بارے میں۔اور یہاں کافی عرصے سے لوگ یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ رمشہ ان کے پاس ہے"

"اٹینشن کے بھوکے، کتوں سے بھی بدتر ہوتے ہیں، کیونکہ انھیں اچھے اور برے کا فرق جو بھول جاتا ہے، مگر انجم یہ سب جعلی ہیں، جھوٹے"

"ہاں، مجھے پتہ ہے" انجم جلدی جلدی بولا "مگر یہ پوسٹ دیکھو" ہانیہ کی نظر پھر سکرین کی طرف گئی "اس پوسٹ میں رمشہ کے ایک زخم کا ذکر ہے، چھوٹے ہوتے رمشہ کو ٹانگ پر سخت چوٹ لگی تھی، اس کا نشان ابھی بھی اس کی thigh پر موجود ہے۔"

"مگر ضروری تو نہیں کہ۔"

"مجھے پتہ ہے ہانیہ پر اگر یہ سچ ہوا تو" انجم کی آنکھوں میں امید تھی

"اوکے انجم، جیسا تمہیں ٹھیک لگے" ہانیہ اس کا بازو سہلانے لگی اور انجم اس پوسٹ کو لکھنے والے کو میسج کرنے لگا۔ وہ اپنی بہن کو بچا کر رہے گا۔

****

****

"اوکے شکریہ رامش" آمنہ نے کال بند کرتے ہوئے کہا۔ فون اپنے ٹیبل پر رکھتی، وہ اپنے آفس میں آئے رضوان کی طرف متوجہ ہوئی "رامش کا کہنا ہے کہ یہ بات سچ ہے اس کی بہن کی ٹانگ پر زخم کا نشان ہے" اس نے لیپ ٹاپ کی طرف اشارہ کیا جہاں Chan4 کی ویب سائٹ کھلی تھی۔

"ویسے دونوں بھائیوں میں کتنا فرق ہے نا میم" غلام بخش نے تبصرہ کیا "ایک طرف رامش ہے، آرام اور عزت سے بولنے والا، اور دوسری طرف وہ انجم، اتنا مغرور کہ اللہ معاف فرمائیں"

"یہ اہم نہیں ہے غلام بخش،اہم یہ ہے کہ ایک لڑکی اغوا ہوئی ہے،اور اس کا اغوا کار ہمارے سامنے ہو کر بھی چھپا ہوا ہے"

"تو اب آپ کیا کرنا چاہتی ہیں میم؟"رضوان نے آمنہ سے سوال کیا

"اس بندے کا پتہ لگاؤ رضوان"وہ سیٹ پر بیٹھتے بولی"اور غلام بخش ذرا یہ ارسلان کے خاندان والوں پر نظر رکھو۔ہو سکتا ہے رمشہ انھیں کے پاس ہو"

****

****

انجم پچھلے چار دن سے chan4 پر آئی پوسٹ کے مالک سے رابطے میں تھا۔اس کا یوزر نیم اے نان (A-Non) تھا۔اور انجم نے بالآخر اسے یقین دلا دیا تھا کہ ارسلان اسی کے پاس تھا۔اے نان کا کہنا تھا کہ وہ ارسلان سے نفرت کرتا تھا اور چاہتا تھا کہ ارسلان کی جان وہ خود لے۔وہ فیس کلر کو پکڑوانا نہیں چاہتا تھا،بس ارسلان چاہتا تھا۔

انجم نے اس کا آئی پی ایڈریس ٹریس کیا تھا،انجم کو یقین آ چکا تھا کہ وہ پولیس کا آفیسر نہیں تھا۔نہ بھی آتا تو اس کے پاس اور کوئی آپشن نہیں تھا،اس اجنبی سے ملنا ضروری تھا۔

"میں تم سے ملنا چاہتا ہوں، مگر یہ کیسے مان لوں کہ رمشہ تمہارے پاس ہے؟" انجم نے اسے میسج بھیجا۔

کچھ لمحوں بعد ایک ویب سائٹ کی لنک انجم کو جواباً موصول ہوئی۔ اس نے اس پر کلک کیا۔ جو کھلا اس نے انجم کا دل چیر دیا۔

وہ ایک ویڈیو تھی۔ ایک خالی کمرا جس کے درمیان میں رکھی کرسی پر رمشہ کو باندھا گیا تھا ۔ دیکھنے سے نہیں لگتا تھا کہ اس پر تشدد کیا گیا ہو۔ مگر چہرے پر تھپڑ کے نشان تھے۔

"اب تمہاری باری۔ ارسلان تمہارے پاس ہے، ثابت کرو" اے نان کا میسج آیا۔ انجم نے اسے ارسلان کی تصاویر بھیجیں جو اس نے کل رات ہی کھینچی تھیں۔ ارسلان کی حالت خراب تھی، اس کے چہرے پر جگہ جگہ زخم تھے۔ کپڑوں پر خون لگا تھا۔ انگلیاں اگرچہ سیدھی نظر آتی تھیں، مگر صاف ظاہر تھا کہ ان کی ہڈی توڑی جا چکی تھی۔

"یہ زندہ تو ہے نا؟" اے نان کا میسج آیا۔

"ابھی تک زندہ ہے۔" انجم نے جواب دیا۔

"یہ لڑکی مجھے زندہ چاہیے۔بغیر کسی ہراش کے۔وہ بے قصور ہے۔ظالم ارسلان جیسے لوگ ہیں"انجم نے اے نان کو تنبیہ کی۔

"بے فکر رہو۔یہ لڑکی صحیح سلامت رہے گی۔اب بتاؤ ہم کب مل رہے ہیں۔میں تمہارے جیسی عظیم شخصیت سے ملنا چاہتا ہوں"اے نان کا میسج آیا وہ ضرور فیس کلر کا پرستار تھا۔

"بہت جلد"انجم مسکرانے لگا۔اکثر مشہور سیریل کلرز کے پرستار ہوتے ہیں۔جیسے ٹیڈ بنڈی،یا جیفری ڈاھمر،مگر انجم کو کبھی نہیں لگا تھا کہ لوگ اس کے پیچھے بھی پاگل ہو جائیں گے۔

****

****

(ماضی)

یہ ان دنوں کی بات ہے جب ارسلان چودہ سال کا تھا۔اس وقت تک انجم اور ارسلان کی دوستی متاثر نہیں ہوئی تھی۔بلکہ اس کے خاندان والے ان کو بیسٹ فرینڈ کہتے تھے۔ریحان اکثر انجم کو ارسلان کے گھر چھوڑ جاتا تھا،اسے انجم کا اپنے بچوں کے ساتھ رہنا اتنا پسند نہیں

تھا۔ ارحم کی ضد پر ماہین انجم کو ارسلان کے ااتھ کھیلنے دیتی تھی۔ ارحم اپنی ماں کے اپروول کے لیے آسیہ کے بیٹے کو سپورت کرتا تھا۔

وہ دونوں دوست ضرور تھے، مگر انجم اور ارسلان برابر نہیں تھے۔ ان کے درمیان دولت کا فرق تھا۔ ارسلان انجم کو اپنے استعمال شدہ کھلونے دیتا تھا، اور ان کھلونوں کو پانے کے لیے انجم ارسلان کی ہر بات مان لیتا تھا۔ وہ ایک ٹاکسک دوستی تھی۔ مگر ابھی اس نے مزید ٹاکسک ہونا تھا۔ ارسلان کی دنیا کے بچے، اس کے امیر دوست، وہ اکثر ارسلان کے گھر آتے تھے۔ بچے لوگوں کی حرکات سمجھ کر انھیں کاپی کرتے ہیں۔ ارسلان کے دوست بھی انجم کو ایک نوکر کی طرح ٹریٹ کرتے تھے۔ مگر انجم ان کے احکام نہیں مانتا تھا۔ اسے ضرورت تھی نہ ارسلان کبھی اسے ان کی بات ماننے کو کہتا تھا۔

مگر جب امیر بچوں کو وہ نہ ملے کو انھیں چاہیے ہوتا ہے تو وہ mis behave کرنے لگتے ہیں۔ اور یوں ارسلان کے دوست اکثر انجم کا مزاح اڑاتے تھے۔

یہ اس دن کی بات ہے جب ارسلان نے اپنے سارے دوستوں کے ساتھ ایک سگریٹ پارٹی کرنے کا منصوبہ بنایا تھا۔ یہ سگریٹ پارٹی اس کے داد کے گاؤں والے گھر میں رکھی گئی

تھی۔اور وہاں ارسلان کے امیر سکول کے لڑکے آئے تھے۔ان امیروں کے گروہ میں انجم اکلوتا غریب تھا۔ارسلان کا ایک دوست انجم کو تنگ کرنے لگا۔وہ چاہتا تھا کہ انجم پارٹی کے دوران اس کا ویٹر بنے۔مگر انجم ماننے کو تیار نہ تھا۔

بحث کرتے کرتے وہ دونوں چھت پر جا پہنچے،وہ لڑکا چلانے لگا۔انجم کا سر پھٹنے لگا تھا۔اس لڑکے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا گلاس اچھالا اور انجم کا چہرا بھیگ گیا۔وہ لڑکا ہنسنے لگا تھا۔اس کی ہنسی انجم کا دل کھریدنے لگی تھی۔یہ پہلی بار تھا جب اس کے چہرے پر وہ سایہ آیا تھا۔وہ جذبات کے مجموعے سے بنا سایہ۔اس سائے کے زیر اثر انجم نے اس لڑکے کو دھکا مارا تھا اور وہ چھت سے نیچے گر گیا،اور اسے گرتا دیکھ کر ارسلان کی چیخ نکل گئی تھی۔

****

****

(حال)

اس تہہ خانے میں اندھیرا تھا۔درد کی شدد ارسلان کو جگائے رکھتی تھی۔اس کا جسم کا ذرہ ذرہ درد سے چلاتا تھا۔وہ اس زندگی سے آزادی چاہتا تھا۔اوپری منزل پر کسی کے چلنے کی آواز

آئی تو اس کا دل زور سے دھڑکنے لگا" وہ واپس آگیا تھا"۔ دروازہ کھلنے کی آواز، سیڑھیاں اترنے کی آواز، بٹن دبا اور۔۔۔۔۔۔۔۔کچھ لمحے بلب کی روشنی سے اس کی آنکھیں چندھیا گئیں۔ پھر اس نے اپنے سامنے کھڑے وجود کو دیکھا۔ انجم اپنے چہرے پر وہ ہولناک سایہ سجائے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"کیسے ہو ارسلان؟" انجم نے ارسلان کو دیکھا۔ جس کے منہ پھر تھپڑوں سے زخم بنے تھے جس کے کپڑے اس کے جسم سے خون سے چمٹے جا رہے تھے۔ وہ شدید درد میں تھا۔ انجم کے دل کو ٹھنڈک پہنچی۔

"آج میں نے سوچا کہ کیوں نہ تم پہ تھوڑا رحم کھایا جائے" انجم ارسلان کے مقابل پڑی کرسی پر بیٹھتے بولا "تمہیں ہاشم کا تو پتہ ہی ہو گا۔ بہت قابل انویسٹیگیٹر ہے۔ مگر وہ بھی سحر کے راز جاننے میں ناکام رہا ہے" انجم نے گہری سانس لی "تو میں نے سوچا کیوں نہ تم سے پوچھا جائے۔ after all وہ کسی وجہ سے تمہاری محبت میں گرفتار ہے۔ تمہاری۔ آہ۔ مطلب ضرور اس کے ساتھ کوئی نہ کوئی نفسیاتی مسلہ ہے، جو اسے تم پسند آ گئے" انجم خاموش ہوا "کچھ تو بولو" اس نے اکتا کر کہا "اور رائٹ، تمہارے منہ پر تو پٹی بندھی ہے۔ مائی بیڈ۔"

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انجم پٹی اتارنے کو آگے ہوا، پھر رکا "اگر تم مجھے بتاؤ گے، سحر کے راز، تو آج میں تمہیں چوٹ نہیں پہنچاؤں گا" پھر انجم نے ارسلان کی پٹی اتاری۔ارسلان نے سحر کا وہ راز انجم کو بتایا جسے سن کر مسکراہٹ اس کے دل کو چڑھ گئی۔

"ویری انٹرسٹنگ "انجم پٹی باندھنے کو آگے ہوا،اور زوردار تھپڑ ارسلان کے منہ پر مارا

"I lied"

انجم نے مسکرا کر کہا۔ارسلان آنکھیں نکالے اسے دیکھنے لگا

"اوہ ارسلان ان آنکھوں سے مجھے مت دیکھو "انجم نے بالوں سے پکڑ کر اس کا منہ اپنے منہ کے سامنے کیا" تمہیں یاد ہے ارسلان جب تمہیں میرے سائے کا پتہ چلا تھا،اس رات جب میں نے تمہارے دوست کو چھت سے پھینک دیا تھا،یاد ہے تمہیں تم نے کیا کیا تھا؟'

انجم نے اس کے بال چھوڑے اور سیدھا کھڑا ہو گیا،اس کا دماغ پھٹنے لگا تھا "اسی تہہ خانے میں تم مجھے جانوروں کے ساتھ بند کر دیا کرتے تھے، چھوٹے چھوٹے معصوم جانور، کتا بلی خرگوش،اور پھر تم مجھے غصہ دلاتے تھے، میرے اندر چھپا جانور باہر لاتے تھے، میں تمہاری تفریح کا ذریعہ بن گیا تھا،جب تک تم مجھ سے بور ہو گئے اور مجھے دودھ میں گری مکھی کی

طرح تم نے اپنی زندگی سے نکال دیا تھا"۔انجم نے پاس پڑا ہنٹر اٹھا کر ارسلان کو مارا تو اس کی چینخ نکل گئی۔پھر وہ ہنٹر کئی بار برسا،اور ارسلان کی چینخ ہر بار نکلی تھی۔

"پھر جب تم نے مجھے پھینک دیا تھا تو کچھ عرصے بعد میری ملاقات تمہارے جیسے ایک اور امیر جانور سے ہوئی تھی،وہ اچھا بننے کا ڈھونگ کرتا رہا"انجم کو سانس چڑھ گیا تھا"اور جب میں اس پر بھروسہ کرنے لگا تو اس نے اپنی سچائی مجھ پر عیاں کر دی،وہ تو بس میرے جسم کا طلب گار تھا،مجھے کسی لو لائف طوائف کی طرح استعمال کر کے پھینکنا چاہتا تھا،مگر جب اس نے مجھے ہاتھ لگایا تھا تب میرا سر ہل گیا تھا۔میں واش روم کا بہانا بنا کر اس کے گھر سے نکل آیا۔مگر اگلی صبح میں نے اسے یہاں بنایا۔نانا کا گھر جو تم لوگوں نے ویران چھوڑا ہوا تھا۔ میرے پاس یہاں کی چابی تھی۔میں اسے مارنا نہیں چاہتا تھا،مگر جو نشہ آور دوا میں نے اسے دی تھی،اس کے زیر اثر اس نے اپنے ماضی کے گناہوں کو قبول کر لیا تھا،وہ چھوٹے بچوں کے ساتھ زیادتی کرتا تھا،اور اپنے گناہوں پر شرمندہ بھی نہیں تھا،وہ دوبارہ ان بچوں کو ہرٹ کرنا چاہتا تھا،تمہارے جیسا تھا وہ ارسلان،تمہارے جیسے امیر اور spoiled لڑکے ہر کسی کو درد پہنچاتے رہتے ہیں رکتے نہیں،نہ شرمندہ ہوتے ہیں،مگر اب بس"وہ پھر ہنٹر چلانے لگا تھا۔ ارسلان کی چینخ اس بڑی حویلی کے تہہ خانے میں جنم لیتیں اور ہی دم توڑ دیتیں۔

****

****

وہ ایک فینسی کیفے تھا۔کاؤنٹر کے سامنے ٹیبل اور کرسیاں پڑی تھیں جن میں سے ایک ٹیبل کے گرد عاصم اور انجم بیٹھے تھے۔انجم کے چہرے پر عاصم کے ساتھ بیٹھے ایک عجیب سا بچپنہ چھا جاتا تھا۔

"آپ نے مجھے یہاں کیوں بلایا ہے ابو؟"انجم نے عاصم سے سوال کیا۔

"ایک سرپرائز ہے"عاصم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا؟"انجم نے پر جوشی سے پوچھا۔

"اسلام علیکم ابو"ایک نسوانی آواز آئی تو انجم نے مڑ کر پیچھے کھڑی عورت کو دیکھا۔وہ آمنہ تھی۔

"وعلیکم السلام آمنہ'عاصم نے آرام اور محبت سے جواب دیا۔

"انسپکٹر صاحبہ"انجم اپنی کرسی سے کھڑا ہوا،اس کا بچپنہ گم ہو چکا تھا"اسلام علیکم"

Clubb of Quality Content

"والسلام انجم" کہتی وہ اپنے باپ کی دائیں طرف بیٹھ گئی۔ عاصم نے انجم کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"ابو انجم یہاں کیا کر رہے ہیں، مجھے لگا آپ-" اس نے آنکھوں آنکھوں میں عاصم کو اشارہ کیا۔ عاصم نے دو دن پہلے آمنہ کو آسیہ کے بارے میں بتایا تھا۔ آمنہ افسردہ ہوئی تھی، مگر اسے آسیہ یاد تک نہیں تھی۔ پھر جب عاصم نے اسے اس کے بھائی کے بارے میں بتایا تو وہ غصے سے آگ بگولا ہو گئی تھی۔ کل رات اس نے فیصلہ کیا تھا کہ وہ اپنے اس بھائی سے ملنا چاہتی تھی۔

"انجم ہی وہ شخص ہے آمنہ جس کے بارے میں ہم نے کل رات فیصلہ کیا تھا" عاصم نے مسکرا کر جواب دیا۔

"نہیں" آمنہ نے انکار کیا۔ وہ پچھلے کچھ دنوں سے رمشہ کے اغوا کے سلسلے میں انجم سے ملتی رہی تھی۔ وہ لڑکا عقلمند تھا، امیر تھا، چارمنگ بھی تھا، مگر وہ ایک اچھا انسان نہیں تھا۔

"ہاں" انجم نے مسکرا کر اس کی بات کی ممانعت کی۔ آمنہ اس کی بہن تھی، اور اب جب کہ آمنہ کو اس کی حقیقت پتہ چل گئی تھی، انجم کو یقین تھا کہ وہ اس سے اچھی طرح بی ہیو کرے گی۔

"ابو کیا آپ ہمیں ایکسکیوز کر سکتے ہیں؟" آمنہ نے عاصم سے کہا تو وہ فکر مندی سے ہی صحیح، مگر وہاں سے اٹھ کر چلا گیا۔

آمنہ نے نظریں انجم پر اٹکائیں۔ ان کی آنکھیں بالکل ایک جیسی تھیں۔

"آپ کی آنکھیں بالکل امی جیسی ہیں" انجم نے آمنہ سے کہا تو بے ساختہ آمنہ کا ہاتھ اپنی آنکھوں کی طرف گیا "میں جانتا ہوں آپ مجھے پسند نہیں کرتیں۔" انجم کی آواز، اس کا لہجہ، حتیٰ کہ اس کی باڈی لینگوئج بھی بدلی ہوئی تھی، یہ وہ بزنس مین نہیں تھا جو تھانے آکر اسے بخش کرتا تھا، یہ تو بس ایک بچہ تھا، ایک بچہ جو اپنی ماں کو یاد کر رہا تھا، جسے محبت اور قبولیت کی تلاش تھی "میں نے خیر ایسا کچھ کیا بھی نہیں کہ آپ مجھے پسند کریں۔ ہاں ایسی حرکتیں ضرور کی ہیں کہ آپ مجھے ناپسند کرنے لگے۔ آمنہ، مگر وہ سب جھوٹ تھا۔ جب میں سکول میں تھا تب میں نے ایک فیصلہ کیا تھا۔ کیونکہ میں پرائیوٹ سکول میں پڑھتا تھا، اور میرے گھر

والے مجھے ہیوی ایموشنل ڈیمج دیتے تھے،اور جب میری وہ دو مختلف زندگیاں آپس میں ٹکراتیں تو میرے اندر باہر تباہی مچ جاتی تھی۔اس لیے میں اپنی سکول لائف اور پرسنل لائف ایک دوسرے سے جدا رکھتا تھا۔یہ اصول کالج لائف،پھر یونی لائف،اور اب میری پروفیشنل لائف میں بھی میں فالو کرتا ہوں۔آپ کے ساتھ جو پچھلے کچھ دنوں سے بحث کر رہا ہے وہ ایک جھوٹ ہے،وہ میری پروفیشنل لائف میں میرا avatar ہے،مجھے موقع دیں،مجھے جانیں،اصلی انجم کو،اس انجم کو نہیں جو ایک بزنس مین ہے،بلکہ وہ انجم جو آپ کا بھائی ہے۔پلیز"

آمنہ لاجواب رہ گئی تھی۔اس نے انجم کی نیلی آنکھیں دیکھیں تو ایک پرانا منظر اس کے سامنے جھلک گیا۔اس کی ماں اس کے بال سہلاتے اسے راپنزل کی کہانیاں سنا رہی تھی۔آمنہ کی آنکھیں بھیگ گئیں۔

"آف کورس انجم"اس نے مسکرا کر کہا تو انجم بھی مسکرا گیا۔

****

****

ڈیڑھ گھنٹے آمنہ سے باتیں کرنے کے بعد وہ اس اے نان نامی Chan4 یوزر سے ملنے گیا تھا۔ ٹیبل نمبر سیٹ تھا۔ دونوں کے پاس ایک دوسرے کے خلاف ثبوت تھے۔ وہ ہوٹل کے اندر داخل ہوا اور ریسپشنسٹ کے ہمراہ اپنے ٹیبل کی طرف گیا۔ وہاں بیٹھے شخص کو دیکھ کر اس کی ٹانگوں تلے زمین نکل گئی۔

"سحر" اس نے اے نان کو آواز دی۔

"انجم" سحر بھی اتنی ہی خیران تھی جتنا انجم تھا۔

****

****

اس ہوٹل کے ٹیبل نمبر 13 کے ارد گرد وہ ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے تھے۔ دونوں کے چہروں پر ایک سکون تھا۔ ایک ہلکی سی مسکراہٹ۔ لڑکی نے سفید رنگ کا بلیزر اور پینٹ پہنی تھی۔ لڑکا نیوی بلیو رنگ کے سوٹ میں تھا۔ ویٹر ان کے پاس گیا تو لڑکے نے اسے واپس جانے کا اشارہ کر دیا۔

"سو" سحر نے بات کا آغاز کیا "آپ ہیں فینس فیس کلر"

"دی ون اینڈ اونلی" انجم نے بغیر کسی ہچکچاہٹ کے اقرار کیا۔ شطرنج کا یہ کھیل وہی جیتنے والا تھا۔

"ارسلان ہمیشہ کہتا تھا تمہارے اندر ایک جانور ہے" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "میں سمجھتی تھی گدھا ہوگا۔ میرے تو وہم و گمان میں نہیں تھا کہ لومڑ چھپا ہوگا تم میں"

"اگر مجھے لومڑ کہہ کر آپ میری بے عزتی کر رہی ہیں تو بہت غلط راستہ چنا ہے آپ نے۔ میں کوئی مولوی نہیں، جسے چال بازی کا الزام اپنی توہین لگے۔ میں لومڑ کا لیبل بڑے فخر سے پہنوں گا"

"ہمم" وہ طنزیہ مسکرائی "جتنی مزے دار ہماری یہ گفتگو ہے انجم، اب چلو اسے ختم کرتے ہیں، مجھے ارسلان چاہیے ورنہ تمہاری بہن کی میں جان لے لوں گی"

"اور آپ کو کیوں لگتا ہے کہ میں رمشہ کے لیے ارسلان کا سودا کروں گا" اس نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"کیونکہ تم نے رمشہ کے لیے اپنی پہچان مجھے بتادی ہے" اس نے کرسی سے ٹیک لگائی، اور ہاتھ باندھے "محبت، حاصل کر کے خونی رشتوں کی محبت، آنکھوں پر پٹی باندھ ہی دیتی ہے انجم "

"اوہ سحر "اس نے شرمندگی سے بھری سانس خارج کی "سحر سحر سحر۔ آپ بھول رہی ہیں کہ محبت کا شکار صرف میں ہی نہیں، آپ بھی ہیں "

"کیا مطلب "وہ ٹیبل پر آگے کو ہوئی۔ کیا انجم کو اس کا راز پتہ چلا گیا تھا؟

"وہ کیا ہے نا کہ آپ کے پیارے ارسلان نے آپ کے راز مجھے بتائیں ہیں" پھر انجم نے ارسلان کی کہیں باتیں سحر کو بتائیں تو سحر کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ انجم کی بات مکمل ہوئی تو سحر کرسی سے کھڑی ہو گئی۔

"ارسلان کے بدلے رمشہ انجم، ورنہ رمشہ بھی مرے گے اور میں تمہیں جیل میں بھی بھیج کر ہی دم لوں گیں" کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔ مگر انجم اس کی دھمکی سے نہیں ڈرا تھا۔ بس مسکراتا اسے جاتا دیکھ رہا تھا۔

****

****

اس بڑی حویلی کے بڑے کمرے میں موت کی رت پھیل رہی تھی۔بٹن دبانے کی آواز آئی،اور روشنی سارے میں پھیل گئی۔بہ مشکل آنکھیں کھولتے ہوئے اسمہ نے دروازے کے سامنے مہمان کو دیکھا۔دھندلا منظر واضح ہوا۔

"انجم "اسمہ کی ٹوٹی پھوٹی آواز نکلی۔

"نانی جان "انجم حیران تھا،پریشان بھی،اسے اب تک اپنی نانی کی حالت کے بارے میں علم نہیں ہوا تھا،اسے پتہ تھا کہ اسمہ کو کینسر ہے،مگر اسے اندازہ نہیں تھا کہ بات اتنی بگڑ گئی تھی "یہ آپ کی کیا حالت ہو گئی ہے "وہ چند دنوں میں گویا سالوں کی مسافت طے کر چکی تھی۔اسمہ کا بوڑھا وجود کئی تاروں اور مشینوں سے منسلک تھا،جو ان کے کمرے میں کچھ دن پہلے لائی گئی تھیں۔

"بس بچے موت دروازے پر دستک دینے لگی ہے،اور خدا مجھے میری زندگی کے گناہوں کی سزا دے رہا ہے"

"ایسا تو نہ کہیں نانی جان" وہ ان کے سرہانے بیٹھ گیا۔ "آپ ہسپتال چلیں۔ بلکہ میں ابھی ٹکٹ بک کرواتا ہوں، ہم یورپ-"

"بس انجم" انھوں نے بہ مشکل بولنا شروع کیا "اب بھاگنے دوڑنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ پلیز خود کو تنگ مت کرو۔ اور میری بات سنو"

"جی نانی جان"

"میں چاہتی ہوں کہ تم میری کمپنی کا خوب خیال رکھو" اسمہ بہ مشکل کہہ رہی تھی "وعدہ کرو انجم"

"آف کورس نانی ماں، میں وعدہ کرتا ہوں" انجم نے اپنی نانی سے وعدہ کیا۔

"ایک اور بات ہے انجم" اسمہ کا لہجہ بدلا۔

"وہ کیا؟" وہ خیران ہوا۔

"ارسلان کو مار دیا تم نے؟"

"کیا؟" انجم کھڑا ہو گیا تو اسمہ نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

"کوئی بات نہیں انجم "اس کی آواز پختہ ہو گئی تھی "مجھے تمہاری حقیقت کافی عرصے سے معلوم ہے۔ "انجم واپس بیٹھ گیا "مجھے معلوم تھا کہ ارسلان تمہیں ہمارے گاؤں والے گھر کے تہہ خانے میں بند کر کے ایک خونی کھیل کھیلتا تھا۔ میرے کہنے پر ہی اس نے یہ سب کرنا چھوڑا تھا "انجم کا دل گویا بند ہو گیا تھا "تمہارے چہرے پر یہ جو سایہ آتا ہے، اس سے میں بخوبی واقف ہوں انجم، تمہارے نانا کے چہرے پر بھی یہ سایہ آیا کرتا تھا، انھیں بھی ـــــ بہر حال ماضی کو ماضی میں ہی رہنے دیں تو اچھا ہے۔ جب مجھے کینسر کا پتہ چلا تھا تو میں تمہاری ماں کو واپس اس کمپنی میں بلانے گئی تھی، مگر اس نے انکار کر دیا۔ پر اس دن مجھے تمہاری قابلیت کا پتہ چلا تھا۔ تم فری لانسنگ کر رہے تھے اور اس میں اچھے بھی تھے۔ تب میں نے فیصلہ کیا تھا تمہیں یہ کمپنی سونپنے کا۔ مگر مجھے تمہاری حقیقت بھی پتہ تھی۔ تو میں نے ہاشم کو تمہاری جاسوسی پر لگایا تھا۔ اور مجھے تمہارے شوق کا پتہ چلا تھا۔ وہ سارے لڑکے ارسلان جیسے تھے۔ اور جب کہ تم نے ارسلان کو اغوا کر لیا ہے۔"

"تو آپ کو لگتا ہے کہ اسے مارنے کے بعد میں صحیح ہو جاؤں گا"

انجم کی بات سن کر اسمہ کی ہنسی چھوٹ گئی۔ وہ اس قدر زور سے ہنسی کہ کھانسنے لگ پڑی۔

پھر خود کو نارمل کر کے بولی۔

"نہیں انجم۔ تم کبھی ٹھیک نہیں گے۔" انجم کے دل پر گویا چھریاں چل گئی ہوں "اب تک تمہیں لگتا تھا کہ تم خدا کا کام کر رہے تھے۔ ارسلان جیسے ظالم اور گناہگار لڑکوں کو مار کر۔" اسمہ مسکرائی "مگر ایسا نہیں تھا انجم۔ تم ایک جانور ہو۔ ایک ظالم بے حس جانور۔"

"ایسا نہیں ہے نانی ماں۔ وہ لوگ موت ڈیزرو کرتے تھے" انجم نے اپنا دفاع کیا۔

"انجم۔ کوئی انسان موت ڈیزرو نہیں کرتا، سوائے اس کے جسے لگتا ہو کہ انسان موت ڈیزرو کرتے ہیں، اور وہ انسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دے"

انجم کچھ نہ بولا۔ وہ کیا بولتا؟ اس کی نانی ماں نے اسے پھانسی کی سزا سنائی تھی۔ مگر اس نے کچھ غلط نہیں کیا تھا۔ وہ سارے موت ڈیزرو کرتے تھے۔

"مگر میں کون ہوتی فیصلہ سنانے والی۔ خدا جانتا ہے کہ کتنے ہی بے گناہ، بے قصور میری وجہ سے بلواسطہ یا بلاواسطہ موت کی گھاٹ چڑھے ہیں۔" اس نے ایک گہری سانس لی۔ ماضی کے گناہ اس کے چہرے پر تکلیف کے تاثرات بن کر ابھرے "انجم میں نے تمہیں

یہاں الزام تراشی کے لیے نہیں بلایا۔ بلکہ میں نے تمہیں یہاں فکس کرنے کے لیے بلایا ہے۔ تمہیں انسان سے شیطان تک کے اس سفر کی منزل تک پہنچانے کے لیے بلایا ہے"

"مطلب؟"

"مطلب یہ کہ اگر تم یہاں مجھے مارے بغیر گئے تو میں وکیل کو کال کر کے ساری جائیداد تمہارے بھائی رامش کے نام کر دوں گی"

"کیا؟" انجم کو کچھ سمجھ نہ آئی۔

"یہ عمل تمہاری انسانیت کے آخری حصے کو مار دے گا۔ تمہیں ایک بے رحم جانور بنا دے گا۔ تم ارسلان جیسے لوگوں کو صرف اس لیے مارتے ہو کیونکہ تم اپنا جانور ہونا تسلیم نہیں کر سکتے۔ کبھی کبھی انسان سے شیطان تک کے سفر کو مکمل کرنے کے لیے انسان کو دھکے دے دے کر منزل تک پہنچانا پڑتا ہے۔ تمہارا یہ عمل مکمل خودغرضی پر مبنی ہوگا، کوئی justification نہیں ہوگی تمہارے پاس"

"مگر۔" انجم کا دل بند ہو رہا تھا۔ وہ کیا کرے؟ کیا وہ ایک بوڑھی عورت کو مار سکتا؟ وہ بھی اس بوڑھی عورت کو جس نے اس کی زندگی بدل کر رکھ دی تھی۔ سوچوں کا بھنور اس کے

دماغ میں اڑنے لگا، تباہی اپنے عروج کو پہنچی، اور پھر رک گئی۔ سوچیں خاموش ہو گئیں۔ انجم کے چہرے پر وہ سایہ آیا، پھر غائب ہو گیا۔ مگر دماغ میں تباہی دوبارہ نہ مچی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا۔

انجم نے اپنی نانی کی مشینیں بند کیں تاکہ کسی کو پتہ نہ چل جائے۔ پاس پڑا تکیہ اٹھایا اور اسمہ کے منہ پر رکھا۔ اسمہ کا دم گھٹنے لگا، اندھیرے میں ایک عجیب ساڈر اس کے جسم پر طاری ہو گیا تھا، آخری لمحات میں بوڑھے ہاتھوں نے انجم کو ہٹانے کی کوشش کی مگر بے سود۔ چند لمحات بعد اسمہ چنگیز عالم اس دنیا سے جا چکی تھی۔

انجم باہر نکلا تو اس میں کچھ بدل سا گیا تھا۔ اس نے

ملازموں کو نصیحت کی کہ اس کی نانی کو رات کے کھانے تک نہ چھیڑا جائے۔ وہ آرام کرنا چاہتی تھیں۔

****

****

Clubb of Quality Content

اس تہہ خانے میں چھایا اندھیرا بٹن کی آواز کے ساتھ گم ہو گیا تھا۔ درد کی شدت کے باعث نیم بے ہوشی کی حالت میں بیٹھے ارسلان پر ٹھنڈا پانی پڑا تو وہ جھپٹ کر بیدار ہوا۔ سامنے انجم کھڑا تھا۔ اس میں کچھ مختلف تھا۔ وہ سایہ انجم کے چہرے پر ہو کر بھی نہیں تھا۔ کیا انجم نے اس سائے کو قابو کرنا سیکھ لیا تھا؟

"کیسے ہو ارسلان؟ 'سوال پوچھتے ہوئے انجم نے ارسلان کے منہ سے پٹی ہٹائی۔

ارسلان نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"آج میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں" ارسلان کے سامنے پڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انجم بولا "میں چاہتا ہوں کہ تم اپنے کیے کی معافی مانگو"

ارسلان خیران ہوا۔ کیا انجم اسے معاف کرنا چاہتا تھا؟

"آئی ایم سوری انجم" ارسلان نے بہ مشکل کہا۔

"ہمم، مگر کس لیے؟"

"تمہیں یہاں قید کرنے کے لیے؟ تمہیں ایک کھلونے کی طرح استعمال کرنے کے لیے۔ اور سب سے بڑھ کر اس لیے کہ جب ہم دوست تھے تو میں اپنی دولت کے باعث

تمہیں اپنے ملازم کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔آئی ایم سو سوری انجم "ارسلان کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے

انجم نے ایک گہرا سانس لیا۔اس کے دل تک خوشی اتری تھی۔

"اب یہ کوئی مشکل کام تھا بھلا"

انجم مسکرایا۔اس مسکراہٹ کی وحشت اتنی تھی کہ ایک سرد لہر ارسلان کی ریڑھ ہڈی میں دوڑ گئی۔

****

****

(ماضی)

یہ تب کی بات ہے جب ہانیہ اور ہارون کی ننی سائرہ کو مرے دو سال گزر گئے۔اس زمانے میں ہارون کا ڈپریشن اپنے عروج کو پہنچنے لگا تھا۔سائرہ کے ساتھ جو ہوا تھا وہ ہارون کے دماغ پر ہر وقت حاوی رہتا تھا۔ان دنوں اس کی دوستی ایک شہریار سے ہوئی تھی۔شہریار سانولے رنگ،عام نقوش اور ہری آنکھوں والا لڑکا تھا۔وہ ہس مکھ تھا۔وہ اکثر ہارون کو

زندگی گزارنے پر مجبور کرتا۔ کبھی کالج کی غیر نصابی سرگرمیوں میں حصہ لے کر، تو کبھی ٹرپس وغیرہ پر جا کر۔ یوں آہستہ آہستہ ہارون کا ڈپریشن ختم ہونے لگا تھا۔

مگر دنیا وہ ظالم جگہ ہے جہاں سردی گرمی میں، بہار خزاں میں اور خوشیاں غم میں بدل ہی جاتی ہیں۔ بارہویں جماعت کے بعد ہوئی چھٹیوں میں ہارون اور شہریار نے مری کی ایک ٹرپ پلان کی تھی۔ مگر عین موقع پر ہارون کا دل بدل گیا تھا۔ اس کا ڈپریشن ان دنوں اس پر حاوی ہو جاتا تھا۔ اور اکثر اس سے ایسے فیصلے کروالیتا تھا۔ ہارون کی بدقسمتی تھی کہ اس ٹرپ پر شہریار کا ایکسیڈیڈ ہوا تھا۔ اور موت کا درندہ اسے نگل گیا تھا۔

ہارون کا ڈپریشن، جس کا عروج زوال میں بدل گیا تھا، شہریار کی موت کے بعد ہارون پر مکمل غالب آ گیا تھا۔ پھر کچھ مہینے ہارون نے اپنے کمرے میں ہی گزارے تھے۔ دنیا کا سامنا کرنے کی اس میں ہمت نہیں تھی۔ اور وہ امیر تھا، یوں ساری زندگی اپنے کمرے میں گزارنا افورڈ کر سکتا تھا۔ پھر ایک دن ہانیہ اسے زبردستی اپنے ساتھ یونی لے کر آئی تھی۔

"یار ایک سرپرائز ہے، کم آن" ہارون جانا نہیں چاہتا تھا مگر ہانیہ کی ضد کے آگے ہار مان گیا۔ اور وہاں اس نے اسے پہلی بار دیکھا تھا۔ وہ جس کی آنکھیں نیلی تھیں، مگر باقی سب

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

شہریار جیسا تھا۔انجم علی خان،ہارون کے مرحوم دوست کی ڈٹو کاپی تھا۔انجم کی پرسنالٹی شہریار سے بالکل مختلف تھی۔ مگر ہارون کو فرق نہیں پڑتا تھا۔انجم اس کی زندگی میں دوسرے موقع کی مانند تھا۔اور زندگی دوسرے موقع بہت کم دیا کرتی ہے۔سو ہارون نے اپنا آپ بدلنے کا عہد کر لیا تھا۔یوں ہارون جلال اکبر اپنے ڈپریشن سے باہر نکلا تھا۔ہارون نے عہد کیا تھا کہ اب چاہے جو بھی ہو جائے وہ کبھی بھی انجم علی خان کو اپنے آپ سے دور نہیں ہونے دے گا،چاہے پھر اسے اپنا آپ قربان ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

****

****

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

(حال)

وہ دونوں کیفے میں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔آج کا لنچ انجم کی طرف سے تھا۔لنچ ہو چکا تو ہارون نے انجم ہو مخاطب کیا۔

"آج بڑی بات ہے،مسٹر انجم نے دوپہر کے وقت ہمارے لیے ٹائم نکالا ہے۔وگرنہ جب سے تم اپنے ماموں کی کمپنی میں کام کرنے لگے ہو رات کو ہی نظر آتے ہو۔"

"نانا کی" انجم نے اس کی تصحیح کی۔

"وہی نا" ہارون نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"ہارون" انجم کا لہجہ سنجیدہ ہوا "تم میری زندگی میں بہت اہم ہو۔" ہارون کو سمجھ نہ آئی کہ انجم یہ بات کیوں کرنے لگا تھا "تم ایک ایسے دوست ہو جس کا ذکر پرانے زمانے کے ناولز میں ہوتا تھا، وفادار، حد سے زیادہ وفادار۔ میری زندگی ہمیشہ ایک مشکل رہی ہے۔ ایک ایسی مشکل جسے برداشت کرنا ہر گزرتے لمحے کے ساتھ کٹھن ہوتا رہا ہے۔ مگر تم، تم اس عذابِ مستقل میں ایک مسرتِ مستقل رہے ہو۔ ایک مسلسل اور مستقل خوشی۔ سکون کا ایک ذریعہ۔"

"انجم وہ سب تو ٹھیک ہے۔ اور مجھے میری تعریف اچھی بھی لگ رہی ہے" اس نے اپنا کالر سیدھا کیا، پھر سنجیدہ ہو کر بولا "مگر سب ٹھیک تو ہے نا؟"

"ہاں سب ٹھیک ہے۔ میں بس تمہیں بتانا چاہتا تھا کہ تم میرے لیے کتنے اہم ہو۔ اور چاہے کچھ بھی ہو جائے میں ہمیشہ تمہیں اہم رکھوں گا"

"اور میں تمہیں" ہارون نے مسکرا کر کہا۔وہ مسکراہٹ انجم کے دل پر گرم سیسے کی طرح اتری۔ مگر وہ جو کرنے جا رہا تھا وہ ضروری تھا۔کچھ دیر وہ دونوں باتیں کرتے رہے۔

پھر ہارون اٹھ کر چلا گیا۔انجم نے اپنا فون نکالا۔اس نے سحر کی اے نان والی آئی ڈی ہیک کر لی تھی۔اس آئی ڈی سے اس نے آمنہ کو میسج کیا۔ایک افسردہ سی مسکراہٹ انجم کے چہرے پر آئی، پھر غائب ہو گئی۔اب وہاں صرف سپاٹ پن تھا۔

****

****

ہارون سے ملنے کے بعد وہ سحر سے ملنے گیا تھا۔اسی ہوٹل میں، ٹیبل نمبر 13 پر وہ دونوں آج پھر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے تھے۔

"تو ہماری کل کی ملاقات کے بارے میں کیا سوچا انجم؟" سحر نے سوال کیا۔

"سوچا تو بہت میں نے" انجم کے ذہن میں ایک منظر ابھرا، وہ ہسپتال میں تھا اور آسیہ ایک بچی کو سینے سے لگائے ہوئی تھی، انجم نے اتنی پیاری بچی پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی "اتنا سوچا کہ جتنا سوچا جا سکتا تھا۔"

"لطیفے چھوڑو اور مدعے پر آؤ" سحر تنگ آئی تھی۔اس کا راز انجم کو پتہ نہیں ہونا چاہیے۔

"سحر تمہیں پتہ ہے میری زندگی کس قدر عذاب رہی ہے" دو سال کی رمشہ کسی گڈے کی طرح بھاگتی اس کی ٹانگوں سے لگ گئی تھی،وہ جب سکول سے واپس آتا تھا رمشہ یوں ہی اس کی ٹانگوں سے لگا کرتی تھی،" کتنی بار تمہارے جیسے امیر لوگوں نے مجھ سے میری خوشیاں چھینیں،مجھے جتایا کہ میں کسی قابل نہیں ہوں" رمشہ انجم کو بتا رہی تھی کہ اسے یوٹیوب پر فینس ہونا تھا،اور اگلی صبح انجم اس کے لیے فون لے آیا تھا،ان پیسوں سے جو اس نے قطرہ قطرہ کر کے جمع کیے تھے" مگر اب میں تمہیں اپنے فیصلے بدلنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔"(آئی ایم سوری رمشہ،انجم نے دل ہی دل میں سوچا)"ارسلان مر چکا ہے۔"

"واٹ؟"سحر کے پیروں تلے زمین نکل گئی

"کچھ دیر پہلے میں اس سے ملنے گیا تھا۔اسے میں نے ایک زہر کا انجیکشن لگایا ہے۔وہ پچھلے تین چار گھنٹوں سے تڑپ رہا تھا،اور اب اپنی آخری سانسوں پر پہنچ چکا ہو گا۔"

سحر کھڑی ہو گئی"تم پچھتاؤ گے انجم" کہتی وہ وہاں سے چلی گئی۔انجم نے ویٹر کو اشارہ کیا اور کافی کا ایک بڑا کپ لانے کو کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

پانچ منٹ گزرے اور انجم کو ایک لنک میسج میں آئی۔ کانپتے ہاتھوں سے اس نے وہ لنک کھولی۔ وہ رمشہ تھی، جس کے منہ پر ایک پلاسٹک بیگ باندھا گیا تھا۔ وہ تڑپ رہی تھی۔ اور کچھ لمحوں بعد مر گئی تھی۔ رمشہ کی موت کے ساتھ انجم کی انسانیت کا آخری حصہ آنسو کی شکل میں بہہ گیا تھا۔

****

****

اگلی صبح انجم شیشے کے آگے کھڑا اپنی نانی کے جنازے پر جانے کو تیار ہو رہا تھا۔ شیشے میں کھڑا اس کا عکس اسے دیکھ رہا تھا۔ کالی پینٹ، پر سفید شرٹ اور کالا کوٹ۔ گلے میں کالی ٹائی جسے وہ ہاتھوں سے صحیح کر رہا تھا۔ چہرا دھلا ہوا، اور بال سیٹ۔ ارسلان کی موت کے ساتھ اس کا غصہ بھی مر گیا تھا۔ وہ اپنے آپ کو ٹائی ٹھیک کرتے دیکھ رہا تھا۔ دماغ میں مستقبل کے منصوبے بن رہے تھے اور Laurie Anderson کا Borne, never Asked، میوزک چل رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

****

****

(میرا نام انجم چنگیز عالم ہے۔ میں ایک عام سے گھرانے میں پیدا ہوا تھا۔ میرے پاس کچھ نہیں تھا۔ پیسے، رشتے، باپ کا پیار، مستقبل کا وعدہ کچھ بھی نہیں۔ مگر میرے پاس امید تھی، آگے بڑھنے کی، ایک بہتر زندگی کی۔ اور میں اس امید کے پیچھے بھاگنا چاہتا تھا۔ اور بہت کم لوگ ہیں جو جانتے ہیں کہ امید کتنی خطرناک ہو سکتی ہے، کتنی ڈھیڈ ہو سکتی ہے)

اسمہ چنگیز عالم کی موت کا الزام کینسر کو ملا تھا۔ ان کی لاش قبر میں اتر رہی تھی جب ان کے نواسے اور بیٹے کو پولیس کی کال آئی تھی۔ ارسلان اور رمشہ کی لاش موصول ہو گئی تھی۔ اس خاندان پر پہاڑ ٹوٹ پڑے تھے۔ ایک مہینے میں چار لوگوں کی موت، اور دو لوگوں کا قتل۔ لوگ انھیں رحم کی نظر سے دیکھتے، اگر ان کے پاس دریائے سندھ کے جتنا پیسہ نہ ہوتا تو۔

(میں نے اپنا آپ سکریچ سے بنایا ہے۔ بالکل زیرو سے۔ مجھے مدد ملی، میری ماں کی، میری نانی کی، میرے بیسٹ فرینڈ ہارون اور میری محبت ہانیہ کی، مگر میری کامیابی کا ذمہ صرف

میرے سر ہے۔ خدا جانتا ہے کہ اس کامیابی کو پانے کے لیے میں نے کتنی قربانیاں دی ہیں، کتنی حدیں پار کی ہیں")

آمنہ اس بار دس افسروں کے ساتھ فیس کلر کے ایڈریس پر پہنچی تھی۔ یہ ایڈریس اسے اے نان کے میسج سے ملا تھا۔ اس میسج میں فیس کلر کی بند ہو چکی ویب سائٹ کو ٹریس کرنے کی ہدایات تھیں۔ آمنہ نے اشارہ کیا اور پولیس آفیسر نے دروازہ توڑا۔ آفیسرز بھاگتے ہوئے اپارٹمنٹ کے اندر داخل ہوئے۔ بیڈروم میں وہ دونوں بیٹھے تھے۔ آمنہ نے ایک معذرت بھری نظر ہانیہ پر ڈالی اور پھر ہارون کو گرفتار کر لیا۔ ہانیہ اسے بچانے کو بھاگی مگر کوئی چیز اس کے دماغ پر حاوی آگئی۔ اور وہ چکرا کر گر گئی۔

(مگر میں سمجھتا ہوں کہ وہ ساری قربانیاں ضروری تھیں، اس مقام پر آنے کے لیے جہاں میں آج پہنچا ہوں۔ خدا جانتا ہے کہ اس مقام پر آکر بھی مجھے دنیا کی ہر نعمت نہیں مل گئی۔ بلکہ آج بھی مجھے ان لوگوں سے ڈیلز کرنی پڑتی ہیں جو مجھے انتہا کے ناپسند ہیں۔ مگر اب اس دنیا کا اصول ہی یہ ہے، ان لوگوں سے ڈیلز جن سے آپ کو سخت نفرت ہو")

انجم ایک بار پھر سحر کے سامنے بیٹھا تھا۔

"جو ہوا سو ہو گیا سحر، چلو ڈیل کرتے ہیں" انجم نے مسکرا کر اسے مخاطب کیا۔

"کیا؟ پاگل ہو گئے ہو؟" سحر خیران ہوئی۔

"میں نے تم سے ارسلان چھینا، تم نے مجھ سے رمشہ، حساب برابر"

"تم جانتے ہو ارسلان کی میرے نزدیک کیا اہمیت تھی" وہ دباد باغرائی۔

"ڈونٹ وری ارسلان کے بدلے تم میرا بھائی استعمال کر لینا اب۔" انجم نے رامش کی تصویر اسے دکھائی" اور اب بار کرتے ہیں اس ڈیل کا، مجھے یقین ہے کہ میں اور تم میرے نانا کی کمپنی کو آسمان کی اونچائیوں تک لے کر جا سکتے ہیں" سحر سوچ میں پڑ گئی۔ پھر مسکرائی۔

"سائیکو پیتھ کے ساتھ ڈیلز۔ مزا بڑا آئے گا۔ اس نے مسکرا کر ہاتھ مصاحفے کو بڑھایا۔

(مگر خیر ہے۔ ان ڈیلز کے بدلے اگر میں اپنے محبوب لوگوں کے ساتھ خوش رہ سکتا ہوں۔ ایک پیاری اور قابلِ رشک زندگی گزار سکتا ہوں تو مجھے یہ ڈیلز منظور ہیں۔)

پولیس کو رمشہ کا قتل مل گیا تھا۔ ارسلان کا باپ ارحم۔ اور جب پولیس ارحم کو گرفتار کیے لے کر جا رہی تھی۔ انجم ہسپتال میں بھاگتا ہانیہ کے کمرے میں جا رہا تھا۔ وہ وہاں پہنچا تو بستر کے ہتھ سے ٹیک لگائے ہانیہ بیٹھی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"ہانیہ آئی ایم سوسوری، ہارون کے ساتھ جو ہوا——"

"ہوا نہیں انجم جو تم نے کیا" اس نے سپاٹ لہجے میں انجم سے کہا۔ ہانیہ کے انداز میں کچھ ایسا تھا کہ انجم وہی ساکت ہو گیا۔ وہ سنجیدہ تھی۔ بالکل سنجیدہ۔ گویا اس کے اندر کی بچی مر گئی ہو "مگر فکر مت کرو میں کسی کو کچھ نہیں بتاؤں گی" وہ بستر سے نیچے اتری۔

"ہانیہ" وہ کچھ کہنے لگا مگر ہمت ہی نہ ہوئی۔

"چلو۔" ہانیہ اس کے مقابل کھڑی ہو کر بولی۔

"کہاں؟"

"عدالت میں۔"

"کیوں؟" انجم خیران ہوا۔

"نکاح کرنے" ہانیہ کی آنکھ سے آنسو گرا، مگر تاثرات نہ بدلے۔

"مگر۔ کیا؟" انجم کو کچھ سمجھ نہیں آیا تھا۔

Clubb of Quality Content

"میں پریگنینٹ ہوا انجم" ہانیہ نے وہ الفاظ ادا کیے تو انجم کو سب سمجھ آ گیا۔ ساری پہیلیاں حل ہو گئی تھیں۔

****

****

(اٹھارہ سال بعد)

وہ ہمیشہ کی طرح ایک مسکراہٹ کے ساتھ اٹھا تھا۔ اس کا نام احمر تھا۔ اس کا رنگ سفید اور نقوش نسوانی تھے۔ جسم پتلا تیلے جیسا۔ بال بڑے اور حسین۔ اسے گھنٹا لگا نہا کر تیار ہونے میں۔ پھر وہ اپنے کمرے سے نکلا اور کھانے کے لیے میز پر آ کر بیٹھ گیا۔ اس گھر میں کھانا اپنے مقررہ وقت پر کھایا جاتا تھا۔

"السلام علیکم" اس کی پھپھو اپنے اکلوتے بھتیجے کے ساتھ آ کر بیٹھیں۔ آئی جی پنجاب مس آمنہ اپنے یونی فارم میں کام پر جانے کو تیار تھیں۔

"والسلام آئی جی صاحبہ" احمر نے اپنی پھپھو کو مسکر کر جواب دیا۔

"پاپا کب واپس آ رہے ہیں؟ کچھ پتہ چلا آپ کو؟" ارحم نے سوال کیا۔

"کیوں آپ تنگ آ گئے ہو کیا کمپنی کے معاملات دیکھتے دیکھتے" پیچھے سے اس کی ماں آواز آئی۔ہانیہ نے ڈیزائنر ساڑھی اور ہلکی جیولری پہنی ہوئی تھی۔احمر کی ماں دنیا کی سب سے زیادہ سیریس عورت تھیں۔آج تک احمر نے انھیں ہنستے نہیں دیکھا تھا۔

"نہیں امی" اس نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا "بس ابو کی یاد آ رہی ہے"

"فکر نہ کرو وہ واپس آ جائیں گے" ہانیہ نے کرسی پر بیٹھتے کہا "وہ ہمیشہ واپس آ جاتے ہیں۔" ہانیہ کے چہرے پر لمحے بھر کو تکلیف ابھری پھر غائب ہو گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

آخری باب: درنیئر دانس

"درنیئر دانس(Darnière Dance)"انجم نے اس سفید رنگ کے صوفے پر بیٹھے اپنے تھراپسٹ سے کہا۔

"درنیئر دانس؟"اس کے مقابل رکھی کرسی پر بیٹھے ڈاکٹر انس نے خیران انداز میں اپنے سامنے بیٹھے چالیس سال کے مرد کو دیکھتے سوال کیا۔ جس کے بال سیٹ تھے، نیوی بلیو رنگ کے تھری پیس سوٹ کی قیمت ہزاروں ڈالرز میں تھی،اور جس کی ادا کسی سلطنت کے جانشین جیسی تھی۔

"درنیئر دانس"انجم دونوں الفاظ پر زور ڈالتا بولا "یعنی آخری رقص۔ فرانسیسی گلوگار اندیلا(indila)کا سب سے مشہور گانا"اس نے آنکھیں بند کیں اور اس گانے کی یاد میں مدہوش ہو گیا۔

کچھ لمحے گزرے تو ڈاکٹر نے کھنکھار کر اسے واپس اصل دنیا میں بلایا۔انجم نے آنکھیں کھولی، تو سامنے پچاس سال کے سیاہ فام ڈاکٹر کو دیکھا۔ جس کی ماں پاکستانی اور باپ امریکی تھا۔انجم کے زیادہ تر دن امریکہ میں ہی گزرتے تھے اور جب کبھی وہ امریکہ آتا ڈاکٹر انس

کے پاس ضرور آتا تھا۔"آئی ایم سوری ڈاکٹر، مگر انسان ہوں، موسیقی کے اثر میں مدہوش ہو جاتا ہوں"

"کوئی بات نہیں"انس مسکرایا"مگر ہمارے سیشن میں اس گانے کا ذکر کیوں؟"اس نے آنکھیں انجم پر ٹکا دیں۔

"اس گانے میں اندیلا اپنی suffering سے محاطب ہے، وہ آخری رقص کرنا چاہتی ہے اس کے ساتھ، مگر کر نہیں پاتی، پورے پیرس میں ہر جگہ بس اس کی سفر نگ ہے، ہر جگہ سے اس کا درد آتا ہے"انجم ایکسائٹڈ ہو گیا تھا۔

"اور کیا تمہاری زندگی بھی ایسی ہی ہے انجم؟"انس نے تجسس سے اسے دیکھا"درد اور سفر نگ سے بھری ہوئی؟"

"ہاں"اس نے بنہ سوچے جواب دیا"مگر جیسا اندیلا نے کہا بغیر اس درد کے زندگی کا کیا فائدہ، اگر درد نہ ہو تو مجھے لگا کہ میں مر چکا ہوں"

"اور تمہیں کیا لگتا ہے اس درد کی کیا وجہ ہے؟گلٹ اں سارے قتلوں کے لیے جو تم نے کیے؟"انجم نے انس کے سامنے اپنے فیس کلر ہونے کا اعتراف کر دیا تھا۔ تھراپسٹ اپنے

مریض کے جرائم پولیس کو نہیں بتا سکتے شرطیہ کہ وہ مریض کسی اور کو تکلیف پہنچانے والا ہو۔

"نہیں۔مجھے ان کا کوئی گلہ نہیں انس" انجم نے مسکرا کر کہا۔پھر آنکھیں بند کیں، کچھ الفاظ اتنے سخت ہوتے ہیں کہ ادا کرو تو آنکھیں جل جاتی ہیں "گلہ تو مجھے بس ہانیہ کا ہے" اس کی آنکھوں سے گرتا آنسو وہیں رک گیا۔گھڑی کی سوئیاں پیچھے کو گھومنے لگیں۔ماضی کی یادیں اس پر حاوی پر رہی تھیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی: اٹھارہ سال پہلے)

انجم بھاگتا ہسپتال آیا تھا۔ہانیہ بے ہوش ہو گئی تھی۔کیا ہارون کا صدمہ اتنا بڑا تھا؟ مگر جب وہ وہاں پہنچا تھا تو خیر ان ہو گیا تھا۔ہانیہ کا لہجہ بدل گیا تھا۔وہ اداس تھی نہ خوش۔اسے غصہ تھا نہ سکون۔وہ بس سنجیدہ تھا۔سپاٹ اور سنجیدہ۔ہانیہ نے نکاح کا حکم صادر کیا۔پھر بچے کی خبر

سنائی تو انجم کو سب سمجھ آیا تھا۔ وہ حاملہ تھی اور اپنے بچے کے باپ کو سلاخوں کے پیچھے نہیں دیکھ سکتی تھی۔ مگر اس کی قیمت ہارون کا سلاخوں پیچھے رہنا تھا۔ وہ پھنس گئی تھی۔

شادی کے بعد وہ انجم کے ساتھ اپارٹمنٹ میں نہ گئی۔ بڑے گھر کی فرمائش کی گئی۔ انجم نے اپنی نانی کا گھر وراثت میں پایا تھا۔ وہ وہاں شفٹ ہو گئے۔ دو ماہ یوں ہی خاموشی کی نظر ہو گئے۔ وہ کچھ بولتی نہیں تھی۔ اٹھتی، کھاتی سو جاتی۔ وہ زندہ لاش بن گئی تھی۔ اور پھر انجم کے صبر کا باندھ ٹوٹ گیا تھا

"ہانیہ ہم یوں خاموشی میں زندگی نہیں گزار سکتے" اس رات ڈائننگ ٹیبل پر بیٹھے انجم نے اس سے کہا تھا۔

ہانیہ نے کوئی جواب نہیں دیا۔

"ہانیہ، آج نہیں تو کل تمہیں بولنا پڑے گا، ہم نے زندگی ساتھ گزارنی ہے، ایک بچہ پالنا ہے ساتھ، یوں خاموشی کے حصار میں ہم زندگی نہیں گزار سکتے۔ اس بچے کا سوچو، اس کی نفسیات تباہ ہو جائے گی اس طرح"

ہانیہ کچھ نہ بولی

Clubb of Quality Content

"ہانیہ" انجم چلا اٹھا

"کیا ہے" اس کی خاموشی کا باندھ ٹوٹا تو آواز اتنی اونچی تھی کہ انجم کانپ اٹھا" کیا ہے، کیا ہے، کیا ہے" اس کی آنکھوں سے بالآخر آنسو ٹپکنے لگے تھے" تم نے مجھ سے بدلنے کا وعدہ کیا تھا انجم، تم نے وعدہ کیا تھا کہ تم مزید کسی کو چوٹ نہیں پہنچاؤ گے، تو پھر یہ کیا کیا تم نے؟ کیوں کیا؟ کیوں ہارون کو جیل میں بھیج دیا، اس جرم کے لیے جو تم نے سرزد کیا ہے۔ کیوں؟"

"ہانیہ۔" مگر انجم کے پاس اس کیوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

"میں تم سے نفرت کرتی ہو انجم۔" انجم کا دل ٹوٹ گیا" ساری زندگی کرتی رہوں گی۔ میرا رویہ، میرے الفاظ، میرا لہجہ، اور میرے دل میں بنا میرے بچپنے کا قبرستان ساری زندگی تمہیں میری نفرت کی یاد دلاتا رہے گا، اور تم ساری زندگی اپنے ڈیڈی ایشوز کی وجہ سے اپنے بچے کے لیے یہ سزا برداشت کرتے رہو گے۔" وہ کھڑی ہوئی" نفرت انجم، صرف نفرت" کہتی وہ اپنے کمرے کی طرف چلی گئی۔

اس دن کے بعد سے ہانیہ نے بولنا شروع کر دیا تھا۔ مگر وہ ایک spoiled پاپا کی پری بن گئی تھی۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ وہ کھڑوس بنتی گئی۔ احمر کے ساتھ اس کا رویہ تھوڑا

سانز م ہوتا تھا، مگر باقی دنیا اس کے سامنے سانس لینے کو بھی ڈرتی تھی۔اور انجم ہانیہ کو یوں دیکھ کر اندر سے مرتا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

"اس نے اپنا وعدہ پورا کیا ڈاکٹر" روہانسی آواز میں انجم، انس کو بتا رہا تھا "اس نے مجھے عمر بھر کی سزا دی ہے۔ایسی سزا جس سے آزادی میرے سامنے ہے، مگر میں اس آزادی کو حاصل نہیں کر سکتا، یوں لگتا ہے جیسے میں اپنے چائلڈ ہوڈ گھر میں واپس آگیا ہوں، تب بھی میں جب چاہتا بھاگ سکتا تھا، مگر تب میں اپنی ماں کو نہیں چھوڑ سکتا تھا اور اب، اب میں اپنے بیٹے کو نہیں چھوڑ سکتا"

"ہارون کیوں؟" ڈاکٹر انس نے سوال کیا۔

"مطلب؟" انجم کنفیوز ہوا۔

"ہارون پر تم نے الزام کیوں لگایا تھا فیس کلر ہونے کا؟"

"پتہ نہیں ڈاکٹر" انجم کو حقیقتاً نہیں پتہ تھا۔

"مجھے لگتا ہے تم اپنے آپ کو سزا دینا چاہتے تھے۔" ڈاکٹر انس نے تکہ لگایا، نفسیات یہی تو ہے، تکے لگانا" جیسے تمہاری ماں نے خود کو دی تھی، ریحان کے ساتھ رہ کر۔ تم جیل میں نہیں جا سکتے تھے، مگر آزادی تمہیں گوارا نہ تھی۔ تو تم نے اس شخص کو پھنسایا جس کی قید تمہیں ہمیشہ کے لیے ایک نفسیاتی زندان میں قید کر دیتی"

"نہیں ڈاکٹر" انجم نے انکار کیا۔

"تمہیں نفسیاتی قید میں رہنے کی عادت تھی۔ تمہارے بچپن کے باعث۔ پھر فیس کلر کے طور پر۔ مگر جب تم نے دیکھا کہ تمہیں آزادی ملنے والی ہے، تم نے sub consciously اپنے آپ کو ایک نئے زندان میں قید کر دیا۔ اسی لیے تو تمہیں درنیئر دانس اتنا پسند ہے۔ کیونکہ تمہیں misery پسند ہے"

"شاید ڈاکٹر۔" انجم نے حامی بھری "مگر ہو سکتا ہے کہ میں نے ایسا اس لیے کیا کیونکہ ہارون کو پھنسانا آسان تھا۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"آسان تو ار سلان کو پھنسانا بھی ہوتا" ڈاکٹر، انجم کی باتیں سننے لگے، اپنی تھیوریز پیش کرنے لگے۔ ابھی انھیں ان باتوں میں گھنٹا ضائع کرنا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے بڑے آفس میں بیٹھی فون پر اپنے ماتحتوں کو غلام بخش کے میموریل کے لیے ہدایات دے رہی تھی۔ کچھ عرصہ پہلے غلام بخش پولیس مقابلے میں مارا گیا تھا۔ وہ شروع سے آمنہ کے ساتھ تھا۔ وہ اس کی یادداشت کے ساتھ انصاف کرنا چاہتی تھی۔ آمنہ زیادہ نہیں بدلی تھی۔ پولیس والوں کو جوان رہنا پڑتا ہے۔

کال بند ہوئی تو اسے کسی اجنبی نمبر سے میسج آیا۔

"جس کیس نے آپ کو شہرت دی، اس میں سزا بے قصور کو ملی تھی۔"

آمنہ نے وہ میسج پڑھا تو اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ وہ جانتی تھی کہ میسج بھیجنے والا کس کیس کی بات کر رہا تھا۔ فیس کلر۔ نہیں، اس میں بے قصور کو سزا نہیں ہوئی تھی۔ ہارون کے خلاف

ثبوت تھے، پھر اس نے اقبال جرم بھی تو کیا تھا۔اس کی نظریں فون کی سکرین پر جمی تھیں۔ جس پر نظر آتے کالے الفاظ گھومنے لگے،یوں کے ان کا اندھیرا سارے میں پھیل گیا۔

اندھیرا ہٹنے لگا تو ماضی کا منظر ابھرا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی)

وہ پچھلے دو ہفتوں سے ہارون سے سوالات کر رہی تھی۔ جسمانی تشدد، نفسیاتی تکنیک ہر قسم کا حربہ استعمال کر کے دیکھ لیا تھا۔ مگر وہ اپنی بات پر ڈٹا تھا۔ "میں بے قصور ہوں، آپ کو کوئی غلط فہمی ہوئی ہے" مگر اس کے خلاف ثبوت تھے۔ فیس کلر کی ویب سائٹ کا آئی پی اس کے فون کے آئی پی سے ملتا تھا۔ آمنہ کو یقین تھا کہ ہارون ہی فیس کلر ہے۔

پھر اس سے آمنہ کا بھائی ملنے آیا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"آپی جان وہ میرا دوست ہے، ایک بار مل لینے دیں" انجم نے کہا تھا۔وہ جب کبھی آمنہ کو آپی جان کہتا تھا آمنہ کا دل پگھل جاتا تھا

"اوکے۔مگر میں تمہارے ساتھ ہوں گی"

"اوکے"

اس اندھیرے کمرے میں وہ دونوں آمنے سامنے بیٹھے تھے۔اور تب بھی ہارون ایک ہی رٹ لگائے ہوئے تھا"میں بے قصور ہوں، میں بے قصور ہوں"۔

"ہارون"انجم نے کہنا شروع کیا تھا"پولیس کو تمہارے خلاف ثبوت ملے ہیں، تمہارے موبائل میں فیس کلر کے وکٹمز کی تصاویر تھیں،اس ویب سائٹ کا کنڑول تھا جس کے ذریعے فیس کلر اپنے وکٹمز کو پھانستا تھا"

"مگر میں بے قصور ہوں"وہ اپنی بات پر ڈٹا تھا"پلیز انجم،ہانیہ کو بتاؤ میں بے قصور ہوں، وہ مجھ سے ملنے تک نہیں آئی"

"وہ دراصل"انجم نے آمنہ کی طرف دیکھا تو وہ باہر نکل گئی"ہانیہ پریگننٹ ہے ہارون" انجم نے کہا اور وہاں سے نکل گیا۔

"Congrats”

وہ باہر نکلا تو آمنہ نے اسے مبارکباد دی۔ "پلیز کسی کو مت بتایئے گا"

"آف کورس۔" آمنہ اس کے گلے لگی "میں لوگوں کو جج نہیں کرتی"

انجم کے بعد ہارون کو ایک اجنبی ملنے آیا تھا۔ آمنہ کو نہیں پتہ تھا کہ وہ کون تھا۔ بس اتنا پتہ تھا کہ اس کے بعد ہارون نے اپنا بیان بدل لیا تھا۔ کچھ دنوں بعد وہی اجنبی انجم کے ماموں ارحم سے ملنے آیا تھا۔ جس کے بعد انھوں نے بھی اپنا گناہ قبول کر لیا اور ہارون کو فیس کلر کہنا شروع کر دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

فون کی گھنٹی بجی تو آمنہ یادوں کی دنیا سے باہر نکلی۔ اس نے فون اٹھایا "ہاں ہاں صحیح، اس کو چھوڑو میری بات سنو" آئی جی صاحبہ نے گہری سانس لی "ذرا فیس کلر کی فائل نکال کر دو

مجھے۔اور ارحم چنگیز عالم کی بھی۔ہاں سب ٹھیک ہے، سوال جواب چھوڑو جو کہا ہے وہ کرو" کہہ کر اس نے فون بند کر دیا۔

"اے خدا، میں نے کسی بے قصور کی زندگی برباد نہ کر دی ہو" اس نے اپنے بے چین دل کو پر سکون کرنے کو دعا کی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہانیہ کچن میں کھڑی اپنے ملازموں پر برس رہی تھی۔وہ اکثر یوں ہی اپنے ملازموں پر برسا کرتی تھی۔وہ مڑی تو فریج میں اپنا عکس دیکھا۔مہندی رنگ کی ساڑھی، ہلکی جیولری اور ہلکا میک اپ کیے، وہ پہلے سے موٹی نظر آتی تھی۔زندگی اس پر آسان نہیں رہی تھی۔اس کا فون بجا تو وہ اپنے خیالات سے نکلی۔

"اپنے شوہر کے ساتھ زندگی بنانے کو تم نے اپنا بھائی قربان کر دیا" اس نے منہ اٹھا کر دوبارہ فریج کو دیکھا تو اس کی سطح پر ماضی کسی فلم کی طرح چلنے لگا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی)

وہ ہارون کی گرفتاری کے ایک سال بعد اسے ملنے گئی تھی۔اس کمرے کے درمیان میں شیشوں کی ایک دیوار تھی، جس کی ایک طرف قیدی اور دوسری طرف ان سے ملنے آنے والے بیٹھتے تھے۔ بات کرنے کے لیے فون استعمال ہوتے تھے۔ہارون کو دیکھ کر اس کا دل بیٹھ گیا۔اس کے چہرے پر چوٹ کے نشاں تھے اور وہ لنگڑا رہا تھا۔وہ کچھ بولنے لگی تو ہارون نے انگلی اٹھا کر اسے خاموش کروادیا۔ہارون اس کے سامنے بیٹھ گیا۔ہانیہ نے فون اٹھایا مگر ہارون بس اسے دیکھتا رہا۔ہانیہ جھکی اور پاس پڑے سٹرولر سے احمر کو اٹھایا۔ہارون نے اسے دیکھا تو چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ہانیہ نے فون کی طرف اشارہ کیا مگر ہارون نے نفی میں سر ہلایا۔وہ اس سے بات نہیں کرنا چاہتا تھا۔کچھ لمحے وہ ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے۔

پھر ہارون کھڑا ہوا۔ہانیہ کا دل بے تاب ہو گیا۔وہ شیشہ تھپتھپانے لگی مگر ہارون نے ایک نہ سنی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

"میم" ملازم کی آواز آئی تو فریج پر چلتی فلم ہوا ہو گئی

"کیا ہے" اس کی آواز تلخ ہو گئی تھی۔وہ خود بھی تو تلخ ہو گئی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سری لنکا کے اس آسمان بوس ہوٹل کے پرنسپل سوئیٹ میں وہ دونوں سو رہے تھے۔سحر اور رامش۔جب سحر کا فون بجا اور وہ جھپٹ کر اٹھ گئی۔سحر کی نیند بڑی نازک تھی۔اس نے

رامش کو دیکھا جس کی ہلکی بڑھی شیو اس کے حسن کو چار چاند لگا رہی تھی۔ فون کی بند سکرین پر اس کا عکس ظاہر ہوا، اس کے چہرے کی جھریاں اس کی پلاسٹک سرجری میں چھپ گئی تھی۔ اس نے فیس لفٹس نہیں کروذئی تھیں، بس بوڑھاپا چھپایا تھا۔ فون آن کیا۔ وہ کسی اجنبی نمبر سے آیا میسج تھا۔

"فیس کلر کو سزا ملے گی۔ اپنے گناہ کا کفارہ ادا کر لو، و گرنہ بڑا پچھتاؤ گی۔ تمہارا راز مجھے معلوم ہے"

اس نے وہ الفاظ پڑے تو ماضی کا بھوت اس کے دماغ پر سوار ہو گیا

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی)

یہ تب کی بات ہے جب وہ پانچ سال کی تھی۔ سحر ہمیشہ ہی تیز تھی۔ عقلمند اور تیز۔ وہ جو کام کرتی اس میں اے گریڈ حاصل کر کے رہتی تھی۔ مگر اس دن اس کی دنیا بدلنے والی

Clubb of Quality Content

تھی۔ وہ ایک امیر گھر سے تھی۔ اور امیر گھروں میں وراثت کی بنیاد پر دشمنیاں ہو ہی جاتی ہیں۔ اس کے چچا اسے اغوا کر کے لے گئے تھے۔

وہ شہر کا ایک گندا علاقہ تھا۔ وہاں ہر طرف بدبو پھیلی تھی۔ وہ اسے عجیب دکھنے والے لوگوں کے پاس چھوڑ گئے تھے۔ ان لوگوں نے گہرے چمکیلے کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ نکلی جیولری، اتنا سارا میک اپ۔ ان کی آواز بھاری مردوں جیسی تھی، مگر وہ ساری عورتیں تھیں۔ ان میں سے کچھ کے بال بھی نکلی تھے۔

"ہائے نی، کتنی پیاری اے یہ لڑکی" ان میں سے ایک نے کہا "تو فکر نہ کر سونا، کمو تیرا بڑا خیال رکھے گی" اس نے سحر کو اٹھایا تو سحر رونے لگ پڑی۔ سحر کا ان لوگوں سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ اسے یہاں نہیں رہنا تھا۔ وہ ان لوگوں کے ساتھ نہیں رہ سکتی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

"سب ٹھیک تو ہے "رامش نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تو سحر اس nightmare سے آزاد ہوئی۔

"ہاں سب ٹھیک ہے "اس نے اپنا آپ نارمل کرتے ہوئے کہا "سو جاؤ۔ میں ذرا ایک کال کر لوں "کانپتے ہاتھوں سے وہ انجم کا نمبر تلاش کرتی بیڈروم سے باہر نکلی۔ وہ جہنم جہاں اسے اس کا چچا چھوڑ آیا تھا، وہاں سے اس کے باپ نے اسے بچا لیا تھا۔ سحر جسمانی طور پر ایک خواجہ سرا تھی۔ ارسلان کو اس اب سے فرق نہیں پڑتا تھا، جب تک سحر اسے باہر منہ مارنے دیتی۔ رامش کی بات اور تھی۔ انجم کی چلی چالوں کے باعث رامش اس کی محبت میں گرفتار ہو گیا، تو جب سحر نے اسے سچ بتایا رامش نے تھوڑی مزاحمت کے بعد اسے قبول کر لیا۔

انجم نے فون اٹھایا تو وہ جلدی جلدی اسے میسج کے بارے میں بتانے لگی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Clubb of Quality Content

انجم سحر کو تسلی دلاتا رہا۔ "فکر مت کرو کچھ نہیں ہو گا۔ میں ابھی پتہ لگاتا ہوں کہ کون ہے جس نے تمہیں وہ میسج بھیجا ہے۔ چلو سو جاؤ اب "انجم نے کال بند کی تو سامنے ایک میسج کھلا تھا۔

"بہت رہ لیے آزاد۔ قید انتظار کر رہی ہے تمہارا۔ شاید اگر تم بدل جاتے تو بچ جاتے، مگر تم نہیں بدلے "اس نے فون بند کیا۔ سامنے ہارون اور ارحم کو ملنے آنے والے لوگوں کا ریکارڈ پڑا تھا۔ دونوں کو ایک اجنبی شخص ملنے آتا تھا۔ یہ کون تھا جو اس کے پیچھے پڑا تھا؟ انجم نے آنکھیں بند کیں تو ماضی آنکھوں کے سامنے دوڑنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی: سولہ سال پہلے)

یہ وہ وقت تھا جب انجم کے اپنے باپ کو دفنائے بس کچھ ہی دن گزرے تھے۔ انجم اور عاصم نے دو سال ساتھ گزارے تھے۔ بس دو سال۔ وہ ہر وقت غصے میں رہتا تھا۔ مگر اسے

سمجھ نہیں آتی کہ اس غصہ کس پر تھا۔اس دن اسے ریحان نے اپنے گھر بلایا تھا۔انجم جانا نہیں چاہتا تھا مگر رامش کے ضد کرنے پر چلا گیا تھا۔وہ دونوں گھر میں اکیلے تھے۔ریحان کی حالت خراب ہو گئی تھی۔یوں لگتا تھا کہ وہ رات کو سو نہیں پاتا تھا۔

"انجم میں نے تمہیں یہاں اس لیے بلایا ہے تاکہ میں تم سے معافی مانگ سکوں"

"کیا؟"انجم حیران ہوا۔

"دو سال پہلے میں نے تمہاری ماں کو عاصم سے ملتے دیکھ لیا تھا۔مجھے لگا کہ وہ مجھ سے بے وفائی کر رہی ہے"انجم کا بلڈ پریشر ہائی ہونے لگا،آنکھوں کے گرد ہسپتال کے بستر پر پڑی اپنی ماں کا چہرا آ گیا"میں غصے میں پاگل ہو گیا تھا انجم،آئی ایم سو سوری"

"کیا کیا آپ نے؟"انجم دبا دبا غرایا۔

"تمہاری ماں کو میں نے"اگلے الفاظ ادا کرنا بہت مشکل تھا"میں نے،انجم،میں نے مارا تھا"روہانسا سا اس نے وہ الفاظ ادا کیے ہی تھے کہ انجم بھاگتا اس سے ٹکرایا تھا۔

ریحان زمین پر گر گیا تھا اور انجم اس کے اوپر بیٹھا تھا۔ وہ ریحان کے چہرے پر مکے مارنے لگا تھا۔ انجم اپنے غصے میں اندھا ہو گیا تھا۔ ریحان نے اسے بہت روکا مگر وہ نہیں رکا۔ وہ بس اسے مکے مارتا رہا۔ مارتا رہا۔ اور یوں انجم نے اپنے سوتیلے باپ کی جان لے لی تھی۔

کچھ لمحوں بعد جب وہ نارمل ہوا تو اسے احساس ہوا اس نے کیا کر دیا تھا۔ اس نے اپنے پرائیوٹ انویسٹیگیٹر ہاشم کو کال ملائی۔ ریحان کی لاش ٹھکانے لگوائی۔ دنیا کو یہ بتایا کہ ریحان نے آسیہ کے قتل کا اعتراف کیا تھا، اور پھر وہاں سے بھاگ گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

اس نے آنکھیں کھولیں تو ماضی ماضی میں دفن ہو گیا۔ ریحان کے بعد انجم نے کئی سارے اجنبیوں کا قتل کیا تھا، مگر اتنی صفائی سے کے کسی کو پتہ نہ چلا۔ وہ randomلوگوں کو نئے

اور مختلف طریقوں سے مارتا تھا۔ پولیس ان میں کوئی لنک نہیں ڈھونڈ پائی تھی۔ انجم کا فون دوبارہ بجا۔ ایک اور میسج۔

"تمہارا بیٹا مجھے ضامن کی یاد دلاتا ہے۔ اور بہت جلد تمہیں بھی دلائے گا"

یہ ضرور اس ویڈیو کی طرف اشارہ تھا جس میں انجم نے اپنے ایک وکٹم ضامن کی حقیقت دنیا کو دکھائی تھی۔ اس کا بیٹا ان جانور جیسا نہیں تھا۔

"آآ"

اس نے غصے میں اپنا فون زمین پر مارا جو ٹکڑوں میں بکھر گیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سنٹرل جیل کے اس کمرے میں پڑے بنک بیڈ کے اوپری بستر پر وہ لیٹا تھا۔ اس کی داڑھی بڑھ گئی تھی، منہ پر خراشیں تھیں، کپڑوں پر رفو لگے تھے۔ ہارون بڑا لگتا تھا بوڑھا نہیں۔

"کیا سوچ رہے ہو؟" نچلے بستر پر لیٹے اس کے اس قید کے ساتھی کامران نے سوال کیا۔

"بس یہ سوچ رہا ہوں کہ دوستی کی کتنی بڑی قیمت چکائی ہے میں نے۔ زندگی یہاں، اس قید میں تیرے ساتھ گزار دی، نہیں، گنوادی ہے میں نے"

"ہاہاہا" کامران قہقہے لگانے لگا "تو نے اپنی زندگی دوستی کے لیے نہیں گنوائی، نہ، تو نے اپنی زندگی اپنے گلے کی وجہ سے گنوائی ہے، موت کے گلے کی وجہ سے" جیل کے ساتھ ایک دوسرے کو سب بتادیتے تھے۔

"او جا-" ہارون کچھ کہنے لگا تھا جب اس کے زندان کی سلاخوں کو پولیس والوں نے بجایا۔

"ہارون، آجا تجھے ملنے آیا ہے کوئی" ہارون چھلانک کر اپنے بستر سے اٹھا۔ سلاخوں میں بنے سوراخ میں اپنے ہاتھ رکھے۔ پولیس افسر نے اسے ہتھ کڑی لگائی۔ پھر دروازہ کھولا اور اسے ایک پرائیوٹ روم میں لے آیا۔ یہاں پرائیوٹ روم میں ملنے کی بہت بڑی رقم ادا کرنا پڑتی تھی۔

پرائیوٹ روم میں داخل ہوتے ہی ہارون نے اسے دیکھا۔ وہ جسے دیکھ کر اسے فیس کلر کے وکٹمز یاد آجاتے تھے۔

"اسلام علیکم ماموں" ہانیہ کے بیٹے احمر نے ہارون کو سلام کیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(چار سال پہلے)

ہم کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں؟ یہ وہ سوالات ہیں جن کے جواب جاننے کی خواہش ہر انسان کو ہوتی ہے۔ وہ خواہش انجم اور ہانیہ کے بیٹے احمر کو بھی تھی۔ مگر احمر ایسے گھروں میں سے نہیں تھا جہاں راز رکھے جاتے تھے۔ اسے اپنی فیملی کے بارے میں سب پتہ تھا۔ مگر اس کا سچ وہ سچ تھا جس سے دنیا آگاہ تھی۔ یعنی کہ اس کے باپ کا ماموں یعنی ارحم، اور اس کا ماموں یعنی ہارون جیل میں تھے۔ خون کی کشش وہ کشش ہوتی ہے، جو گریوٹی سے بھی ہزار گنا بڑھ کر طاقتور ہوتی ہے۔ تو جب احمر کے نانا کی موت قریب آئی، اور وقتِ نذا پر وہ اپنے بیٹے کو پکارنے لگے تو احمر کے اندر ہارون سے ملنے کی ایک عجب خواہش جاگ گئی۔ وہ ہارون جسے دنیا فیس کلر کے طور پر جانتی تھی۔ اور جسے پھانسی صرف اس لیے نہیں ہوئی تھی کیونکہ اس کے وکیل نے اسے دماغی طور پر بیمار قرار دے دیا تھا۔ جب احمر نے اپنی خواہش کا اظہار

اپنی ماں سے کیا، تو ہانیہ نے یوں بی ہیو کیا کہ گویا اسے سنا ہی نہ ہو۔ جب اس بات کا ذکر اپنے باپ سے کیا تو پہلی بار انجم نے اسے ڈانٹا تھا۔ یوں اس کے والدین نے اس کی خواہش کو ممنوع قرار دے دیا تھا۔

اور ممنوع اعمال میں پھر کشش تو ہوا ہی کرتی ہے۔

احمر نے فیصلہ کیا کہ وہ بغیر اپنء والدین کے سپورٹ کے اپنے ماموں سے ملے گا۔ مگر جب اس نے جیلر کے ہاں درخواست بھیجی تو ہارون نے ملنے سے انکار کر دیا۔ مگر یہ پاکستان ہے، اور پاکستان کے امیر جانتے ہیں کہ پیسہ ہر انکار کو اقرار میں بدل دیتا ہے۔ اس نے جیلر کو پیسے دیے اور ہارون کو بنہ کچھ بتائے اس سے ایک پرائیوٹ کمرے میں ملنے پہنچ گیا۔

جب ہارون جلال اکبر نے اپنے بھانجے کو دیکھا تو اس کا توازن بگھڑ گیا اور وہ زمین پر گیا۔ احمر فیس کلر کے وکٹمز جیسا تھا۔ پتلا جسم، نسوانی نقوش، شیریں آواز۔ اس وقت ہارون کے دل میں موجود سارے جذبے ہوا ہو گئے تھے، اور صرف ڈر بچا تھا کہ اسے پہلے یہ بات کوئی بتا چکا تھا کہ انجم نے قتل کرنا نہیں چھوڑا تھا۔ اس ڈر کے حصار میں ہارون نے اپنے بھانجے کو سب کچھ بتا دیا تھا۔ احمر نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ مگر ہارون کے پاس ثبوت

تھے۔اس کی باتیں لاجکل تھیں۔ پھرہارون نے احمر کو اس اجنبی سے ملنے بھیجا جس سے ملاقات کے بعد ہارون نے اقبالِ جرم کیا تھا۔وہ اجنبی بس کرائے کا قاتل تھا، جس نے ہارون کو اس کی بہن اور بھانجے کی دوہائی دی تھی۔

پھر ماہین، اور ارحم کے پاس۔

اس کا باپ قاتل تھا، کوئی عام قاتل بھی نہیں بلکہ ایک سیریل کلر۔اور اس لمحے انجم کی ایک پرفیکٹ باپ بننے کی سولہ سالہ کوشش پر پانی پھر گیا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

انجم کے آفس کا دروازہ دھرام سے کھلا تھا۔کسی طوفان کی طرح سحر اس پر نازل ہوئی تھی۔سفید بلیزر اور پینٹ پہنے، وہ اٹھارہ سالوں میں زیادہ نہیں بدلی تھی

"واٹ دا ہیل انجم" وہ اپ سیٹ تھی" یہ وہ مردہ ہے جو ہم نے اٹھارہ سال پہلے دفنادیا تھا، اب یہ ہمیں بھوت بن کر کیوں ہانٹ کرنے آیا ہے؟" وہ انجم کے مقابل کرسی پر بیٹھی اور اپنا بیگ ٹیبل پر رکھا جہاں کاغذ بکھرے پڑے تھے۔

"اور یہ سب کیا ہے؟" اس نے ایک کاغذ کو اٹھاتے ہوئے سوال کیا

"میرے اس راز کو میرے اور تمہارے سوا تین لوگ جانتے ہیں۔ ہانیہ اپنے انداز میں مجھے میرے گناہوں کی سزا دے رہی ہے۔ پیچھے بچے دو۔ ہارون اور ارحم" انجم نے ٹیبل پر پڑے صحفوں کی طرف اشارہ کیا" یہ ان کے وزٹنگ ریکارڈ ہیں، کون کون ان سے ملنے آیا ہے"

"اور کیا پتہ چلا؟" سحر کرسی پر کمفر ٹیبل ہو کر بیٹھی۔

"تمہاری حالہ محترم، ماہین صاحبہ ارحم کو ملنے آنا شروع ہو گئی ہیں" انجم نے اسے بتایا

"تو؟"

"پہلے بہت کم آتی تھیں۔ پچھلے کچھ دنوں سے تقریباً روزانہ ہی آ رہی ہیں" انجم نے اپنی بات جاری رکھی "اور ہارون سے کوئی اجنبی ملنے آتا ہے"

"کون اجنبی؟"سحر متاثر نہیں ہوئی تھی۔

"پتہ نہیں۔"انجم نے اکتا کر جواب دیا"اس کا آفیشل کوئی ریکارڈ نہیں ہے، لیکن یہ دیکھو "اس نے ایک رپورٹ سحر کو دی"ان موقعوں پر ہارون کو میڈیکل وزٹ کے لیے جیل سے نکالا جاتا ہے۔ مگر جیل کی انفرمری میں اس کے کسی میڈیکل ٹیسٹ کا ریکارڈ نہیں ہے۔ "

"یعنی کوئی پیسے دے کر اس سے چھپ کے ملتا ہے"سحر نے وہ رپورٹ پکڑتے ہوئے کہا۔

"یس"انجم نے حامی بڑھی۔

"مگر کون؟"سحر سوچنے لگی۔

"خدا جانے"انجم اپنی کرسی پر گویا لیٹ گیا۔

"یا میری پیاری خالہ جان"سحر کے لب مسکراہٹ میں ڈھلے تو انجم بھی مسکرا دیا۔ان دونوں کے درمیان رکھے میز پر پڑے سحر کے بیگ میں ایک الیکٹرل ڈیوائس تھا۔ بالکل چھوٹا سا۔اس ڈیوائس میں آتی ان کی آواز برقی لہروں کی صورت اس آفس سے باہر نکل کر وہاں

کھڑے ایک مرد کے فون میں پہنچ رہی تھی۔ جہاں واپس آواز میں بدل کر وہ اس کی سماعت کو منور کر رہی تھیں۔

اس آدمی نے فون ایپ کھولی اور احمر کو کال ملائی۔ ایک رنگ، دو رنگ اور تیسری رنگ پر فون اٹھالیا گیا۔

"ہاں بھتیجے، رامش بول رہا ہوں، سنو مسلہ آرہا ہے" اور رامش نے احمر کو انجم اور سحر کی ساری گفتگو بتادی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک چھوٹے سے کمرے میں، جہاں درمیان میں ایک ٹیبل اور دو کرسیاں پڑی تھیں، احمر نے رامش کی کال بند کی اور اپنے چہرے پر فکر سجائے ہارون سے مخاطب ہوا۔

"وہ ماہین آنٹی کی طرف جارہے ہیں" اس نے اپنی کال کا خلاصہ سنایا۔

"او گاڈ" ہارون پریشان ہوا۔ "اسی لیے میں تم سے کہتا تھا کہ انجم کے خلاف جانا بہت خطرناک ہو سکتا ہے" اس نے اپنی بڑی داڑھی کھجائی۔

"نہیں ماموں، ڈیڈ کو ان کے کیے کی سزا ملنی چاہیے" احمر جوان تھا، جوان نسل کا خون گرم ہوتا ہے۔ اور گرم خون اکثر جوش ضرور مارتا ہے۔

"بس دیہان رکھنا اپنا۔" ہارون نے اسے تنبیہ کیا "انجم تم سے محبت ضرور کرتا ہے، مگر وہ کچھ بھی کر سکتا ہے"

"آپ بے فکر ہو جائیں ماموں" احمر نے اسے تسلی دی

"اب پلان کے اگلے حصے کو شروع کرنے کا وقت آگیا ہے" ہارون احمر کو ہدایات دیتا گیا اور وہ آرام سے سنتا رہا۔ جب ساری بات ہو چکی تو روہانسی سی آواز میں ہارون نے احمر سے ایک درخواست کی "میں ہانیہ سے ملنا چاہتا ہوں" وہ الفاظ سن کر ڈر اور پرجوشی کا ملا جلا تاثر احمر پر حاوی ہو گیا تھا۔

وہ ایک دیہاتی علاقہ تھا۔ یہاں رہنے والے معاشی طور پر لوور مڈل کلاس کے لوگ ہوا کرتے تھے۔اس گاؤں کے قبرستان میں بنی ایک بے نام قبر کے سرہانے رامش بیٹھا پھول رکھ تھا۔وہ قبراس کے باپ ریحان کی تھی۔اس نے گلاب کا پھول قبر پر رکھاتواس پر قبر کی مٹی گری۔وہ مٹی رامش کی آنکھوں پر بھی گرنے لگی،اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے ماضی میں لے گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(ماضی،تین سال پہلے)

ان دنوں سحر کسی بزنس کے سلسلے میں ملک سے باہر گئی تھی۔رامش گھر میں اکیلا تھا۔ رات کے دس بجے وہ ٹی وی پر کوئی فلم دیکھ رہا تھا جب اس کا فون اچانک بجنے لگا۔کوئی اجنبی نمبر تھا۔اس نے فون اٹھایا،کوئی عورت بول رہی تھی۔

"رامش؟"اس نے سوالیہ انداز میں پوچھا۔

"جی "رامش نے جواب دیا۔

"میرے پاس تمہارے باپ کے متعلق اہم خبر ہے "اس عورت نے پراسرار انداز میں بولا "میں تمہیں لوکیشن سینڈ کر رہی ہوں، وہاں جلدی سے پہنچ آؤ۔ "رامش نے یہ الفاظ سنے تو اس کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ ٹی وی یوں ہی آن چھوڑے وہ گاڑی کی چابی پکڑے بھاگا، اور تیس منٹوں میں وہ وہاں پہنچ آیا تھا۔ ہزار سوال تھے جو اسے اپنے باپ سے پوچھنے تھے۔ ریحان سے جتنی انجم کو نفرت تھی، اتنی رامش کو محبت تھی۔

مگر جب وہ وہاں پہنچا تو ماہین کو سامنے پا کر حیران ہو گیا۔ ماہین بوڑھی ہو گئی تھی، مگر آج بھی جیولری اور میک اپ نہیں چھوڑا تھا۔ صحیح کہتے ہیں عورت اگر سخت دل ہو تو کوئی غم اسے نہیں توڑ سکتا۔ وہ ایک عام سا گھر تھا۔ ماہین اسے چپ چاپ اندر لے گئی۔ بیڈ روم میں جا کر ماہین نے بستر کی طرف اشارہ کیا۔ وہاں انتہائی بری حالت میں ایک بوڑھا مرد لیٹا ہوا تھا۔ اس کی حالت خراب تھی، ضرور اسے کوئی موذی مرض لاحق تھا۔

"میرا نام ہاشم ہے "رامش کو دیکھ کر اس نے بولنا شروع کیا "میں تمہارے بھائی کے خاندان کا انویسٹیگیٹر تھا "اور یوں رامش علی خان پر اس کے باپ کی موت کا راز کھلا تھا۔ اس

نے ماننے سے انکار کر دیا تو ماہین نے اسے ریحان کی لاش کی تصاویر دکھائی تھیں۔ ریحان کا چہرا بگڑا ہوا تھا۔ کسی نے بڑی بے رحمی سے اسے مکے مار مار کر مارا تھا۔ رامش کا سر چکرا نے لگا، اور اسے اپنے بھائی کے ہاتھ یاد آئے، جو ریحان کے بھاگنے کے بعد زخمی تھے۔ اس ہی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے، جسم میں غصے سے آتش بھڑکنے لگی۔ وہ اٹھ کر باہر جانے لگا تو ماہین نے ہاتھ پکڑ کر اسے روک لیا۔

"نہیں رامش، وہ تمہیں بھی مار دے گا، انجم وہ دشمن ہے جسے آرام اور سوچ سمجھ کر ہرایا جانا ہے، وگرنہ ہماری حالت بھی وہی ہو گی جو تمہارے باپ کی ہوئی تھی"۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(حال)

رامش کی آنسو سے نکلتے آنسوؤں نے آنکھوں کے آگے آئی مٹی دھو دی تھی۔

"ابو" اس نے ہمت سے کہنا شروع کیا "میں آپ سے محبت کرتا تھا، بہت محبت، مگر آپ نے میری ماں کے ساتھ جو کیا وہ ظلم تھا، بہت بڑا ظلم، انجم بھائی نے جو کیا انھیں وہ نہیں کرنا چاہیے تھا، مگر اتنے سال سوچنے کے بعد اب مجھے لگتا ہے کہ شاید وہ اپنی جگہ ٹھیک تھے، آپ نے ساری زندگی ان سے ان کی ہر پسندیدہ چیز یا چھین لی یا بے معنی کر دی۔ پھر جب ان کو لگا کہ وہ فائنلی آپ کی قید سے نکل گئے ہیں، تو آپ نے ان کی ماں ان سے چھین لی۔ تو ظاہر ہے وہ غصے کے ہاتھوں پاگل ہو گئے تھے۔ ان کا غصہ اپنی جگہ بجا تھا ابو۔ میں اگر ان سے اس بارے میں بات کروں تو انھیں معاف کر دوں ابو۔ مگر آپ فکر مت کریں، آپ کی خود غرضی اور خون پرستی میرے اندر بھی ہے۔ میں بہت جلدی یہاں سے چلا جاؤں گا" رامش کا فون تھرتھرایا، سحر کا میسج۔

"کہاں ہو؟" رامش کے چہرے پر ایک تکلیف دہ مسکراہٹ ابھری "مگر سوال تو یہ ہے کہ اس کا کیا کروں گا؟" وہ قبر پر مزید پھول رکھنے لگا۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سحر انجم پر برس رہی تھی۔

"ایک دن ہو گیا انجم اور تمہین ماہین حالہ کا پتہ لگا یا اس اجنبی سے جس سے تمہارا قدیم یار رنگیلیاں ملا رہا"

"میرے پاس کونسے فرشتے ہیں جو ایک دن میں انسانوں کا پتہ لگا دیں" انجم بھی تنگ تھا۔

"فرشتے نہیں انویسٹیگیٹر تو ہیں نا"

"چھکڑے ہیں وہ سارے، useless" انجم کو ایسے موقعوں پر ہاشم بہت یاد آتا تھا۔

"تو پھر اب؟"

"بے فکر رہو میرے پاس ایک پلان ہے" انجم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو سحر پر سکون ہو گئی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

"احمر ہم کہاں جا رہے ہیں" ہانیہ گاڑی میں بیٹھی اب اکتانے لگی تھی۔ اتنے سالوں بعد بھی وہ ساڑھی میں کمفرٹیبل نہیں ہوتی تھی۔

"مام سرپرائز ہے، ڈونٹ وری" احمر نے اسے تسلی دی۔

کچھ منٹ گزرے تو گاڑی آہستہ ہونے لگی۔ ہانیہ نے جھک کر باہر دیکھا تو اس نے دو جمع دو چار کر لیے۔

"احمر، ہم یہاں کیوں آئے ہیں" اس کی آواز میں ڈر اور غصہ تھا۔

"کیونکہ ماموں آپ سے ملنا چاہتے ہیں" احمر نے کہا تو ہانیہ کا گویا دل بند ہو گیا۔ وہ احمر کی چمڑی اتار دینا چاہتی تھی، مگر اس کے ہاتھ پاؤں سے جان نکل گئی تھی۔ اسے تو وہ اب گھر جا کر دیکھ لے گی۔

کچھ منٹوں بعد وہ ایک پرائیوٹ روم آمنے سامنے بیٹھے تھے۔ہارون اور ہانیہ۔احمر باہر ہی رک گیا تھا۔

"ساڑھی" ہارون نے بات کا آغاز کیا۔

"داڑھی" ہانیہ نے جواب دیا۔

"خاضر دماغ،as always"ہارون نے اس کی تعریف کی۔

"آخر بہن کس کی ہوں" مگر اب ہانیہ کی طبیعت میں ایک ٹھہراؤ آگیا تھا۔

"کیسی ہو ہانیہ؟"ہارون نے پیار سے پوچھا۔

"زندہ ہوں ہارون" ہانیہ نے جواب دیا" اپنے بیٹے کے لیے، تمہارے مجرم کو سزا دینے کے لیے"

"مگر سزا تو دی ہی نہیں نا تم نے"ہارون نے الزام لگایا۔

"دی ہے ہارون۔ تمہیں اندازہ بھی نہیں وہ گھر اس کے لیے کتنی بڑی جیل ہے۔"ہانیہ نے اپنا دفاع کیا۔

"مگر اصل جیل تو یہ ہے نا" دفاع کا کوئی فائدہ نہ ہوا۔

"اچھا یہ سب چھوڑو۔ تم مت بتاؤ، تم کیسے ہو؟" ہانیہ نے بات بدلنا چاہی۔

"میں بھی بس زندہ ہوں ہانیہ" ہارون کی آنکھیں بھیگ گئیں "تمہیں اسے سزا دینی ہو گی ہانیہ۔ اصلی سزا۔"

"نہیں ہارون، وہ میرے بیٹے کا باپ ہے"

"اور تمہارا بیٹا" مگر یہ وہ فقرہ تھا جو ہارون پورا نہیں کر پایا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ اس کی بہن اس سے نفرت کرے۔ اتنے سال بعد بھی وہ ہانیہ سے محبت کرتا تھا۔

"کیا ہوا میرے بیٹے کو؟" ہانیہ نے سوال کیا۔

"کچھ نہیں۔ تمہارا بیٹا بیت سمارٹ ہے۔ ویل ڈن" ہارون نے اس کی تعریف کی "ہم دونوں ست اچھا بچپن دیا تم نے اسے، ہانیہ۔"

"انجم ایک جانور ہے ہارون، مگر جانور بھی اپنے بچوں کی پرواہ کرتے ہیں۔" ہارون کے چہرے پر ایک تکلیف ابھری۔ مگر اس نے بات بدل دی۔ بس ادھر ادھر کی باتیں، کچھ ماضی کی یادیں۔ پھر بچھڑنے کا وقت آن پڑا۔

"آئی ایم سوری ہارون" ہانیہ نے کرسی سے ہو کر کہا

"مجھے پتہ ہے ہانیہ، کہ تم سوری ہو۔" بس اتنا کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا۔ وہ ابھی ہانیہ کو معاف نہیں کر سکتا تھا۔ ایک وقت تھا جب ان دونوں بہن بھائیوں کو لگا تھا کہ انجم ان کی زندگیوں میں مسیحا لکھا گیا تھا۔ مگر اب وہ جانتے تھے، کہ وہ مسیحا نہیں تباہی لکھا گیا تھا۔ ان کی زندگیوں کو موت سے بھی بدتر بنا دینے والی تباہی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہین ارحم سے ملنے کو آج پھر اس کمرے میں بیٹھی تھی۔ وہ جہاں درمیان میں شیشے کی دیوار تھی اور دونوں طرف بیٹھنے کو جگہ۔ ارحم آیا تو ماہین بے تحاشا کھڑی ہو گئی۔

"کیسی ہو ماہین" ارحم نے فون کان سے لگا کر اس سے پوچھا۔

"ٹھیک، اور آپ"

"بس" ارحم کی حالت خراب ہو رہی تھی "اب تو موت نظر آنے لگی ہے"

"ایسا نہ کہیں ارحم" ماہین کا دل بیٹھ گیا۔

"کل رات اپنا چہرا آئینے میں دیکھا تو بستر پر لیٹی میری ماں یاد آگئی" ارحم سوچوں میں گم تھا، کچھ مہینوں سے اس کی طبیعت خراب ہو گئی تھی، اسمہ کی طرح اسے بھی کینسر لاحق ہو گیا تھا" اس کے چہرے پر بھی یہی افسردگی تھی جواب میرے چہرے پر ہے"

"ارحم آپ نے ابھی باہر آنا، زندگی سے اتنا ناامید نہ ہوں" ماہین نے اسے ہمت دی۔

"جس باپ نے اپنی نوجوان اولاد کا جنازہ اٹھایا ہو ماہین، وہ زندگی سے ناامید نہ ہو تو اور کیا کرے؟" اس کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے تھے" میری مغفرت کی دعا کرنا میری جان"

"آف کورس" ماہین نے اپنا ہاتھ آئینے پر رکھا، اس ہاتھ کے عکس پر ارحم نے اپنا ہاتھ رکھا "خدا کرے کہ آپ جنت میں اپنے بیٹے سے مل جائیں"

"ہمم" ارحم طنزیہ مسکرایا" ہم دونوں جنت میں نہیں جہنم میں ملیں گے ماہین۔ ہم ظالم تھے اور ظالموں کے لیے جہنم ہے" ماہین کی آنکھوں سے آنسو تیزی سے بہنے لگے" روؤں نہیں جانِ جگر، کچھ نہیں ہوتا۔ جہنم میں ہوں گے تو کیا، تقریباً ساتھ تو ہوں گے نا"

کچھ لمحوں بعد ماہین وہاں سے نکل کر اپنی کار کی طرف گئی۔وہ کار چلاتے اپنے گھر کی طرف جانے لگی،اس بات سے انجان کہ کوئی اس کا پیچھا کر رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس رات کا اندھیرا آنے والے طوفان کی پہلی نشانی تھا۔ماہین اپنے کمرے میں سو رہی تھی جب اس نے اپنے منہ پر کسی کا ہاتھ محسوس کیا تھا۔مگر جب تک وہ اٹھی اس کے منہ پر کپڑا باندھ دیا گیا تھا۔اس کی چینخیں مر گئی تھیں۔کیا اس کے اکلوتے بیٹے نے بھی یہی بے بسی محسوس کی ہو گی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہارون اپنے اوپری بستر پر سونے کی سعی کر رہا تھا، جب گارڈ روٹین کے مطابق اپنا معائنہ کر کے وہاں سے غائب ہو گیا تھا۔ ہارون نے جب اس کے قدم دور جاتے محسوس کیے تو سیٹی بجائی، وہ سیٹی سگنل تھی۔ دور کہیں دھواں اڑنا شروع ہو گیا تھا، اور اس جیل کے کچھ قیدی اپنا منہ ڈھانپ رہے تھے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

کچھ لمحوں بعد وہ کرسی پر باندھ دی گئی تھی، اور اس کے سامنے سحر کھڑی اس سے سوال کر رہی تھی۔ وہ غصے میں تھی، ایسے کیسے اس کی حالہ اس کا اتنا پڑا راز کھول سکتی تھی۔ ماں اور بیٹا دونوں ایک جیسے نکلے تھے۔

"جو مرضی کر لو سحر مگر میں تمہیں کچھ نہین بتاؤں گی" ماہین نے اپنی طرف سے بڑی ہمت آمیز بات کی تھی۔

"یعنی آپ کو کچھ نہ کچھ تو پتہ ہے" مگر وہ بھی سحر تھی، ہر ہار میں اس کے لیے جیت ہوتی تھی "مین فوج اور ٹیرارسٹس سے ڈیلز کرتی ہوں، ٹارچر کے اتنے طریقے معلوم ہیں مجھے کہ آپ لیا آپ کا مردہ بیٹا بھی بتائے گا، اور سب بتائے گا"

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس دھویں کے حصار میں جو آتا وہ بے ہوش ہو جاتا تھا۔ سوائے ان قیدیوں کے جنھوں نے اپنا منہ ڈھانپ لیا تھا۔ بیس منٹ گزرے تو پوری جیل اس دھویں سے بھر چکی تھی۔ تب ایک گارڈ بھاگتا ہارون کے سیل کی طرف آیا۔ اس نے چابیاں دروازے کو لگائیں اور دروازہ کھولنے لگا۔

"اللہ حافظ" نچلے بستر پر لیٹے اپنے زندان کے ساتھی کو وداع کرتا ہارون جیل سے باہر نکلا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہین جانتی تھی کہ ہانیہ اس سے سچ نکلوا لے گی

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہارون جانتا تھا کہ آزادی اس کے پاس آگئی تھی۔

Clubb of Quality Content

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہین کے ہاتھوں پر بندھیں پٹیاں ڈھیلی تھیں، پاس کھڑے گارڈ کی بندوق جھول رہی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

آج ہارون کے ہاتھوں پر کوئی ہتھ کڑی نہیں تھی، گارڈ نے اپنی جھولتی بندوق اتار کر اسے پکڑا دی تھی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہین نے رسیاں کھولیں، گارڈ کو دھکا دیا اس کی بندوق پکڑ لی، باقی سارے گارڈ کی بندوقیں اس پر تن گئیں وہ مسکرائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہارون دروازے کے پاس آگیا تھا۔اس نے دروازہ کو دھکا دیا۔دروازہ کھل گیا۔گارڈ نے کھنکھار کر اسے کچھ یاد دلایا۔ہارون رک کر اس کی طرف مخاطب ہوا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ماہین مسکرائی اور وہ بندوق اپنے ماتھے پر رکھ لی۔سحر کی آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

ماہین مسکرائی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

ہارون نے بندوق کا منہ گارڈ کی ٹانگ کی طرف کیا۔گارڈ کی چوٹ اسے شک کے دائرے سے باہر رکھی گیں،ہارون کو مسکرا کر گارڈ نے اشارہ دیا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ ڈر گرز گویا ایک ساتھ دبے تھے، سحر اور گارڈ کی چینخ نکلی تھی، ہارون اور ماہین کو بندوق کا ریکوئل محسوس ہوا تھا۔ فرق یہ تھا کہ ماہین کا دماغ پھٹا تھا اور گارڈ کی ٹانگ کو چھوتی گولی نکل گئی تھی۔ کچھ راز، راز رکھنے کی قیمت بڑی سخت ہوا کرتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اس سب سے بے خبر میلوں دور نے احمر نے اس آفس کا دروازہ کھولا تھا اور مسکراتا اپنے پلان کا اگلا حصہ شروع کرے اندر داخل ہوا تھا۔

"ہائے kiddo، آج میری یاد کہاں سے آ گئی" اس کی پھپھو آئی جی پولیس آمنہ نے اسے خوش آمدید کہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

رامش اپنے گھر کے اس کالے کمرے میں بیٹھا تھا۔ مستقبل کی فکر اور حال سے نفرت اس کے دماغ کو ماضی میں دھکیل رہے تھے۔ اسے آج بھی وہ دن یاد تھا جب وہ پہلی بار سحر سے ملا تھا۔

یہ رمشہ کی موت کے دو ماہ بعد کی بات ہو گی۔ رامش کو زبردستی انجم ایک بزنس ڈیر پر لے کر آیا تھا۔ رامش کو اس کمپنی میں کوئی دلچسپی نہیں تھی، مگر انجم چاہتا تھا کہ وہ اس کمپنی کا حصہ بنے۔ بڑے بھائی کی زبردستی کے آگے وہ ہار مان گیا تھا۔

وہاں وہ بیٹھی تھی۔ وہ جس کا چہرا اس کی زلفوں کی اندھیری شام پر ابھرے پورے چاند کی طرح تھا۔ وہ جس کی آنکھیں چمکتے ستاروں جیسی تھیں۔ اور جس کی ادائیں بلی کی طرح۔ وہ سحر تھی۔ حسن اور پر اعتمادی کا مجموعہ۔ وہ وقفے وقفے سے اسے دیکھتی تھی۔ اجنبی حسینوں

سے محبت اکثر سب کو ہو ہی جاتی ہے، مگر جب کوئی اجنبی حسین آپ کو وقفہ وقفہ سے دیکھے تو پھر اس سے بات کرنا مجبوری بن جاتی ہے۔

سحر کا نمبر اسے اس کے بھائی نے دیا تھا۔

"سحر ہماری سینیٹر وی پی ہیں، آج سے وہ تمہیں بہت تنگ کرے گی"

اور سحر نے رامش کو بہت تنگ کیا تھا۔رات کو میسج اور اتنے کے رامش کو نیند آجاتی، مگر جوانی کی پہلی پہلی محبت تھی، نیند گئی تیل لینے۔

دور کہیں سے ہوا آئی اور یاد بدل گئی۔

ان کو ڈیٹ کرتے ایک سال گزر گیا تھا۔انجم کے اصرار پر رامش نے سحر کو پرپوز کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا۔وہ ایک حسین ہوٹل تھا۔سمندر کے کنارے بنا لکڑیوں کا چھت۔ چھت کے نیچے ٹیبل، ٹیبل کے اوپر جلتی کینڈلز،اور اس کے گرد بیٹھے وہ دونوں۔رات کے اندھیرے میں یہ ماحول بیت رومانوی ہو گیا تھا۔جب رامش اچانک اپنی کرسی سے اٹھا اور سحر کے سامنے آکر اپنے گھٹنوں پر بیٹھ گیا۔اس نے اپنی جیب سے انگھوٹھی نکالی۔

"مجھ سے شادی کرو گی؟"اس نے سوال کیا۔تو سحر کے منہ پر مسکراہٹ دھر گئی۔مگر پھر وہ مسکراہٹ غائب ہوئی۔سحر کے چہرے پر ڈر تھا۔

"سحر"رامش نے سوال کیا تو وہ بھاگتی وہاں سے چلی گی۔رامش افسردہ بیٹھا اسے دیکھتا رہا۔سمندر کی ٹھنڈی ہواؤں میں وہ منظر حلل ہو گیا۔

ایک ہفتے بعد سحر اس سے ملی تھی۔

"آئی ایم سوری رامش مگر میں تم سے شادی نہیں کر سکتی؟"سحر نے اس سے کہا تو اس کا دل چیر گیا۔

"مگر کیوں؟"رامش نے سوال کیا۔

"کیونکہ میں میں"سحر کے لیے وہ الفاظ ادا کرنا انتہائی مشکل تھا"کیونکہ میں ایک خواجہ سرا ہوں رامش،عورت نہیں"اور رامش کو یوں لگا کہ اس کا سانس بند ہو رہا تھا۔وہ کچھ نہ بول سکا بس خاموش ہوا کی تلاش میں دروازے کی طرف لپکا۔اس نے دروازا کھولا تو ٹھنڈی ہوا کا جھونکا ایک بار پھر منظر بدل گیا۔

اگلے دن انجم اس سے ملنے آیا تھا۔

"سو سحر اور تم نہ ہی سمجھیں" اس نے سوال کیا تھا

"ہاں بھائی" رامش نے روہانسا جواب دیا۔

"کیوں؟" انجم نے سوال کیا تو رامش خاموش ہو گیا۔

"یہ وہ راز ہے جو میں آپ کو نہیں بتا سکتا" رامش بس یہ کہہ سکا۔

"کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟" انجم گویا اس سے ملنے نہیں اسے منانے آیا تھا۔

"ہاں" رامش نے جواب دیا

"کیا تم اس کے پاس جانا چاہتے ہو؟" اس نے اگلا سوال ادھرا۔

"ہاں"

"کیا تم اپنی زندگی اس کے بغیر تصور کر سکتے ہو؟"

"نہیں"

"اور یہ آنسو نکل رہے ہیں تمہاری آنکھوں سے، کیا لگتا ہے تمہیں، کیا وقت انھیں روک دے گا"

"شاید"

"پر کیا ان کا درد ختم ہو گا؟"

"نہیں"

"تو پھر بے وقوف مت بنو رامش۔ سحر کو اس گناہ کی سزا مت دو جو اس نے کیا ہی نہیں،"

رامش آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگا" ہاشم بہت قابل ہے۔رامش اس میں سحر کی کوئی غلطی نہیں ہے، یہ وہ fate ہے جو اس پر مسلط کیا گیا ہے، اس نے چنا نہیں ہے۔اسے اس غلطی کی سزا مت دو جو اس نے کی ہی نہیں"

"آپ اس کا دفاع کیوں کر رہے ہیں؟" رامش خیران ہوا تھا۔

"کیونکہ میری جان کے عذاب، مجھے بھی تو سارا بچپن تمہارے باپ نے اس غلطی کی سزا دی تھی جو میں نے کیا ہی نہیں تھا" انجم نے اپنا آپ نارمل کرنے کو گہری سانس لی تو اس کے منہ سے نکلتی ہوا میں وہ منظر غائب ہو گیا۔اگلے مناظر رامش کے آنسو میں دھلے تھے۔

وہ سحر کی طرف گاڑی بھگاتا جا رہا تھا۔

وہ نا جانے اس سے کیا کیا کہہ رہا تھا

وہ خوش تھی، وہ اس کے گلے لگ گیا تھا۔

وہ انگھوٹھی بالآخر سحر کے ہاتھوں پر تھی۔

وہ دونوں دنیا کے مختلف شہروں میں تھے۔

چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ رہے تھے

معافیاں مانگ رہے تھے۔

ایک عمر تھی، ایک زندگی جو انھوں نے ایک ساتھ گزاری تھی

اور اب رامش کو فیصلہ کرنا تھا کہ اگلی عمر، بچی زندگی وہ سحر کے ساتھ گزارنے والا تھا یا نہیں۔

Clubb of Quality Content!

دروازہ کھلنے کی آواز آئی تو اس کی یادوں کا فسوں ٹوٹا۔ اس نے اپنے آنسو صاف کیے اور آنے والی لڑائی کے لیے خود کو تیار کرنے لگا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احمر نے اس آفس کا دروازہ کھولا اور مسکراتا اپنے پلان کا اگلا حصہ شروع کرنے اندر داخل ہوا۔

"ہائے kiddo، آج میری یاد کہاں سے آ گئی" اس کی پھپھو آئی جی پولیس آمنہ نے اسے خوش آمدید کہا تھا۔

"بس آپ سے کچھ باتیں پوچھنی تھیں" اس نے پر اسرار انداز میں کہا تھا تو آمنہ الرٹ ہو گئی۔

کچھ لمحوں بعد وہاس اس لے سامنے بیٹھا تھا۔

"آپ فیس کلر کیس سے اتنا obsessed کیوں تھیں، مطلب اپنے وہ کیس ضد کر کے لیا تھا" اس نے سیدھا سیدھا سوال کیا۔

پہلے آمنہ نے سوچا کہ بہانے بنائے۔ مگر وہ احمر تھا۔اس سے کیا چھپانا۔"اس کیس سے کچھ سالوں پہلے جب میں امریکہ پڑھنے گئی تھی تو مجھے ایک پریکٹیکل اسائنمنٹ کرنی تھی۔ ایک عورت نے اپنی بیٹی کا قتل کیا تھا۔جب سائیکولوجسٹ مریضوں سے باتیں کرتے ہیں، تو وہ ان کے ساتھ کونیکٹ ہوتے جاتے ہیں۔میں بھی ہوتی گئی۔ پھر ایک دن اس نے حقیقت تسلیم کر لی تھی۔اس نے اپنی بیٹی کا قتل ذمہ داریوں سے تنگ آکر کیا تھا۔میں وہ فقرہ برداشت نہیں کر پائی تھی۔ کیونکہ مجھے بھی یہی لگتا تھا، کہ میری ماں مجھے ذمہ داریوں سے ڈر کر چھوڑ کر گئی تھی"آمنہ رکی، اپنا بے ترتیب ہوتا سانس نارمل کیا"اور مجھے مینٹل بریک ڈاؤن ہوا تھا۔ تین ماہ تک میں ایک انسٹیٹیوٹ میں رہی تھی۔ پولیس ڈیپارٹمنٹ کو میرے اس حادثے کے بارے میں پتہ تھا۔شاید اسی لیے انھوں نے مجھے ایک پاگل کا کیس دے دیا تھا۔میں اس کیس کو حل کر کے ثابت کرنا چاہتی تھی کہ میں بھی قابل ہوں۔اور دیکھوں آج میں آئی جی بن ہو گئی ہوں"

مگر اب آپ شک میں آگئی ہیں"احمر نے لمبی سانس لے کر کہا"وہ بھی بس ایک میسج سے"

"تمہیں کیسے پتہ؟"آمنہ خیران ہو گئی۔احمر نے گہری سانس لی اور آمنہ کو سب کچھ بتا دیا۔

"نہیں"وہ ماننے سے انکاری تھی۔

"یہی سچ ہے پھپھو،اور میں یہ ثا-"دروازہ کھلا تو اس کی بات وہی رہ گئی۔

"آئی ایم سوری میم"کانسٹیبل بولا"مگر کل رات جیل سے کچھ قیدی بھاگ گئے تھے اور فیس کلر بھی ان میں سے ایک تھا۔"احمر کے چہرے پر مسکراہٹ ابھری۔آمنہ کے رنگ اڑ گئے۔وہ باہر جانے لگی تو احمر نے بازو پکڑ کر اسے روکا۔

"ایک منٹ"آمنہ نے کانسٹبل کو باہر جانے کا اشارہ کیا

"مجھے پتہ ہے کہ ماموں کہاں ہے"اس نے کہا تو آمنہ پریشان ہو گئی"پلیز پھپھو،میں جانتا ہوں جب آپ پچھلی بار فیس کلر کے کہنے پر اکیلے گئی تھیں تو ایک twink(فیس کلر کے وکٹمز جیسے دکھنے والے مردوں کے لیے استعمال کیا جانے والا لفظ)کی ڈیتھ ہو گئی تھی۔پر یقین کریں اس بار کوئی نہیں مرے گا۔"مگر احمر کوئی نجومی نہیں تھا جو اس کی گئی پیش گوئی صحیح ہوتی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ اپنے آفس میں بیٹھا تھا۔ماہین کی موت کے بعد انجم کے پاس کوئی لیڈ نہیں بچی تھی۔ سوائے اس اجنبی کے جو ہارون سے ملنے آتا تھا۔وہ اپنی سوچوں میں گم تھا جب اسے میسج آیا۔ وہی اجنبی نمبر جس نے پہلے بھی اسے دھمکی دی تھی۔

"یہ تمہاری کمپنی کیش فلو کی اسٹیٹمنٹ ہے،ذرا دیکھو،تمہارا بچہ پیسے نکالتا رہا ہے۔اوہ مائی، ارسلان وائبز"

انجم نے وہ فائل کھولی۔اس اجنبی کی بات درست تھی۔انجم نے اپنے لیپ ٹاپ پر اپنی کمپنی کی کیش فلو سٹیٹمنٹ کھولی،وہاں بھی وہی انفارمیشن تھی۔وہ اجنبی صحیح تھا۔انجم کا بیٹا کوئی راز چھپا رہا تھا۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

وہ بھاگتا اپنے گھر پہنچا تھا۔اسے اپنے بیٹے سے بات کرنی تھی۔ مگر انجم چنگیز عالم کا ثبوت گھر نہیں تھا۔وہ اپنے ملازم پر چلانے لگا تو ہانیہ پیچھے سے بولی۔

"کیوں چلا رہے ہیں اس بیچارے پر ہزبنڈ "اس کا لہجہ سنجیدہ اور آواز طنزیہ تھی۔

"ہانیہ احمر کہاں ہے "اس نے گویا بھیک مانگی تھی۔

"کیوں کیا ہوا؟"ہانیہ کا لہجہ بھی بدل گیا تھا۔احمر وہ ہیرا تھا جو ان دونوں کا پیارا تھا۔

"کچھ نہیں بس اس سے بات کرنی ہے "انجم پاس پڑے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کیا ہوا ہے انجم ؟"ہانیہ کھڑی رہی۔انجم کا فون بجا۔اسی اجنبی کا میسج۔وہ ایک تصویر تھی۔احمر کرسی سے بندھا تھا۔اس کی آنکھوں اور منہ پر پٹی بندھی تھی۔

"اس تہہ خانے نے ایک عرصے سے ایک امیر ظالم نہیں دیکھا"

انجم کے ہاتھوں سے فون گر گیا۔اس کی تو گویا دنیا رک گئی تھی۔اس کے تاثر بدل گئے تھے۔ہر قسم کا سایہ گم گیا تھا۔ہانیہ نے اسے دیکھا تو اسے لگا کہ وہ واپس اس گاڑی میں چلی گئی ہو، جہاں اپنی ولدیت کا سچ جاننے کے بعد انجم بچوں کی طرح رویا تھا۔دل کے کسی تاریک کونے سے محبت کی روشنی چمکی تو ہانیہ نے زمین سے فون اٹھایا۔اس نے جو دیکھا اس نے اس کی دنیا بھی ہلا دی تھی۔ مگر وہ ہانیہ تھی، وہ اتنی آسانی سے ہار نہیں مارتی تھی۔وہ انجم کو اس کے سکتے سے نکالنے لگی، مگر کسی سوچ کے تحت رکی۔ چھت سے جا کر اپنی ایک پرانی دوست سے ملاقات کی۔ پھر نیچے آئی اور انجم کو اس کے سکتے سے نکالا۔

"کم ان انجم ہمارے بچے کو ہماری ضرورت ہے" اس کی آواز سے طنز نکل گیا تھا۔انجم نے وہ آواز سنی تو کوئی پرانی خوشی اس کے چہرے پر مسکراہٹ بنی۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

سحر دروازہ کھول کر گھر میں داخل ہوئی تو حیران ہو گئی۔ گھر کی بتیاں بند تھیں۔ اس نے گہری سانس لی اور بتیاں جلاتی لیونگ روم کی طرف بڑھی۔ وہاں کی بتی جلائی تو رامش کو صوفے پر بیٹھا پایا۔

"یہاں کیا کر رہے ہو" اس نے سوال کیا تو رامش نے چہرا اٹھا کر اسے دیکھا۔ اس کی آنکھوں سے صاف ظاہر تھا کہ وہ رو تا رہا تھا۔

"تمہارا انتظار" رامش نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"کیا ہوا ہے ؟" سحر پریشان ہو کر اس کی طرف بڑھی تو وہ کھڑا ہو گیا۔

"تم جانتی تھی نا؟" اس نے سوال کیا تو سحر وہی ساکن ہو گئی۔

"کیا؟" اس نے خود کو کہتے سنا۔

"انجم کی حقیقت" رامش نے آنکھیں اس پر اٹکا دیں۔

"رامش" وہ صفائی دینا چاہتی تھی۔

"نہیں سحر "مگر رامش صفائیاں سننا نہیں چاہتا تھا" ہاں یا نہ ؟ بس "اس کی آواز میں کچھ ایسا تھا کہ سحر کے پاس جواب کے علاوہ اور کوئی آپشن ہی نہ رہا۔

"ہاں "اس نے جواب دیا۔

"اور میرے باپ کے بارے میں "رامش کا اگلا سوال ہتھوڑے کی طرح اس کے دل پر لگا۔

"رامش پلیز۔"

"نہیں سحر۔بس ہاں یا نہ"

"ہاں "سحر نے جواب دیا تو رامش نے منہ موڑ لیا، سحر کا گویا دل ٹوٹ گیا

"اور انجم بھائی جانتے تھے, تمہارے بارے میں، جب انھوں نے ہمیں introduce کروایا تھا؟'

"ہاں"

"تو یہ ساری ایک سازش تھی، ارسلان کے بعد تمہیں ایک عدد مرد چاہیے تھا، اپنا عورت پن ثابت کرنے کو"

"ہاں" سحر رونے لگی تھی۔

"اور میری بہن، اس کو قتل تم نے کیا تھا؟' اب کے رامش کی آواز میں ڈسکسٹ تھی۔

"ہاں رامش"

رامش نے مزید کوئی سوال نہ کیا۔ اس کی بس ہو گئی تھی۔

"مگر رامش وہ جنگ تھی۔ اور جنگ میں اکثر معصوم ہی مرتے ہیں۔ یہ بات بھی سچ ہے کہ تم سے محبت کا میں نے دکھاوا کیا تھا مگر وقت گزرنے کے ساتھ میں تم سے محبت کرنے لگی تھی" اب سحر نے اپنی صفائی دینا شروع کی تو رامش کچھ نہ بولا، اب اسے صفائی سننی تھی

"تبھی تو جب تم نے پروپوز کیا تھا میں ہاں نہیں کر پائی تھی۔ رامش قسم لے لو مجھ سے میں تم سے پیار کرتی ہوں۔ پلیز رامش، ڈونٹ لیو می، میں تم سے محبت کرتی ہوں، تمہارے پاس رہنا چاہتی ہوں، تمہارے بغیر میں اپنی زندگی کا تصور نہیں کر سکتی، شاید یہ آنسو تو رک جائیں رامش پر اگر تم مجھے چھوڑ دو تو شاید یہ درد کبھی ختم نہ ہو۔ پلیز رامش مجھے معاف کر دو" وہ

روتے روتے زمین پر بیٹھ گئی تھی۔ سحر نے زندگی میں کبھی کسی سے محبت نہیں کی تھی، سوائے رامش سے۔ اس سے ناجانے کیوں سحر کو محبت ہو گئی تھی۔ اور اب وہ بھی اسے چھوڑنے والا تھا۔

"آج انجم کا راز سب کو پتہ چل جائے گا" رامش کی آواز آئی تو سحر نے اپنا سر اٹھایا، وہ اس کے سامنے کھڑا تھا "اور پھر پولیس تمہارے لیے بھی آئے گی" کہہ کر وہ دروازے کی طرف بڑھا۔ مگر دہلیز پر اس کے قدم زنجیر ہو گئے۔ ناجانے کتنی یادیں اس کی آنکھوں کے آگے سے گزر گئیں۔ وہ آج بھی بغیر سحر کے اپنی زندگی کا تصور نہیں کر سکتا تھا۔ وہ مڑا اور واپس سحر کے پاس آ گیا۔

"اٹھو سحر۔ اپنے پرائیوٹ جیٹ کے پائلٹ کو کال کرو۔ پاکستان سے باہر ہو گی تو کوئی تمہیں پکڑ نہیں پائے گا" سحر نے وہ الفاظ سنے تو سارا دکھ غائب ہو گیا۔ وہ جھپٹ کر رامش کے گلے لگ گئی۔ آنسو زار و قطار ٹپک رہے تھے، مگر وہ زور سے ہنس رہی تھی۔ سچ کہا ہے کسی نے، محبت وہ بلا ہے کہ اگر شیطان کو ہو جائے تو اسے بھی انسان بنا دے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

انجم کار تیزی سے چلا رہا تھا۔ہانیہ اس کے ساتھ بیٹھی تھی۔

"آئی ایم سوری ہانیہ "کسی خیال کے تحت اس نے وہ الفاظ نکالے۔

"کس لیے "ہانیہ کھڑکی سے باہر کے بھاگتے مناظر دیکھ رہی تھی

"ہر چیز کے لیے "انجم نے وضاحت کی۔

"میں تمہیں معاف نہیں کر سکتی انجم "ہانیہ نے جواب دیا" مگر اب میں تھک گئی ہو "

"پھر اب ؟"انجم نے سوال کیا، مگر اسے جواب پتہ تھا۔

"احمر اٹھارہ سال کا ہو گیا ہے، اس کا امریکہ کی یونی میں داخلہ بھی ہو گیا ہے انجم "ہانیہ نے کھڑکی سے سر لگایا"اب وقت آ گیا ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے کو اس نفسیاتی جیل سے آزاد کریں"

"مگر۔" انجم نے بغاوت کرنا چاہی۔ کیا ڈاکٹر کی بات صحیح تھی، کیا اس نے جان بوجھ کر یہ قید بنائی تھی۔

"اگر مگر کچھ نہیں انجم۔ تم ہارون کو رہا کروا کر، اپنا گناہ قبولو گے نہیں، اور بغیر اس کے میں تمہیں معاف کروں گی نہیں۔ یہ رشتہ مجھے اندر سے کھا گیا ہے۔ تمہیں بھی کھا گیا ہے، وہ الگ بات ہے کہ تم مانتے نہیں۔"

"آف کورس مانتا ہوں ہانیہ، تبھی تو خود کو کام میں مصروف رکھتا ہوں"

انجم کی بات سن کر ہانیہ ہنس دی۔

"ایک عرصہ ہی ہو گیا تمہاری مسکراہٹ دیکھے" انجم کی انکھوں سے آنسو ٹپکا" میں نے تم سے محبت سچی کی تھی ہانیہ"

"مجھے پتہ ہے انجم" ہانیہ نے نظریں کھڑکی سے ہٹا کر انجم کی طرف کیں" مگر تم نے محبت کی تعریف اپنی ماں اور ریحان سے سیکھی تھی۔ تمہارا قصور نہیں ہے انجم کہ تم نے اپنے محبوب کو تکلیف دے کر اپنا آپ ایک جیل میں قید کر دیا" ہانیہ بولی تو انجم بس سر ہلا پایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کچھ لمحوں بعد گاڑی اس بڑی حویلی کے سامنے آ کر رکی۔ ہانیہ اتری تو انجم نے gloove compartment سے بندوق نکال کر اپنی پینٹ میں اٹکالی۔ کیا پتہ اندر کس چیز کی ضرورت ہو۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

احمر کی آنکھوں کے گرد پٹی بندھی تھی۔ مگر وہ اپنی دائیں طرف کھڑے وجود کو محسوس کر سکتا تھا۔ اسے چھت سے کسی کے چلنے کی آواز آئی تو وہ مسکرایا، اس کا باپ وہاں آ چکا تھا۔ سیڑھیاں اتر کر جیسے ہی بٹن آن ہوا۔ اس کے ساتھ کھڑا شخص جس نے اپنے چہرے پر نقاب باندھا تھا بولنا شروع ہوا۔

"انجم، (خیرانی سے) ہانیہ، ویلکم" ہانیہ اس کی آواز پہچان گئی تھی۔ مگر اس نے کچھ کیا نہیں۔ وہ دیکھنا چاہتی تھی کہ کیا ہونے جا رہا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ میں پکڑے بیگ کو کس کر پکڑ رکھا تھا۔

"کون ہو تم" انجم چلایا۔ اس نے بندوق ابھی چھپائے رکھنے کا فیصلہ کیا۔

"اس سے کیا فرق پڑتا ہے" اس اجنبی نے سوال کے بدلے سوال کیا "فرق تو اس سے پڑتا ہے، کہ تمہارے اس ثبوت نے کیا کیا ہے؟"

"اور کیا کیا ہے اس نے" انجم نے سوال کیا تو وہ اجنبی ہنسنے لگا۔

"ایک لڑکی کے ساتھ زیادتی، اور پھر اس کو رقم بھیجتا رہا، تاکہ وہ خاموش رہے" اس اجنبی نے احمر کی آنکھوں سے پٹی کھینچ کر اتاری۔ "بتاؤ" احمر نے ہاں میں سر ہلایا۔ انجم کا دل ٹوٹ گیا۔ اس کا بیٹا ارسلان جیسا تھا۔ بالکل ارسلان جیسا۔

"یہ لو" اس اجنبی نے ایک بندوق انجم کی طرف پھینکی "اور انصاف کرو" انجم نے وہ بندوق پکڑی اور احمر کی طرف تان دی۔ ہانیہ کا دل بیٹھ گیا۔ مگر وہ انجم کو بھی جانتی تھی، اور اس اجنبی کو بھی۔ اسے یقین تھا کہ یہ سب بس ایک ڈرامہ تھا۔

انجم نے احمر کا چہرا دیکھا تو اس کے پہلے پانچ وکٹمز کا چہرا اس کی آنکھوں کے سامنے سے گزرا۔ انھوں نے بھی تو وہی کیا تھا جو احمر کر چکا تھا۔ پر کیا انجم اپنے بیٹے کو مار سکتا تھا۔ اس نے

انگلی ٹریگر پر رکھی۔اور بندوق کا رخ اجنبی کی طرف کر دیا۔ٹریگر دبایا۔مگر بندوق میں گولی تھی ہی نہیں۔

قہقہ لگاتے اس اجنبی نے اپنے چہرے سے ماسک اتارا وہ ہارون تھا۔اس کی داڑھی بڑھ گئی تھی مگر انجم اسے پہچان گیا تھا۔

"منافق ہو تم انجم، منافق،ان سب کو مار دیا اور اس کو نہیں مار سکے، کیوں؟ کیوں؟ کیوں؟'ہارون چلانے لگا تو احمر کا دماغ پھر گیا۔

"کیونکہ وہ میرے جسم کا حصہ نہیں تھا،وہ جانور تھے،انھوں نے جو کیا وہ ظلم تھا،جو احمر نے کیا ہے غلطی ہے، میں اسے ٹھیک کر دوں گا"

"ہینڈز اپ"آمنہ چلاتی پیچھے سے نمودار ہوئی تھی۔انجم مڑا تو اس نے ہاتھ اوپر اٹھا لیے۔ احمر بھی اپنی رسیاں ہٹاتا کھڑا ہو گیا۔اسے باندھا ہی نہیں گیا تھا۔

"تو یہ سب ایک سیٹ اپ تھا"ہانیہ خیران نہیں تھی۔

"یس مام"احمر نے جواب دیا"اب وقت آگیا ہے ڈیڈ، آپ کو اپنے جرائم کا جواب دینا ہو گا"

"ریئلی" انجم کے چہرے پر وہ سایہ واپس آگیا تھا"نو" اس نے اپنی پینٹ سے بندوق نکالی اور آمنہ پر تان دی "آپی جان ہم دونوں جانتے ہیں آپ وہ بندوق مجھ پر نہیں چلائے گیں"

ٹھا۔

گولی چلی تھی۔

انجم کی کمر میں کسی نے زور سے مکامارا تھا۔

وہ مڑا وہاں ہانیہ کھڑی تھی۔ہاتھ میں بندوق لائے،وہ بندوق جو اس نے تب اپنے بیگ میں رکھی تھی،جب انجم کے فون پر اس نے اپنا بیٹا رسیوں میں بندھا دیکھا تھا۔اس بندوق نے محبت کی راہ پر پہلے بھی دو بار اس کی مدد کی تھی۔آج پھر کر دی تھی۔

انجم اس کی طرف مڑا تو اس نے پھر ٹر گر دبایا۔اب کہ گولی اس کے پیٹ میں لگی تھی،اس ایک لمحے میں انجم کو لگا کہ وہ دونوں آخری بار رقص کر رہے ہوں،ان کا ڈرنیئر ڈانس،آخری رقص۔اور اس رقص کے ساتھ بالآخر اس کی سفر نگ اپنے اختتام کو پہنچ آئی تھی۔وہ جھٹکا کھا کر گرا تو ہانیہ اس کی طرف بھاگی۔

"ڈیڈ" چلاتا احمر بھی انجم کی طرف بھاگا تھا۔

"آئی ایم سوری انجم "ہانیہ رونے لگی تھی "مگر یہ ضروری تھا۔ تم بے قابو ہو گئے تھے "

"اٹس اوکے، آمنہ آمنہ "اس نے اپنی بہن کو بلایا "میں ہانیہ کو اپنا قتل معاف کرتا ہوں "

آمنہ کچھ نہ بول سکی۔ بس سر ہلا دیا۔

"آئی ایم سوری احمر، میں تمہارے لیے ایک آئیڈیل ماڈل نہیں بن سکا۔ پر مجھ سے وعدہ کرو تم مجھ سے بہتر بنو گے "

"آف کورس ڈیڈ "اس نے انجم کا ہاتھ پکڑا۔ انجم کے چہرے پر مسکراہٹ آئی۔ احمر کے ہاتھوں میں دبا انجم کا ہاتھ بے جان ہوا۔ انجم نے آنکھیں بند کیں تو چلاتا احمر اپنی ماں کے گلے لگ گیا۔ خون کے رشتوں کی محبت کی شدت اتنی ہوتی ہے، کہ جب وہ مر جائیں تو دل چیر جاتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

انجم کی موت کو دو سال گزر گئے تھے۔ رامش اور سحر سری لنکا کے ہوٹل میں بیٹھے تھے جب رامش کو اس ویڈیو کا نوٹیفکیشن آیا تھا۔ تجسس اس پر حاوی ہوا تو اس نے وہ ویڈیو کھولی۔

وہ احمر تھا۔ بلیک بیک گراؤنڈ کے ساتھ کھڑا وہ بول رہا تھا "میرا نام احمر ہے، اور میں infamous فیس کلر کا بیٹا ہوں۔ مگر ہمیں اپنی زندگی گزرے ماضی سے نہیں بلکہ حال سے بیان کرنی چاہیے۔ سو میں انجم فاؤنڈیشن کا سی ای او ہوں۔ میرے والد نے مرتے وقت مجھ سے وعدہ لیا تھا کہ میں ان سے بہتر ہوں، تو میں نے وہی کیا ہے۔ یہ فاؤنڈیشن امیروں کے ہاتھوں تباہ ہوئے، لوگوں کی مفت مدد کرتی ہے۔ امیروں کو بہت آزادی مل گئی، اب وقت آگیا ہے کہ ہم ان کا ظلم روکیں، اس کے خلاف آواز اٹھائے اور اس ملک کو ایک بہتر جگہ بنائیں"

ویڈیو ختم ہوئی تو سحر اس کے ساتھ آکر بیٹھی۔

"تمہارا بھتیجا تو کافی رحم دل نکلا" اس نے مسکرا کر کہا "اب ذرا اس رحم دلی کا مظاہرہ آپ بھی کرو، اور جو ضد کر کے بچہ گود لیا ہے اس کا ڈائپر چینج کرو" سحر اکتائی ہوئی تھی۔

"اوکے بابا اوکے" رامش نے ہاتھ اٹھا دیے۔

"اوکے انجم، ڈائپر بدلنے کا وقت آگیا" وہ اپنے بچے کو اٹھاتے ہوئے بولا۔

زندگی ایک مسلسل واقعہ ہے۔لوگ غلطیاں کرتے ہیں۔ان کی غلطیوں کا اثر دوسروں پر ہوتا ہے، جیسے آسیہ کی غلطی کا اثر انجم پر ہوا، کبھی کبھی ان غلطیوں کا اثر زائل بھی کیا جا سکتا ہے، جیسے عاصم نے آمنہ پر آسیہ کی غلطی کا اثر زائل کر دیا۔مگر کبھی کبھی لوگ اچھے اعمال بھی کرتے ہیں، اچھے نا صحیح درست، جس طرح انجم اور ہانیہ نے احمر کی پرورش کی، وہ دونوں خود دماغی طور پر تباہ شدہ تھے، مگر اپنے بچے کی پرورش انھوں نے صحیح کی تھی، اور یوں وہ اس دنیا کے لیے ایک سوغات بن گیا تھا۔

سو جب اگلی بار تم generation trauma کا لفظ سنا تو ہنس مت دینا، کہ یہ حقیقت ہے، ماں باپ اپنے بچوں کی نفسیات تباہ کر دیتے ہیں۔مگر یہ بھی سچ ہے کہ اگر کوشش کی جائے، اور والدین اپنے مسلے اپنے تک ہی رکھیں، تو generational trauma کی یہ سائیکل توڑی جا سکتی ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

The end

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

www.novelsclubb.com

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842